اہم متفرق شرعی مسائل پر حضرت نیلویؒ کی علمی تحقیقی تصنیفات کا مجموعہ

المعروف بہ

مجموعہ رسائل نیلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ التفسیر والحدیث مفتی اعظم الشیخ المحقق حضرت مولانا مفتی محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی ہندوستان

جلد نہم

- غسل رجلین

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی

محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حسین علی الوانی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ اشاعۃ العلوم

اجمالی فہرست

جلد نہم

کوائف مترجم قرآن

مترجم قرآن کے لیے کم از کم چند اوصاف کا جامع ہونا واجب ہے۔

۱ عربی زبان خوب سمجھتا ہو کہ عربی سے ترجمہ کر سکے۔ کیونکہ ترجمہ سے ترجمہ کرنے میں اصل سے بُعد ہو جاتا ہے

۲ فنونِ عربیہ (صرف۔ نحو۔ بلاغت۔ لغت) میں ماہر ہو۔ تاکہ ترجمہ میں صیغہ و ترکیب و اسالیبِ کلام و دقائقِ وضع کی رعایت رکھ سکے۔ کیونکہ ان کے اہمال سے ترجمہ میں سخت غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں

۳ اصطلاحاتِ شرعیہ سے واقف ہو۔ کیونکہ مصطلحات کا ترجمہ معانی لغویہ سے کرنے میں متکلم کی مراد بدل جاتی ہے۔

۴ حدیث کو شیوخ سے حاصل کیا ہو تاکہ تفسیر کرنے میں مخالفتِ صاحبِ وحی باثباتِ نزول کی لازم نہ آئے

۵ مذاہبِ مجتہدین پر نظر ہو تاکہ فقہیات کی تفسیر میں اجماع کی مخالفت نہ کرے

۶ علمِ کلام و تفصیلِ عقائدِ اہلِ سنّت جانتا تاکہ عقائد کی تفسیر میں بدعت سے بچ سکے۔

۷ مفسرین محققین کے اقوال پیشِ نظر ہوں تاکہ ناسخ و منسوخ و زیادت و حذف وغیرہ پر اطلاع ہو جن میں نقل کی احتیاج ہے۔

۸ اصول و معقول بقدرِ ضرورت حاصل کیا ہو۔ تاکہ عقلیات و شرعیات کی تفسیر میں تقریرِ استدلال پر قادر ہو۔

۹ مواضعِ مغلقہ و مجملہ میں تاویلِ مشترک یا رفعِ تعارض یا بیانِ نسخ یا تفسیرِ مبہم یا تفصیلِ مجمل وغیرہ کے اظہار کے لیے صرف ترجمہ پر اکتفا نہ کرے۔ بلکہ بطورِ شرح یا حاشیے کے امور مذکورہ کی توضیح کر دے۔

۱۰ جس زبان میں ترجمہ کرنا ہے اس میں پورا مذاق ہو۔ صرف استعداد کتابی پر قناعت نہ کرے تاکہ مطالب قرآنیہ کو احسن عبارت میں ادا کر سکے۔

۱۱ صحیح العقیدہ صالح الاعمال ہو۔ تاکہ تفسیر میں تائید بدعت و ہوائے وخیانت تبدیل سے امن رہے۔

۱۲ علمائے محققین معاصرین کی ایک معتدبہ جماعت کی نظر میں مقبول و مسلم و معتبر ہو۔

۱۳ ذہین وذکی ہو۔ بلید و غبی نہ ہو تاکہ اقوالِ مختلفہ میں سے مناسب قول کو ترجیح دے سکے، دقائق کلام کو سمجھ سکے، مخالف لوگوں کے شبہات کو شائستگی سے رفع کر سکے۔

۱۴ ترجمہ حامل المتن ہو۔ صرف تراجم کے شائع ہونے سے آخذہ اصل کے ضائع ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔

۱۵ خودرائے و متکبر نہ ہو۔ تاکہ جس مقام پر شرح صدر نہو، علماءِ وقت کی رجوع کرنے سے عار و ننگ نہ کرے۔ اگر کوئی اس لغزش پر اطلاع دے تو اس کو قبول کر کے اصلاح کر دے۔

جو شخص شرائط مذکورہ کا جامع نہ ہوگا۔ وہ ترجمہ پر مبادرت کرنے سے عاصی و خاطی اور بانیِ ضلالت و جہالت ہوگا۔ اور نیز ایسے شخصوں کا جمع کر لینا جس میں ایک ہی وصف ہو، کافی نہیں ہے۔ جیسا کہ اب تک انگریزی اور اردو ترجموں میں ہوا۔

(منقول از اصلاح ترجمہ دہلویہ مصنفہ حضرت حکیم الامت مولانا و مرشدنا الشاہ محمد اشرف علی التھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ وافرۃ کاملۃ سابغۃ وافیۃ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحابہ اجمعین۔

کیسان ابوبکر معلی ہشام بن حسان نے فرمایا کہ میں نے قتادہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب سے میں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تب سے میں نے سنت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۷ ص ۲۰۱)

عبداللہ بن عون نے فرمایا کہ حضرت محمد بن سیرین کو اس طرح قرآن مجید پڑھنا ناپسند تھا جو اس کے مخالف ہو جس طرح اتارا گیا۔ اور اس طرح بھی پڑھنا مکروہ ہے کہ کچھ پڑھے پھر باتیں کرنے لگے پھر پڑھنے لگے (؟)

بغیر تدبر کے قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے (البرہان فی علوم القرآن ص۴۵۵ ج۳)

کیونکہ قرآن مجید پڑھنے سے مطلوب ہی ہے اس میں تدبر کرنا (نووی ص۲۸۳ ج۱)

حسن بصری رح نے فرمایا کہ قرآن مجید تو اس لیے اترا تھا کہ لوگ اسے سمجھ کر پڑھنے کے بعد اس پر عمل کریں۔ اور اب ہو یہ گیا کہ لوگوں نے اس کی تلاوت کو عمل سمجھ لیا (الدلیل المبین ص۴۳)

محمد بن سیرین رح نے فرمایا کہ جب تمہارے پاس قرآن مجید اور سنۃ الرسول جیسی عظیم نعمت موجود ہے تو چھوڑ دو دوسری کتابوں کو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ آسمانی کتب الہیہ کو چھوڑ کر دوسری کتابوں کو معمول بہا بنا لیا تھا (طبقات ابن سعد ص۱۹۴ ج۷)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ الحان کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے اس طرح پڑھنے والے کا قرآن مجید نہ سنا جائے (طبقات حنابلہ ص۵۷ و ص۶۶)

نقل کے خلاف عقل کی اتباع کرنا ضلالت کی بنیاد ہے (مرقاۃ ص۵۸ ج۱)

جس حدیث کو قرآن مجید کی صریح عبارت دفع کرے ایسی حدیث کو معمول بہ بنانا ناجائز اور ممنوع ہے (شرح معانی الآثار للطحاوی ص۸۳ ج۱)

نص قرآنی قطعی ہے اس حکم کا معارضہ اسی کی مثل ہی کر سکتا ہے (امداد المحمود ص۲۳ ج۱)

خبر واحد کے ساتھ کتاب اللہ پر زیادتی کرنا ناجائز ہے (ہدایہ اولین ۵۶)
عموم لفظ کو دیکھا جاتا ہے خصوصِ سبب کا اعتبار نہیں (کلیات ابی البقا ۳۵ و نووی ۱۸۱ و توضیح مع التلویح ۳۵۱ طبع مصر)
جو ایسی نقل ہو جو ممتنعات میں وارد ہو اس کی تاویل کرنا واجب ہے (خیالی)
قرآن مجید کی تعریف یہ ہے الکتاب المنزل علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم المکتوب فی المصاحف المنقول عنہ نقلاً متواتراً بلا شبہۃ (المنار ص)
قرآن مجید کا موضوع التوحید وما یتبعہ من الرسالۃ والمعاد والجہاد فی الانفاق واصول الاحکام الشرعیۃ من العبادات والمعاملات والمعاشرۃ والاخلاق
قرآن مجید کی فضیلت کے بارے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز پر قرآن مجید کو افضلیت حاصل ہے نیز فرمایا کہ قرآن مجید کی ہر آیت آسمان و زمین میں جس قدر چیزیں ہیں ان سب سے بہتر ہے (مقامہ حسنہ ۵۴)
ثمرہ قرآن مجید پڑھنے کا یہ ہے کہ اس کو سمجھ کر پڑھنے سے اس پر عمل کریگا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سعادۃ ابدیہ نصیب ہوگی۔ قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا۔ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے سے کروڑوں مشرک کافر موحد اور مومن بن گئے رذیل شریف بن گئے۔ مفلس محتاج غنی و متمول بن گئے۔ محکوم حاکم بن گئے۔ جبیل عقیل و جلیل بن گئے
قرآن مجید کے بہت نام ہیں الحرالی نے کچھ اوپر نوّے نام گنائے ہیں۔ جیسے البرہان فی علوم القرآن ص۲۷۳ میں علامہ بدرالدین زرکشی نے لکھا ہے من جملہ ان ناموں کے ایک نام ہے کلام اللہ (حتی یسمع کلام اللہ)۔
۲ البرہان (قد جاءکم برہان من ربکم)
۳ نور۔ (وانزلنا الیکم نوراً مبیناً)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے سچ فرمایا ہے۔ نیز آج کے دور میں جو بات حدیث سے مستند طریق سے ملے اس پر جرح کر کے دفع کر دیتے ہیں اور جو بات تاریخ سے ثابت ہو اگرچہ اس کی سند نہ ملے پھر اس کو معتبر سمجھ کر سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ اور اپنا مطلب پورا کرنے کے لیے بائبل جیسی تحریف سے پُر شدہ اور مسلمہ لاکھوں غلطیوں والی کتاب کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر تاریخی غلطیاں بتائی ہیں مثلاً بنی اسرائیل کی تواریخ میں ہے کہ ہامان فرعون و حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں نہ تھا بلکہ زمانہ طویلہ کے بعد پیدا ہوا اور ہامان نام کا آدمی ان کے دور میں ہوتا تو کوئی نہ کوئی مورخ تو اسے نقل کرتا۔ لیکن قرآن مجید نے ثابت کیا کہ فرعون کے دور میں ہامان تھا ومن اصدق من اللہ حدیثا اور یہود کی تاریخ بے سند ہے اور جو کوئی کہتا ہے بے سند کہتا ہے دیکھو تفسیر نیشاپوری ۳۶/۲۲)

پھر مفسرین نے قرآن کی تفسیر میں قصے بیان کرتے ہیں کہ قرآن فہمی میں ان کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ عہد نبوی میں ایسی کوئی قصہ گوئی تھی اور نہ عہد شیخین و عہد عثمان میں تھی جیسے صحیح ابن حبان ۶/۵ میں ہے عن ابن عمرؓ قال لم یکن یقص فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابی بکر ولا عمر ولا عثمان۔ وانما کان امر القصص فی زمن الفتنۃ۔

بعض لوگ حدیث کو چھوڑ کر لغت محضہ سے قرآن کا حل سوچتے ہیں اور یہ ان کی غلطی ہے قال ابو العباس ثعلب السنۃ تقضی علی اللغۃ واللغۃ لا تقضی علی السنۃ دیکھو مجالس ثعلب ۱/۱۹۹ و ۱۴۹) اسی طرح العرف قاض علی القیاس و ہو حجۃ یترک بہ القیاس (ہدایہ اخیرین ۳۳)

مفسرین اپنی تفسیروں میں روایات نقل کرتے ہیں ابن جریر و ابن ابی حاتم تو سند سے بیان کرتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ و السلام علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد، یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعامات انسان پر بے شمار ہیں وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تو ان کو تم پورا پورا نہ گن سکو گے۔ اور اس کو عدم سے وجود میں لایا حالانکہ پہلے وہ کچھ بھی نہ تھا انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا۔ اور اول انسان کو مٹی سے بنایا خلقہ من تراب۔ وبدأ خلق الانسان من طین۔ پھر اس کی نسل کو مٹی کے نچوڑ یعنی منی سے چلایا جو ایک حقیر پانی ہے ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مہین۔ جو عورت کے رحم میں ٹپکائی جاتی ہے نطفۃ من منی یمنیٰ پھر وہ خون کا لوتھڑا ہو جاتا ہے ثم کان علقۃ پھر اس لوتھڑے (خون منجمد) سے گوشت کی بندھی ہوئی بوٹی بنائی فخلقنا العلقۃ مضغۃ پھر اس بندھی ہوئی بوٹی کی ہڈیاں بنائیں فخلقنا المضغۃ عظاماً پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھا فکسونا العظام لحما۔ پھر ایک مدت مقرر تک رحم میں رکھا ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی پھر جیسے چاہا رحم مادر میں بہت ہی اچھی صورت بنائی ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء۔ وصورکم فاحسن صورکم۔ پھر آخر کار وہ دوسری ہی مخلوق کی صورت میں بنا کھڑا کیا ثم انشانٰہ خلقا آخر۔ پھر اس پتلے کو درست کیا ثم سوّٰہ پھر اس میں اپنی قدرت کاملہ سے بنائی ہوئی روح اس میں پھونک دی ونفخ فیہ من روحہ جب کہ پہلے وہ بے جان تھا وکنتم امواتا پھر بچہ بنا کر اس کو باہر نکالا ثم نخرجکم طفلا واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم اور اس وقت

وہ کچھ بھی نہ جانتا تھا لا تعلمون شیئا۔ پھر کان آنکھیں اور دل دیے
وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ پھر اس کی خوراک کا انتظام کیا اور
ماں کو حکم دیا کہ دو سال اس کو دودھ پلائے والوالدات یرضعن اولادھن
حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ پھر انسان کی پرورش کے اور بھی
انتظام کیے کہ اوپر سے پانی اتارا انزل من السماء ماء جس میں سے ...
کچھ تو پینے کے کام آتا ہے ماء لکم منہ شراب اور اسی پانی سے درخت اگتے ہیں
جو جانور چرتے ہیں ومنہ شجر فیہ تسیمون اور اسی پانی کے ذریعے انسان کے
کھانے کو پھل پیدا کیے فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم جیسے کھیتی زیتون
کھجوریں انگور ینبت لکم بہ الزرع والزیتون والنخیل والاعناب اور غلہ
فانبتنا فیھا حبا اور ترکاری وقضبا اور میوے وفاکھۃ
اور سردی گرمی سے بچاؤ کے لیے کرتے بنائے وسرابیل تقیکم الحر اور
لڑائی میں بچاؤ کے لیے زرہیں بنائیں وسرابیل تقیکم باسکم اور دھوپ
سے بچاؤ کے لیے درختوں کے سائے بنائے وجعل لکم مما خلق ظلالا۔ اور
گھر بنائے رہنے سہنے کے لیے واللہ جعل لکم من بیوتکم سکنا اور چوپاؤں
کی کھالوں سے خیمے بنائے جو سفر میں کوچ کرتے اور مقام کرتے وقت
اٹھانے لگانے میں ہلکے ہوں وجعل لکم من جلود الانعام بیوتا تستخفونھا
یوم ظعنکم ویوم اقامتکم اور بھیڑوں اور اونٹوں کی اون اور بکریوں کے
بالوں سے ایک مدت تک کے لیے گھروں کا اثاثہ (سامان) اور برتنے کی
چیزیں بنائیں ومن اصوافھا واوبارھا واشعارھا اثاثا ومتاعا الی حین۔
اور انسان ہی کی خاطر چوپائے بنائے جنہیں گرمی حاصل کرنے اور سردی
سے بچاؤ کا سامان ہے والانعام خلقھا لکم فیھا دفء اور ان چوپاؤں

میں انسان کے لیے اور بھی بہت سے فائدے ہیں ومنافع کثیرۃ نیز
ان میں سے ایک یہ فائدہ ہے کہ انسان ان میں سے بعض کو کھاتا ہے۔
ومنها تاکلون اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ان کے گوبر اور خون
کے درمیان سے جو ان کے پیٹ میں ہوتا ہے ایسا خالص دودھ نکال کر
پلاتا ہے جو پینے والوں کے لیے خوش گوار ہوتا ہے نسقیکم مما فی بطونہ
من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین اور گھوڑے خچر اور گدھے
بنائے جو سواری کے لیے بھی ہیں اور زینت کا موجب بھی والخیل والبغال و
الحمیر لترکبوہا وزینۃ اور کئی جانور ایسے بنائے جو ایک شہر سے دوسرے
شہر تک بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں جہاں انسان اپنی جان کو مشقت
میں ڈالے بغیر وہاں تک نہیں پہنچ سکتا وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا
بالغیہ الا بشق الانفس اور علاوہ ان منافعوں کے ان چوپاؤں میں
انسان کی رونق اور آبرو بھی ہے جب صبح وشام ان کو چرانے کے لیے
چراگاہ میں لے جاتا ہے اور پھر واپس لاتا ہے ولکم فیہا جمال حین تریحون
وحین تسرحون اور جب آدمی بیمار پڑ جاتا ہے تو شفا اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے
واذا مرضت فہو یشفین اور کئی ایسی چیزیں بنائیں جن میں اللہ تعالیٰ نے
شفاء رکھ رکھی ہے جیسے شہد کی مکھی کے پیٹ سے وہ شہد نکالتا ہے و
اوحی ربک الی النحل...... یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ فیہ
شفاء للناس سمندر جیسی مہیب چیز انسان کے لیے مسخر کر دی تاکہ ہم
میں سے مچھلی کا تازہ گوشت نکال کر کھا سکے وہو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ
لحما طریا اور اسی سمندر میں سے زینت و آراستگی کا سامان بھی نکال کر
پہن سکے وتستخرجوا منہ حلیۃ تلبسونہا جس میں سے موتی اور مونگے بھی ہیں

یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان اور سمندری سفر کے لیے کشتی اور سمندری جہاز
بنائے جو سمندر کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں وتری الفلک مواخر فیہ تاکہ انسان
سمندری سفر کے لیے ملکی تجارت کر سکے ولتبتغوا من فضلہ اور انسان ہی کے
فائدہ کے لیے زمین کو ایسا مسخر اور تابع کر دیا کہ اس کی اطراف وجوانب
میں بآسانی چل پھر سکیں ہو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبہا۔
اور تاکہ اللہ کی دی ہوئی روزی تلاش کر سکے ولتبتغوا من فضلہ۔ وکلوا من
رزقہ رات دن اور سورج و چاند بھی انسان کے لیے مسخر کر دیے وسخر لکم اللیل
والنہار والشمس والقمر ندیاں بھی مسخر کر دیں وسخر لکم الانہار اور کشتیاں بھی
مسخر کر دیں تاکہ اللہ کے حکم سے دریا میں چلیں وسخر لکم الفلک لتجری نے
البحر بامرہ بلکہ آسمان زمین میں تمام چیزیں انسان کے کام میں لگا رکھی ہیں الم
تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض۔ زمین میں بھاری بھاری
پہاڑ رکھ دیے تاکہ زمین انسان کو لے کر ہلنے نہ لگے والقی فی الارض رواسی
ان تمید بکم اور ندیاں اور رستے بنائے تاکہ انسان ان رستوں کے ذریعے
منزل مقصود تک پہنچ سکے وانہارا وسبلا لعلکم تہتدون اور ستارے بھی
رستہ معلوم کرنے کے لیے بنائے وبالنجم ہم یہتدون اور زمین میں اور بھی
بہت سے نشانات بنائے وعلامات۔ نیز انسان کی حفاظت کرنے کے لیے
اس کے آگے پیچھے باری باری سے پھیری والے محافظ موکل لگا رکھے ہیں
جو بحکم اللہ اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں اور اس کا ہر عمل محفوظ کرتے رہتے
ہیں لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ۔ بہرحال اللہ
تعالیٰ نے انسان پر تمام ظاہری و باطنی نعمتیں پوری کر رکھی ہیں واسبغ
علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ یہ نعمتیں تو ہر انسان کو ملی ہوئی ہیں خواہ وہ

اللہ تعالیٰ کو مانتا ہو یا نہ مانتا ہو فمن کفر فامتعہ قلیلا
مگر مومن کو اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمت دی ہے کہ باوجود عام ہونے کے
کافر اس سے منتفع نہیں ہوتا۔ صرف مومن اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔
اور وہ ہے نعمتِ عظیم یعنی قرآن مبین، قرآن کریم، قرآن حکیم، قرآن مجید،
جو رب کی طرف سے اتمام حجت کے طور پر نصیحت اور قلبی امراض کفر و
شرک وغیرہ کی لاثانی دوا ہے قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی
الصدور جو ان تمام چیزوں سے بدرجہا بہتر ہے جو عام لوگ اپنے دنیوی
فائدہ کے لیے جمع کیا کرتے ہیں ہو خیر مما یجمعون اور نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ مؤمنین کو کہہ دو کہ اسلام جو اللہ کا فضل
ہے اور قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ بخصوص رحمت ہے
سو ان دونوں چیزوں کو حاصل کر کے مومنین کو خوش ہو جانا چاہیے
قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اور اس خوش ہونے کی صورت
یہ ہے کہ اس کی سمجھ حاصل کی جائے لعلکم تعقلون اور اس کے معانی
میں تدبر کیا جائے لیدبروا آیاتہ اور اس سے نصیحت حاصل کی جائے
ولیتذکر اولوا الالباب اور اس کی اتباع اور پیروی کی جائے اتبعوا ما
انزل الیکم من ربکم اور اس سے نیچے درجے کی کسی کتاب کی پیروی نہ
نہ کی جائے اگرچہ وہ انبیاء سابقین میں سے کسی ایک پر اللہ تعالیٰ کی
طرف سے نازل کردہ آسمانی کتاب ہی کیوں نہ ہو ولا تتبعوا من دونہ
اولیاء

اس کلام اللہ کے بارے خود حضرتِ حق جل شانہ نے جو اوصاف بیان
فرمائے ہیں ان کو ضبطِ تحریر میں لایا جا رہا ہے ان شاء اللہ العزیز وبہ نستعین

حکمت نزولِ قرآن

تاکہ آگاہ کرے تمام اہلِ مکہ اور تمام اہلِ دنیا کو جن جن تک پہنچ گیا۔
واوحی الی ہٰذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ / لتنذر ام القری ومن حولہا۔
تاکہ اختلافات مٹیں وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لہم الذی اختلفوا فیہ
ان ہٰذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون
تاکہ اس میں تدبر اور غور و فکر کریں کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا آیاتہ
تاکہ اس سے لوگ نصیحت حاصل کریں ولیتذکر اولوا الالباب
تاکہ لوگ اس سے ہدایت پائیں ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا
تاکہ لوگ اندھیروں سے نکل کر روشنی کی طرف آئیں لتخرج الناس من الظلمات الی النور
تاکہ غافل کافروں کو خبردار کیا جائے لتنذر قوما ما انذر آباؤہم فہم غافلون۔
تاکہ اللہ کا خوف اور تقویٰ حاصل ہو ولکن ذکریٰ لعلہم یتقون
ولعلہم یتفکرون
تاکہ لوگ فکر کریں
تاکہ لوگ سمجھیں انظر کیف نصرف الآیات لعلہم یفقہون
تاکہ حضرت نبی اکرم ؐ اس کی وضاحت فرمائیں وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ....
تاکہ اللہ کی وحدانیت معلوم ہو ہٰذا بلاغ للناس ولینذروا بہ ولیعلموا انما ہو الٰہ واحد
تاکہ مجرمین کا طریق معلوم ہو جائے اور اس سے بچ سکیں ولتستبین سبیل المجرمین۔
تاکہ اس کی اتباع سے لوگ رحمت کے مستحق ہوں فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون
تاکہ کفار یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم بے ہدایت رہ گئے ان تقولوا انما انزل .... لغافلین
تاکہ لوگ اس کے موافق فیصلہ کریں انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس ....

آداب قرآن حکیم

قرآن مجید پڑھا جائے تو خاموش ہو کر سنو واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا

قرآن مجید سنتے وقت اپنی زبان کو نہ ہلاؤ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ

قرآن مجید کو ترتیل سے پڑھو ورتل القرآن ترتیلا

قرآن مجید جلدی مت پڑھو لا تعجل بالقرآن

قرآن مجید پڑھنے سے پہلے اعوذ پڑھو واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم

قرآن مجید پڑھنے سے پہلے بسم اللہ پڑھو اقرأ باسم ربک الذی خلق

قرآن مجید بہت بلند آواز سے نہ پڑھو لا تجہر بصلوٰتک

قرآن مجید اتنا پست بھی نہ پڑھے کہ خود نہ سنے ولا تخافت بہا

قرآن مجید ایسے پڑھے جیسے پڑھنے کا حق ہے الذین آتینٰہم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ

قرآن مجید پر ایمان رکھا جائے اولٰئک یؤمنون بہ

قرآن مجید کو مخول نہ بنایا جائے لا تتخذوا آیات اللہ ہزوا

قرآن مجید تدبر سے پڑھیں افلا یتدبرون القرآن

قرآن مجید کی اتباع کریں اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم

قرآن مجید کے خلاف کوئی بات نہ کہو لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ

قرآن مجید پڑھتے وقت دل میں اللہ کا خوف ہو واتقوا اللہ

قرآن مجید کو با وضو ہاتھ لگائیں لا یمسہ الا المطہرون

قرآن مجید جتنا آسانی سے پڑھ سکے اتنا ہی پڑھے فاقرأوا ما تیسر من القرآن

قرآن مجید پڑھنے پر اجرت مت لو قل لا اسئلکم علیہ من اجر

قرآن مجید تمام لوگوں کے لیے ہدایت ہے — ہدی للناس (بقرہ آیت —
قرآن مجید موعظت ہے — وموعظۃ
قرآن مجید یاد دہانی ہے — وذکریٰ
قرآن مجید بیمار دلوں کی شفاء ہے — وشفاء لما فی الصدور
قرآن مجید برحق ہے — وھو الحق
قرآن مجید فضل اللہ ہے — قل بفضل اللہ
قرآن مجید رحمت ہے — وبرحمتہ
قرآن مجید دو ٹوک بات کرتا ہے — انہ لقول فصل
قرآن مجید من گھڑت بات نہیں — ما کان حدیثا یفتریٰ
قرآن مجید پہلی کتابوں کا مصدق ہے — ولکن تصدیق الذی بین یدیہ
قرآن مجید شاہد ہے — ویتلوہ شاہد منہ
قرآن مجید حجت واضح ہے — قد جاءکم بینۃ من ربکم
قرآن مجید کامل مکمل بڑے شان والا ہے — ذلک الکتاب
قرآن مجید سے روشنی ملتی ہے — والنور الذی انزلنا
قرآن مجید سے اندھیرے چھٹتے ہیں — لیخرجکم من الظلمات الی النور
قرآن مجید سے شکوک رفع ہوتے ہیں — لاریب فیہ
قرآن مجید سے منیب فائدہ اٹھاتے ہیں — ہدی للمتقین
قرآن مجید منیبوں کو خوشی سناتا ہے — وبشریٰ للمسلمین
قرآن مجید منیبوں کے باعثِ رحمت ہے — ورحمۃ للمحسنین
قرآن مجید کافروں کو خبردار کرتا ہے — لینذر الذین ظلموا
قرآن مجید منکروں پر حجت ہے — ویحق القول علی الکافرین

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے — یسمعون کلام اللہ
قرآن مجید پوشیدہ کتاب میں ہے — قرآن کریم فی کتاب مکنون
قرآن مجید لوح محفوظ میں ہے — قرآن مجید فی لوح محفوظ
قرآن مجید اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہے بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم
قرآن منزل من اللہ ہے — تنزیل من رب العلمین
قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے اتارا — انا نحن نزلنا الذکر
قرآن مجید کا محافظ بھی اللہ تعالیٰ ہے وانا لہ لحافظون
قرآن مجید اللہ کے علم سے اترا ہے — فاعلموا انما انزل بعلم اللہ
قرآن مجید کو جیسے اتارنا چاہیے تھا ویسے اتارا وبالحق انزلناہ
قرآن مجید کو جیسے اترنا چاہیے تھا ویسے اترا وبالحق نزل
قرآن مجید لانے والا نہایت قوی ہے — علمہ شدید القویٰ ذو مرۃ
قرآن مجید لانے والا امین ہے — نزل بہ الروح الامین
قرآن مجید لانے والے کا نام جبرائیل ہے قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علیٰ قلبک
قرآن مجید لانے والا اللہ تعالیٰ کے حکم سے لاتا ہے باذن اللہ
قرآن مجید فرشتوں کی نگرانی میں اترتا ہے فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا
قرآن مجید شیطان سے محفوظ رہتا ہے لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ
قرآن مجید کو پاک ہی چھوئیں — لا یمسہ الا المطھرون
قرآن مجید اللہ نے اپنے خاص بندے پر اتارا انزل علیٰ عبدہ الکتاب
قرآن مجید حضرت محمد مصطفیٰ پر اتارا گیا وآمنوا بما نزل علیٰ محمد
قرآن مجید عدل و انصاف کا کلام ہے وتمت کلمت ربک صدقا وعدلا
قرآن مجید ہی صراط مستقیم ہے، وان ہٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ

قرآن مجید سب پر حاوی ہے — وانزلنا الیک الکتاب ..... مھیمنا علیہ

قرآن مجید والا ہے — قرآن مجید فی لوح محفوظ

قرآن مجید کریم ہے — قرآن کریم فی کتاب مکنون

قرآن مجید کتاب مبین ہے — الر تلک آیات المبین

قرآن مجید کتاب حکیم ہے — الر تلک آیات الکتاب الحکیم

قرآن مجید بشیر و نذیر ہے — قرآنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا و نذیرا

قرآن مجید برہان ربی ہے — یا ایھا الناس قد جاءکم برہان من ربکم

قرآن مجید تبیان ہے — ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی

قرآن مجید قیم ہے — ولم یجعل لہ عوجا قیما

قرآن ہی اصل کتاب ہے — الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب

قرآن مجید ہی مجسم حکمت ہے — ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ۔

قرآن مجید نبأ عظیم ہے — قل ہو نبأ عظیم۔

قرآن مجید مبلغ ہے — ہذا بلاغ للناس۔

قرآن مجید احسن القصص ہے — نحن نقص علیک احسن القصص

قرآن مجید اصل علم ہے — ولئن اتبعت اھواءھم بعد ما جاءک من العلم

قرآن مجید مکرم ورقوں میں لکھا ہوا ہے — فی صحف مکرمۃ

قرآن مجید کا مقام بلند و کلام غیر سے پاک ہے — مرفوعۃ مطھرۃ

قرآن مجید کی باتیں اور مضامین بار بار تکرار سے بیان ہوتے ہیں — مثانی

قرآن مجید نری نصیحت ہے — ان ہو الا ذکر

قرآن مجید تمام جہان کے لیے نصیحت ہے — ان ہو الا ذکر للعلمین

قرآن مجید تمام جہان کے لیے راہ نما ہے — ہدی للعلمین

کتاب عزیز

قرآن مجید ایک نادر الوجود کتاب ہے

قرآن مجید کی تمام کتابوں سے شان عالی ہے وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی

قرآن مجید کی بعض آیات محکم ہیں منہ آیات محکمات ہن ام الکتاب

اور بعض آیات متشابہ ہیں واخر متشابہات

قرآن مجید روئے زمین پر تمام بسنے والوں کو خبردار کرنے کے لیے اترا

واوحی الی ہذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ

قرآن مجید وزنی کلام ہے سنلقی علیک قولاً ثقیلاً

قرآن مجید روح پرور کتاب ہے وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا

قرآن مجید وحی ہے قل انما انذرکم بالوحی

قرآن مجید حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے وانزل الفرقان۔

قرآن مجید مبارک اور کثیر المنافع ہے وہذا کتاب انزلناہ مبارک

قرآن مجید احسن الحدیث ہے اللہ نزل احسن الحدیث

قرآن مجید ہی اصل پڑھنے کی کتاب ہے ان ہذا القرآن یہدی

قرآن مجید اللہ کی رسی (اللہ تک پہنچانے والی) کتاب ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا

قرآن مجید کی آیات بصیرت افروز ہیں ہذا بصائر للناس

قرآن مجید مضبوط کڑا ہے فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ

قرآن مجید ایمان افروز گویا مجسم ایمان ہے سمعنا منادیا ینادی للایمان ،

قرآن مجید کو اہل علم سن کر ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں ان الذین اوتوا العلم من قبلہ اذا یتلی علیہم یخرون للاذقان سجدا

قرآن مجید کو اہل علم سن کر روتے ہیں اور زیادہ خشوع و عاجزی ان میں آجاتی ہے اذا تتلی علیہم آیات الرحمن خروا سجدا وبکیا

قرآن مجید کو اہل علم سن کر مان جاتے ہیں الذین آتینٰہم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ
اولئک یؤمنون بہ

قرآن مجید کو علماء بنی اسرائیل بھی حق سمجھتے ہیں یعلمہ علماء بنی اسرائیل
قرآن مجید پہاڑ پر اترتا تو وہ بھی دب پھٹ جاتا لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لرأیتہ
خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ

قرآن مجید سے قلبی اطمینان حاصل ہوتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب
قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف ہے وانہ لذکر لک
قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا بھی ذکر ہے ولقومک
قرآن مجید میں آپ سے پہلی اقوام کا بھی ذکر ہے کذلک نقص علیک من انباء ما قد سبق
قرآن مجید میں آپ سے پہلے بعض انبیاء کا بھی ذکر ہے ولقد جاءک من نبأ المرسلین
قرآن مجید پر ایمان لانا مامور بہ اور فرض ہے آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علی
قرآن مجید سے اعراض کرنے والا بڑا ظالم ہے ومن اظلم ممن ذکر بآیات ربہ ثم اعرض عنہا
قرآن مجید سے اعراض کرنے والے کی دنیوی زندگی تنگ ہے ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا
قرآن مجید سے اعراض کرنے والا روز قیامت اندھا اٹھے گا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی
قرآن مجید سے اعراض کرنے والا قیامت کے دن بھاری بوجھ تلے دبا رہے گا

ومن اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیامۃ وزرا خالدین فیہ

قرآن مجید سے اعراض کرنے والا قیامت کے دن سخت عذاب میں رہے گا۔

ومن یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا صعدا

قرآن مجید کا منکر خاسر ہے ومن یکفر بہ فاولئک ہم الخاسرون
قرآن مجید کا مکذب اور رد کرنے والا بڑا ظالم ہے فمن اظلم ممن کذب بآیات اللہ وصدف عنہا
قرآن مجید کے منکر کے لیے وعدۂ دوزخ ہے ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ

قرآن مجید کا منکر بدعہد ناقدرا ہے وما یجحد بایاتنا الا کل ختار کفور

قرآن مجید کا منکر ظالم ہے ۔ وما یجحد بایاتنا الا الظالمون

قرآن مجید کا منکر پرلے درجے کا گمراہ ہے ومن یکفر باللہ وملائکتہ وکتبہ ... فقد ضل ضلالا بعیدا

قرآن مجید کا منکر کافر ہے وما یجحد بایاتنا الا الکافرون

قرآن مجید کی اتباع سب پر فرض ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم

قرآن مجید نبیؐ کی معصوم زبان پر آسان کیا گیا ولقد یسرناہ بلسانک

قرآن مجید نصیحت کے لیے آسان کیا گیا ولقد یسرنا القرآن للذکر

قرآن مجید سمجھ کر پڑھنے سے شک و شبہات اعتقادی دور ہو جاتے ہیں لا ریب فیہ

قرآن مجید کوئی مشرکانہ شبہ بغیر جواب دیئے نہیں رہنے دیتا لم یجعل لہ عوجا ۔ غیر ذی عوج

قرآن مجید کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں لا ریب فیہ من رب العلمین

قرآن مجید کا قلب النبیؐ میں جمع کر دینا اللہ کا کام ہے ان علینا جمعہ وقرآنہ

قرآن مجید کا وضاحت سے بیان کرنا اللہ کا کام ہے ثم ان علینا بیانہ

قرآن مجید کی آیات مفصّل ہیں وھو الذی انزل الیکم الکتاب مفصلاً ۔

قرآن مجید میں کھلی کھلی آیات ہیں بل ھو آیات بینات

قرآن مجید کی آیات پر از حکمت اور منسوخ نہ ہونے والی محکم ہیں
کتاب احکمت آیاتہ

قرآن مجید ہی سے نبیؐ کو علم الشرائع ملا وان اھتدیت فبما یوحی الی ربی ۔

قرآن مجید کا مضمون پہلی کتابوں میں بھی ہے وانہ لفی زبر الاولین

قرآن مجید کے مضامین باہم ملتے جلتے ہیں اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا

قرآن مجید کے بارے کافر کہتے ہیں کہ کسی کا تعاون ہو حاصل ہے واعانہ علیہ قوم آخرون

قرآن مجید کے بارے کافر کہتے ہیں کسی کا کلام لکھ لیتا ہے اکتتبھا فھی تملی علیہ بکرۃ واصیلاً

قرآن مجید کو کافر پریشان خواب اور خیالات کا مجموعہ کہتے ہیں بل قالوا اضغاث احلام

قرآن مجید کو کافر انسانی کلام کہتا ہے ان ہذا الا قول البشر

قرآن مجید کو کافر کسی عجمی کا تعلیم کردہ بتاتا ہے انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی

قرآن مجید کفار کے لیے خسارے کا موجب ہے ولا یزید الظالمین الا خسارا

قرآن مجید کفار کے لیے موجب حسرت ہے وانہ لحسرۃ علی الکافرین

قرآن مجید زندہ دل کے لیے فائدہ مند ہے لینذر من کان حیا

قرآن مجید منیبوں کے لیے فائدہ مند ہے ویھدی الیہ من اناب

قرآن مجید اہل علم کے لیے فائدہ مند ہے قرآنا عربیا لقوم یعلمون

قرآن مجید عقلمند دل کے لیے فائدہ مند ہے انما یتذکر اولوا الالباب

قرآن مجید خوف خدا رکھنے والوں کے لیے فائدہ مند ہے الا تذکرۃ لمن یخشی

قرآن مجید ان لوگوں کے لیے جو کان لگا کر سنیں مفید ہے ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید

قرآن مجید ان کان لگا کر سننے والوں کے لیے مفید ہے جو اس پر عمل کریں فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ

قرآن مجید ایمانداروں کے لیے مفید ہے ان فی ذلک لذکری لقوم یؤمنون

قرآن مجید سن کر فرشتے آتے ہیں ان قرآن الفجر کان مشھودا

قرآن مجید سے جن ہدایت پاتے ہیں انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد

قرآن مجید سن کر خدا کا خوف رکھنے والوں کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم

قرآن مجید سن کر خدا کا خوف رکھنے والوں کا تن من چین نرم ہو کر ذکر اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہیں ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ۔

قرآن مجید ماہ رمضان المبارک میں اترا شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن
قرآن مجید مبارک رات میں اترا انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ
قرآن مجید لیلۃ القدر میں اترا انا انزلناہ فی لیلۃ القدر
قرآن مجید بلد امین (مکہ) میں اترا والتین والزیتون... وہذا البلد الامین
قرآن مجید عربی زبان میں اترا بلسان عربی مبین
قرآن مجید شیطان کا کلام نہیں وما ہو بقول شیطان رجیم
قرآن مجید کسی شاعر کا کلام نہیں وما ہو بقول شاعر
قرآن مجید کسی کاہن کا کلام نہیں ولا بقول کاہن۔
قرآن مجید کو شیطان لا ہی نہیں سکتے وما تنزلت بہ الشیاطین
قرآن مجید شیاطین کو سجتا ہی نہیں وما ینبغی لہم
قرآن مجید شیاطین کے بس کا بھی نہیں وما یستطیعون
قرآن مجید کے سننے سے شیطانوں کو ہٹا رکھا گیا انہم عن السمع لمعزولون
قرآن مجید کو کافر سُن کر بھاگتے ہیں وما یزیدہم الا نفورا
قرآن مجید کو کافر سنتا ہے منہ پھیر کر اکڑتا ہوا چلا جاتا ہے واذا تتلی علیہ آیاتنا ولی مستکبرا
قرآن مجید کو کافر نہیں مانتا وقال الذین کفروا لن نؤمن بہذا القرآن
قرآن مجید سننے سے کافر روکتے ہیں وقال الذین کفروا لا تسمعوا لہذا القرآن
قرآن مجید پڑھتے وقت کافر شور مچاتے ہیں والغوا فیہ
قرآن مجید کو کافر جادو کہتے ہیں وقال الذین کفروا للحق لما جاءہم ہذا سحر مبین
قرآن مجید کو کافر پہلوں کے افسانے کہتے ہیں واذا قیل لہم ماذا انزل ربکم قالوا اساطیر الاولین
قرآن مجید کو کافر شعر کہتے ہیں وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ
قرآن مجید کو کافر من گھڑت جھوٹ کہتے ہیں وقالوا ما ہذا الا افک مفتری۔

سند تفسیر القرآن

محمد حسین بن گل محمد بن محمد افضل بن بدر الدین بن سلطان محمد بن الطف بخش
نے ترجمہ قرآن مجید کا اپنے چچا حضرت سید سند محمد شاہ صاحب قدس اللہ سرہ
سے پڑھا اور انہوں نے اپنے پیر و مرشد مولانا حسین علی الوانی رح سے پڑھا۔ اور
انہوں نے حضرت مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی رح سے پڑھا اور حضرت پیر خواجہ
محمد عثمان صاحب (موسیٰ زئی شریف) سے اجازت لی۔ اور انہوں نے حاجی
دوست محمد قندھاری سے اجازت لی۔ اور انہوں نے شاہ ابوسعید صاحب رح
سے اجازت لی اور انہوں نے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سے اور انہوں
نے امام السند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے
سارا قرآن حضرت محمد فاضل سندھی سے پڑھا اور انہوں نے شیخ القراء حضرت
عبد الخالق سے انہوں شیخ بقری سے انہوں عبد الرحمٰن یمنی رح سے اور
انہوں نے اپنے والد سجاد یمنی سے۔ انہوں نے شیخ ابو النصر طبلاوی سے
انہوں نے شیخ الاسلام زکریا رح سے۔ انہوں برہان قلقشی و ابی نعیم عقبی رح سے
انہوں نے محمد بن محمد بن علی بن یوسف جزری سے۔ انہوں نے ابو العباس احمد
بن الحسین سے۔ انہوں نے اپنے والد ماجد سے۔ انہوں نے ابو محمد قاسم بن محمد سے
انہوں نے احمد بن علی و محمد بن سعید و محمد بن ایوب سے۔ ان تینوں نے علی بن
محمد طلبنس سے۔ انہوں نے سلیمان بن نجاح سے۔ انہوں نے ابو عبد اللہ الدانی سے
انہوں نے طاہر بن غلبون سے انہوں نے ابن محمد مقری سے۔ انہوں نے احمد بن سہل سے
انہوں نے عبید بن صباح سے۔ انہوں نے عاصم سے۔ انہوں نے عبد بن حبیب ابی مریم
زر بن حبیش اسدی سے۔ انہوں نے حضرت عثمان و علی و ابی و زید بن ثابت
و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے انہوں نے صاحب الوحی حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین امابعد

قرآن حکیم میں ہمیں مندرجہ ذیل چند باتوں کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے جو سارے قرآن حکیم میں ہمیں کام آئیں گی

۱ لغت اور ترجمہ تحت اللفظ
۲ ترجمہ با محاورہ
۳ ترجمہ ربطی مع نظر علم معانی
۴ آیۃ کا آیۃ کے ساتھ سورۃ کا سورۃ کے ساتھ ربط
۵ خلاصۂ کلام رباطی وحاصل
۶ تقسیم سُوَر ابواب وفصول میں
۷ شان نزول بقدرِ ضرورت
۸ رد مذاہب باطلہ از آیات
۹ دفع اوہام باطلہ
۱۰ توافق بائیبل با کلام اللہ
۱۱ کتب سابقہ میں تحریف بُغاۃ
۱۲ فضائل آیات اللہ وکلماتہ
۱۳ فوائد القرآن
۱۴ اعراب القرآن
۱۵ استنباط الاحکام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد

قبل ازیں درس قرآن کے نام سے خدائے رحمٰن کے کلام عزیز کا مسلسل بیان لکھا تھا جس میں مربوط بیان قرآن من اولہ الی آخرہ سمجھ میں آجاتا تھا اب اسی کو خلاصہ کر کے پیش کیا جا رہا ہے

سورۃ الفاتحۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کہو کہ میں صرف اللہ کے نام سے غائبانہ فوق الاسباب امور میں مدد مانگتا ہوں۔ سب بادشاہی اور نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر وقت ہر شے جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ تسلط فوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ علم غیبی فوق الاسباب خاص اللہ تعالیٰ کو ہے۔ پس کہو ایسی مدیں خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں نہ اور شرکاء کے لیے۔ پس ہم خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور خاص اسی کو پکارتے ہیں۔ اے اللہ! اسی سیدھی منعم علیہم والی راہ پر پختہ رکھ۔ ان کی راہ پر نہ چلیں جن پر غضب الٰہی کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اور نہ ان کی راہ پر جو صحیح راہ سے بھٹک گئے ہیں

سورۃ البقرۃ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہدایت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو یہ کامل کتاب تو جو پوری رہنمائی کرتی ہے۔ اور اس کتاب سے فائدہ اسی کو ہوگا جو سیدھی اور صاف نیت کے ساتھ حق سمجھنے کے ارادے سے اس کو پڑھے۔ ضد پر قائم رہنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ ضد کرنے سے مہر جباریت لگ جاتی ہے۔

اور زبانی ایمان بھی دل کے کھوٹے لوگوں کے لئے بیکار ہے جو دغا
بازوں اور دو غلے لوگوں کا کام ہے جو صلح کلی کے بہانے سے فساد
مچاتے ہیں اور سچے پکے مومنوں کو بے وقوف بتاتے ہیں انہیں اپنی
اس بد حرکت سے باز آجانا چاہیے ورنہ ان پر بھی مہر جباریت لگنے
کا خطرہ ہے۔ لہذا جو اس کتاب ہدایت سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا
ہے تو اسے چاہیے کہ ضد بھی نہ کرے اور منافقانہ چال بھی نہ چلے۔ منیب
بن کر اس کتاب ہدایت کو پڑھے اور سمجھے

ع ۲

اور دنیا جہان کے انسانو! اور جنو! اپنے صاف دل سے متوجہ ہو کر
میرا ایک ضروری اہم اور مفید ترین اعلان عام سنو اور وہ اعلان عام
یہ ہے کہ مافوق الاسباب امور میں غائبانہ قضائے حاجات اور حل مشکلات
کے لیے صرف یگانہ ذات کو پکارو جو تمہارا مربی ہے اور تمہارے اور تمہارے
باپ دادوں کا خالق ہے اور اسی نے تمہاری خاطر آسمان زمین بنائے اور
اوپر سے پانی اتار کر قسم قسم کے پھل پیدا کیے۔ جب اس یگانہ ذات نے تم پر
اس قدر احسانات کیے اور اس کو تم سمجھتے بھی ہو تو پھر اس یگانہ کا کسی
اور کو ہمسر اور مد مقابل تو بنا کر مت گھڑو اس کسی کو پکارو نہ۔

میرا بندہ جو میری طرف سے تم کو اعلان عام سنا رہا ہے اس میں تم
کو کسی طرح تردد نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ اپنی طرف سے اعلان نہیں کر رہا
بلکہ میں نے خود اس پر یہ حکم اتارا۔ اگر تمہیں کچھ تردد ہے تو جیسے میرا
یہ بندہ فصیح بلیغ انداز میں یہ مسئلہ توحید دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ
باوجود امی ہونے کے بیان کرتا ہے ایسے ہی تم بھی اس کے مقابلے میں
فصیح بلیغ انداز میں دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ شرک ثابت کرو۔

اور اگر تم میں اتنی ہمت نہیں تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان امداد کرنے والی ہستیوں کو بلا لو جن کو تم حاجت روا مشکل کشا اور حاضر ناظر سمجھتے ہو۔ تو جیسے تم اپنے زعم میں دوسری باتوں میں مشکل کشا سمجھتے ہو یہ مشکل بھی حل کر دیں۔ اور اگر نہیں تو پھر ضد چھوڑ دو اور مسئلہ مان لو ورنہ جہنم تیار ہے۔ مان لوگے تو جنت ملے گی۔

اگر تم یہ کہو کہ ہم ایسا کلام لا تو نہیں سکتے مگر ہم اس کو کلام اللہ اس لیے نہیں مانتے کہ اس میں گھٹیا چیزوں کا نام آتا ہے جو رب عظیم و اعلیٰ کی شان عالی سے بعید ہے تو تمہارے اس کہنے سے ایسی چیزوں کا ذکر چھوڑ نہ دیں گے۔ منیب تو سمجھ جاتے ہیں کہ ایسی مثالیں اپنے مقام پر فٹ ہیں اور من جانب اللہ ہیں اور عدی اعتراض ہی کرتے رہتے ہیں کہ اللہ کو ایسی مثالیں بیان کرنے کا کیا مطلب تھا۔ میں بتاؤں ان مثالوں کے بعد گمراہ اور منیب نکھر کر سامنے آجاتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے کا کوئی تک بھی نہیں دیکھو پہلے تم بے جان تھے پھر تم میں جان ڈالی پھر جان نکالے گا پھر تمہیں زندہ بھی کرے گا جس کے پاس جواب دہی کے لیے جاؤ گے

اور ذات یگانہ و یکتا کے سوا پکار کے لائق حاجت روا مشکل کشا کوئی اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ اس کام کرنے والے میں دو صفتوں کا ہونا ضروری ہے ۱۔ ہمہ کن ہونا ۲۔ ہمہ دان ہونا۔ تو یہ دونوں صفتیں صرف یگانہ ذات اللہ میں پائی جاتی ہیں اس کے سوا جو بھی کوئی ہے اس میں یہ دو صفتیں نہیں۔ کیونکہ وہ ماسوا اللہ یا نوری ہوگا یا ناری یا خاکی۔ نوریوں میں سوجھ بوجھ رکھنے والے فرشتے ہیں وہ اپنی لاعلمی کا خود اقرار کرتے ہیں اور

ع ۳

کہتے ہیں سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا اور اللہ ہی کو علیم و حکیم سمجھتے ہیں۔
اور ناری مخلوق میں سب سے بڑا سرغنہ ابلیس تھا اس کو اپنے انکار کا
انجام معلوم نہ ہوا پھر ہے بھی انسان کا ابدی پشتی دشمن۔ اور خاکی مخلوق میں
انسان اشرف المخلوقات زمین پر حکمرانی کرنے والا ہے اس کے آباء امجد بھولے
سے شجرہ ممنوعہ میں سے کھا بیٹھے نادم ہوئے توبہ کرنے کے لیے کوئی الفاظ
ان کو نہ سوجھے آخر اللہ نے ان کو وہ کلمات بتائے پھر توبہ کے بعد اللہ نے
ان کو اپنا مجتبیٰ بنایا۔

جب ثابت ہوا کہ ہمہ کن بھی اللہ ہی ہے اور ہمہ دان بھی اللہ ہی ہے تو
پھر اسی کو پکارو باوا آدم نے بھی اسی کو اپنی مشکل میں پکارا اور مجتبیٰ ہوئے
اور ان کو مع اولاد کے یہی حکم ہوا کہ یہی راہ ہدایت ہے جو اس پر چلے گا اس
کو دنیا و آخرت میں کوئی خوف اور حزن نہ ہوگا اور ضدی و مکذب جہنم میں رہیگا

ع ۴

اور بنی اسرائیل تم تو اچھے خاصے لکھے پڑھے ہو تم تو میرا احسان یاد کرتے
میرا عہد پورا کرو جو تورات میں تھا اسی کی تصدیق کر رہا ہے یہ قرآن مجید۔
ریاست جاتی ہے تو جائے عوام میں کتمان حق اور گڈمڈ نہ کرو خاص اللہ
کو پکارو دل سے شرک کا خیال نکالو سیدھے مسلمان بنو۔ تمہیں پتا ہے
کہ لوگوں کو کہنا اور خود نہ کرنا کس قدر قبیح ہے تو لوگوں کو جس طرح بتاتے
ہو اسی طرح خود بھی کرو۔ اگر مصائب آئیں صبر و کہ مشکل کام ہے اور اللہ
سے دعائیں مانگو اللہ مشکلیں حل کر دے گا

ع ۵

پھر سنو میرے احسان مانو میں نے تمہیں فضیلت دی تھی اور آخرت
کے عذاب سے ڈرو۔
دیکھو فرعونیوں کی سزا سے تم کو میں نے چھڑایا بحر قلزم تمہاری خاطر میں نے

پھر آلِ فرعون کو غرق ہم نے کیا۔ اور چالیس راتوں کا وعدہ موسیٰؑ سے ہم نے کیا۔ پھر تمہاری گوسالہ پرستی جیسے ظلمِ عظیم کو معاف بھی ہم نے کیا، تمہاری ہدایت کے لیے موسیٰؑ کو تورات بھی ہم نے دی۔ تمہاری گوسالہ پرستی کی وجہ سے توبہ کے ساتھ قتل کا حکم جو تھا وہ بھی ہم نے موقوف کیا۔ تم نے رؤیتِ باری فی الدنیا کا گستاخانہ مطالبہ کیا تھا جس کی وجہ سے تم پر بجلی گری اور مر گئے پھر تمہیں دوبارہ اسی دنیا میں جبکہ عام معمول جلانا نہیں زندہ کر اٹھایا۔ اور تیہ میں تم پر بادلوں کا سایہ ہم نے کیا اور تمہارے کھانے کو ترنجبین اور بٹیرے ہم نے اتارے۔ مگر تم نے حکم عدولیاں کر کے اپنا ہی نقصان کیا ہمارا تو کیا بگاڑا۔ چنانچہ ہم نے کہا جہاد کر کے بیت المقدس میں جاؤ اور مسجد کے دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم ہم نے دیا اور ہم نے یوں دعا کرنے کو کہا کہ جائے گناہ ہوں گے اتارا ہو مگر ظالموں نے حکم عدولی کی جس پر وہ سزایاب ہوئے۔

ع ۶

پانی مانگنے پر پتھر کو عصا مارنے سے بارہ چشمے ہم نے نکالے۔ من سلویٰ جیسے خدا داد نعمت کو رد کر کے ساگ ترکاریاں تم نے مانگیں محکوم رہنا پسند کیا جہاد تم نے چھوڑا تو کفر و قتل کی پاداش میں تم مغلوب ہوئے یہ سب بے حکمی کی سزا ہے ورنہ ہمارا تو قاعدہ ہے کہ کوئی ہو میرا حکم والے مانے اور اعمالِ صالحہ کو معمول بنائے تو ثواب پائے گا اور خوف و حزن نہ ہوگا

ع ۷

تم اس قدر ڈھیٹ ہو کہ تم سے پختہ عہد لینے میں پہاڑ تک اکھیڑ کر تمہارے اوپر اٹھا کھڑا کیا مان لینے کے بعد تم نے حکم عدولی کی۔ ایک تو سبت کی بے حرمتی کی جس کی سزا میں بندر بنائے گئے۔ پھر گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو تم نے ٹال مٹول کی۔ آدمی کو قتل کر کے ایک دوسرے پر دھرا۔ پھر ہم نے

ع ۸

اس کو زندہ کر دیا مگر اتنا بڑا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر پھر بھی پتھر سے زیادہ قسی القلب ہو گئے

مسلمانو! ایسے پلید لوگوں کے ایمان کی تمہیں امید لگی ہوئی ہے جو کلام اللہ کو سمجھ کر بدلاتے ہیں اور جب ان کا ایک گروہ مومنوں سے ملتا ہے تو ایمان کہتا ہے اور جب اپنے مشایخ کے پاس جاتا ہے تو وہ اس سے کہتے ہیں کہ کیا تم مومنوں کو کہہ دیتے ہو جو اللہ نے تم کو کھول بتایا اور کئی اَن پڑھ ہیں جو جھوٹے علماء کے بہکائے ہوئے اکاذیب سن کر گمراہ ہوتے ہیں اور کئی اپنے دل سے گھڑ کر موضوع باتیں لکھ کر کہتے ہیں کہ یہ خدا کے ہاں سے ہے محض پیٹ کی خاطر۔ پھر اتنے کرتوتوں کے باوجود کہتے یہ ہیں کہ ہم جنتی ہیں ہم کو دوزخ کی ہوا بھی نہ لگے گی الا ایاما معدودۃ

ع ۹

موجودہ عہد کے بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ ہم تو شریعت موسویہ کے پورے پابند ہیں یہ ان کا بھی دعویٰ غلط ہے دیکھو ہم نے ان سے عہد لیا تھا کہ ایک اللہ کی عبادت کرنا تم نے وہ وعدہ پورا نہ کیا۔ نیز عہد لیا تھا کہ باہم سلوک سے رہنا تم نے یہ وعدہ بھی پورا نہ کیا۔ پھر عہد لیا تھا کہ نہ باہم لڑنا اور نہ اپنے ہم دین بھائیوں کو جلاوطن کرنا سو تم نے اس حکم کی مخالفت کی۔ پھر کس منہ سے کہتے ہو کہ ہم شریعت موسویہ کے پابند ہیں

ع ۱۰

پھر ان کے آباؤاجداد کی حکم عدولی تو تھی ہی مزید برآں ہمارے انبیا اور مبلغین میں سے بعض کو جھوٹا کہا اور جہاں داؤ لگا بعض کو قتل کر دیا۔ وہ اسلاف تو تھے ہی ایسے اب لے موجودہ دور کے یہودیو تمہارے پاس میرا پیغمبر آیا جس کے آنے سے پہلے تم ہی لوگ فخر سے کہا کرتے تھے

کہ ہمارا ایک رسول آنے والا ہے تو اب اس کی تم تکذیب کر رہے ہو اور اس کے قتل کے مشورے کر رہے ہو اور اللہ کے نازل کردہ کلام اللہ کا انکار کرنے لگے کس قدر بری بات ہے اور جب ان سے کہا جائے کہ قرآن کو مانو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اپنی کتابوں کے بغیر اور کسی کتاب کو نہیں مانتے۔ اچھا یہ بتائیں کہ اگر تم اپنی ہی کتابوں کو مانتے ہو تو انبیاء اللہ کو قتل کیوں کرتے رہے ہو

میرے اس مرسل نبی کی کیا مانیں جب موسیٰ نبی کی نہ مانیں جس کے امتی ہونے کا انہیں دعویٰ ہے وہ طور کو گئے کتاب لینے۔ انہوں نے گوسالہ پرستی شروع کر دی پھر طور اٹھایا عہد لینے کو۔ اقرار کر کے پھر گئے۔

یہودیو اب تو مان لو۔ اگر نہیں مانتے اور یہ سمجھتے ہو کہ ہمارا ہی مذہب سچا ہے اور ہم ہی جنت جائیں گے تو مرنے کے بغیر جنت ملتی نہیں تو مرنے کی آرزو کرو اور مباہلہ ہی کر لو۔ اس طرف بھی نہیں آتے تو سمجھ لو کہ تمہارا مذہب غلط ہے اور میرا پیغمبر سچا ہے

ع ۱۰

اگر تم یہ کہو کہ اس پیغمبر پہ وحی لانے والا ہمارا دشمن جبریل ہے تو چپنی میں پانی لے کر ڈوب مرو۔ وُہ تو اللہ کے حکم سے وحی لاتا ہے۔ اور توراۃ کا مصدق ہے اور ہدایت کی وحی لاتا ہے اور وہ فرشتہ بشارت ہے اور اس کا دشمن کافر ہے۔ ہم نے دعویٰ توحید کے اثبات کے کھلے دلائل اتارے ہیں صرف ضدی ہی نہ مانیں گے۔ کیا مار پڑ گئی ہے اہل کتاب کو کہ جب دفع عذاب کے لیے اطاعت کا وعدہ کیا تو وہ وعدہ ان کے بڑے گروہ نے توڑ دیا

اگر یہود کو شبہ ہو کہ سلیمان ع کے اوراق میں غیر اللہ کی پکار جائز لکھی ہے تو یہ شبہ دل سے نکال دو کیونکہ یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ ہم

توحید وغیرہ کے اثبات کے لیے کھلے دلائل اتارتے رہے اور یہ یہود عہد شکنی ہی کرتے رہے اور جب اب ہمارا رسول اس پہلے دعوی کا مصدق آگیا تو یہود اپنے پارینہ دستور کے مطابق عہد شکنی کرتے ہوئے سحر اور منتر کے تابع ہو گئے اور وہ کلمات شرکیہ سلیمان کی طرف منسوب کر دیے حالانکہ سلیمانؑ نے کبھی شرکیہ کلمات نہیں کہے ہاں عہد سلیمانؑ میں شیطانوں نے شرکیہ کلمات سکھائے۔ اور ہاروت ماروت کی طرف منسوب کلمات بھی اللہ نے نہیں اتارے۔ اور وہ انما نحن فتنۃ کہے بغیر کسی کو جادو بتاتے ہی نہ تھے

ع ۱۲
۱۲

مسلمانوں! یہود کے داؤ میں نہ آنا یہ تو اس کوشش میں ہیں کہ مسلمان پھر سے رفتہ رفتہ مشرک بن جائیں چنانچہ ان کی ناروا کاوشوں میں سے ایک کاوش یہ ہے کہ مسلمانوں کی مجلس میں نبی ؐ تشریف فرما ہوں تو ذرا زبان موڑ کر کہتے ہیں راعنا جو موہم ہے شرک کا معنی ہمارا نگہبان۔ مقصد یہ تھا کہ مخلص مومن بھی یہ لفظ بولیں اور رسول کو اپنا نگہبان سمجھنے لگیں۔ میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ آیندہ یہ لفظ نہ کہنا انظرنا کہو جس میں شائبہ شرک نہیں اور میں جو حکم بدلتا ہوں اس میں بہتری ہوتی ہے جب میں ہر بات پر قادر بھی ہوں اور ملک بھی سب میرا ہے اور میرے سوا نہ کوئی محافظ ہے اور نہ عذاب ٹالنے والا تو دوسروں کو راعنا کہنے کا کیا مطلب؟

موسیٰؑ سے سوال کرنے کی رسم چلی تو انہوں نے موہم شرک الفاظ استعمال کیے رفتہ رفتہ موسیٰؑ و عزیرؑ کی پکار شروع ہو گئی

اب یہی اہل کتاب ہیں جن کی دلی خواہش ہے کہ تمہیں کافر کر دیں اب انہیں زیادہ کچھ نہ کہو۔ صرف ان کی رسم چھوڑ دو۔ ابھی نماز زکوٰۃ سے اپنے نفس کی اصلاح کرتے رہو.

۱۳ ع ۱۴

تعجب ہے کہ باوجود شرک کے یہودی جنت کے دعویٰ دار بنتے ہیں۔
جنت میں تو وہی جائے گا جو شرک نہ کرے اور صرف اللہ کی پوجا کرے
پھر تعجب ہے کہ کتاب پڑھ کر بھی اَن پڑھوں کی طرح ایک دوسرے پر فتوے
لگاتے ہیں اور مسجدوں میں خالص توحید بیان نہیں کرنے دیتے اور آپ مسجدوں
میں مشرکانہ رسمیں جاری کرتے ہیں غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور انہیں [illegible]
کر کے ان سے حاجتیں مانگتے ہیں اور ان کو یہ حق تو نہ تھا

اب پھر پوچھتے ہیں کہ جو ہم صرف اللہ کو پکارتے ہیں مگر یہ بتاؤ کہ اس کو کہاں
پکاریں جواب وہ ہر جگہ اللہ کی ہے مسجد ہو یا مسجد سے باہر جہاں بھی اس کو
پکارو وہاں ہی اللہ کی توجہ تمہاری طرف ہو گی۔

پھر جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندوں کو اس لیے پوجتے ہیں کہ وہ خدا کے
نائب ہیں اللہ نے سب کچھ ان کے حوالے کر دیا ہے سو یہ ان کا غلط ہے
کیونکہ مشرق و مغرب اس کی زمین و مخلوق ہے سب کچھ اسی نے ہاتھ میں رکھا ہے نائب و
والی وارث اس کا کوئی نہیں سب اسی کے آگے ادب سے ہیں آسمان زمین کو
اکیلے نے بنایا وہ کسی کا محتاج نہیں جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو کُن
کے ارادہ و حکم سے ہی ہو جاتا ہے تو پھر اس کو نائبوں کی کیا ضرورت ہے

جب ان مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کا کوئی نائب نہیں تو پھر یہ سوال
اٹھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے سامنے بات کرتا ہے یا کوئی ہم کو معجزہ و
کرامات دیتا ہے اور ان بزرگ ہستیوں کو معجزے و کرامات بھی دیتا ہے
اور ان سے کلام بھی کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہی وہ اللہ کے نائب ہیں سو
یہ کوئی بات نئی نہیں پہلے لوگوں نے بھی یہی جھگڑے پیش کیے تھے ان سب کے
دل ایک سے ہوئے ہیں۔ ہم نے خوب کھول کر حق بات ادا کی سب جگہ

لوگ اگر نہ مانیں تو آپ سے ان کی بابت باز پرس نہ ہوگی کہ آپ نے ان سے
کیوں نہ منوایا۔ کیونکہ آپ کے ذمے محض تبلیغ ہے جو آپ کر چکے۔

اور آپ ان کی خواہشات کے تابع نہ ہونا اگر یہ یہود و نصاریٰ آپ سے اتفاق
نہیں کرتے تو ان کا مطلب یہی ہے کہ ان کی ملتِ مخترعہ کی اتباع کریں کہ
عزیر و عیسیٰ و مریم وغیرہ کو حاجات و مصائب میں پکاریں۔ تم نے اگر ایسا
کیا تو تمہارا کوئی حامی نہ ہوگا

اب یہ مانیں یا نہ مانیں صحیح سمجھ کر تورات انجیل پڑھنے والے تو مان جائیں گے ع
بہرحال خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ خاص اللہ کو پکارو اس کے
ہمسر اور مد مقابل مت بناؤ ملائکہ کو کیوں پکارتے ہو وہ غیب دان نہیں۔
جنات کو کیوں پکارتے ہو وہ تمہارے دشمن ہیں اور اہل کتاب تمہاری کتب کا
کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ پکار کے لائق اللہ کے سوا اور کوئی نہیں اور اوراد و سلیمانی
اور ہاروت ماروت کا عمل سب غلط ہیں اور شیطانی عمل ہیں۔ سب کچھ اللہ کے
قبضے میں ہے اس نے کچھ بھی کسی کے حوالے نہیں کیا جو کہتے ہیں وہ غلط ہے

خلاصہ بقرہ باب دوم

اور حضرت محمد صلعم وہ نبی ہیں جن کی بشارت ابراہیم و اسمٰعیل دے گئے ہیں اور دعا بھی کر گئے ہیں۔ لہٰذا محمد کا یہ دعویٰ مان لو ان کا اور باقی سب انبیاء کا یہی مذہب اسلام تھا ان صلوتی و نسکی...... یعنی اقرار کرنا کہ موت و حیات و نفع و نقصان کا مالک خاص اللہ ہے زبانی جانی و مالی عبادت خاص اللہ کے لیے ہے تو اس ابراہیم کا نفع معاذ کو نہیں ہوگا اس لیے تم معاند نہ ہو۔

دیکھو ابراہیم و یعقوب ہر دو نے اپنی اولاد کو بھی وصیت کی تھی کہ صرف یکانہ ذات اللہ کی عبادت مرتے دم تک کرتے رہنا اور تمہارے آباؤ اجداد حاضر بھی تھے پھر بھی تعجب ہے کہ یہود و نصاری* ہوتے کو ہی ہدایت سمجھتے ہیں تم کہو دین ابراہیم پر ہم تو چلیں گے اگر وہ ایسا ایمان رکھیں تو ہدایت یافتہ ہیں ورنہ ضدی ہیں

ع

*یہودی نصاریٰ ہی

تحویل قبلہ کی وجہ سے ان کو آپ کی رسالت پر شبہ ہے۔ تم کہو مشرق مغرب شمال جنوب کا مالک اللہ ہے اسی نے حکم دیا ہے پھر اس حکم کو قبول کرنے کی ہمت بھی اسی نے ہم کو دی ہے تم کو نہیں دی۔ اب رہا یہ کہ اس نے ہم کو ہمت کیوں دی سو اللہ کہتا ہے کہ ہم نے تم کو امت وسط معتدل مختار اور معتبر بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کو بتاؤ اور یہ رسول تم کو بتا دے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ تحویل قبلہ ایک امتحان ہے

اور ہمیں اے نبی م! علم ہے کہ آپ پریشاں ہو کر اوپر کو دیکھتے ہو گر جس قبلہ کی طرف ہم آپ کا رخ پھیریں گے آپ خوش ہو جاؤ گے۔ لو ابھی سے

مسجد حرام کی طرف منہ پھیر دو اور امت کو بھی یہی حکم ہے۔ اہل کتاب کو مرہر
قبلہ کا خوب علم ہے کہ برحق ہے مگر مانتے نہیں۔ حق چھپاتے ہیں سوائے اہل حق
نبیوں کے۔ تمہیں بار بار کہہ رہا ہوں کہ تحویل قبلہ کا حکم مان لو تا کہ اہل کتاب
یہ اعتراض نہ کر سکیں کہ اگر نبی سچا ہوتا تو اس کا قبلہ بیت الحرام ہوتا۔
نیز یہودی یوں بھی نہ کہہ سکیں کہ محمد منہ تو کرتا ہے ہمارے قبلہ کی طرف اور ہمارے
دین کی کرتا ہے مخالفت۔ نیز مشرک یوں نہ کہہ سکیں کہ محمد دعوٰی تو کرتا ہے
دین و ملت ابراہیم کا مگر ان کے قبلہ کی کرتا ہے مخالفت۔ نیز تحویل قبلہ اس
لیے کہ میں تم پر اپنا انعام تام کروں اور راہ نمائی بھی جیسے رسول بھیج کر تم پر احسان کیا۔ ع
مومنو! اب اہل کتاب تحویل قبلہ کی وجہ سے تم سے لڑیں گے۔ تم صبر کرنا اگر انہوں
نے تم میں سے کسی کو مار دیا تو شہید ہوگا اسے مردہ نہ سمجھنا اسے دوہری حیات حاصل
ہے جس کا تم ادراک نہیں کر سکتے۔ اور بھی کئی طرح کی تم پر آزمائشیں آئیں گی صبر کرنا۔
یہود کو میرے پیغمبر کی رسالت پر یہ شبہ بھی ہے کہ یہ توحید میں خام ہیں کیونکہ یہ
لوگ حج و عمرہ میں صفا و مروہ کی سعی کرتے ہیں جہاں بت پرستی ہوتی رہی ہے۔ سو
اس کا جواب یہ ہے کہ صفا و مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں پس بت پرستی کی پلیدی
سے بحکم الٰہی صفا مروہ کی سعی میں شرک نہیں۔ یہود کو یہ بات معلوم ہے مگر چھپاتے
ہیں اس لیے یہ ملعون ہیں ہم توحید میں خام نہیں دلائل سمجھ کر توحید پر قائم ہیں
یہود و نصاریٰ میں سے کئی ایسے ہیں کہ عزیر عیسیٰ مریم وغیرہ من دون اللہ
کو اللہ کے ہمسر سمجھتے ہیں یعنی اللہ کی طرح ان کی تعظیم کرتے ہیں یہ دوزخی ہیں
پھر شیطان کی اتباع میں حلال طیب چیز حرام سمجھ کر نہیں کھاتے تم کھاؤ
پھر جب ان کو کہیں کہ توحید اور تحلیل طیبات میں منزل من اللہ کی اتباع کرو تو کہتے ہیں
کہ ہم تو آباؤ اجداد کی مانیں گے۔ مومنو! تم ایسے نہ ہو۔ اللہ نے تو مردار خون

رضا میں اپنی جان پیش کرو سب مل کر اعتقادی و عملی ہر لحاظ سے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ شیطان کی نہ مانو۔ یہود کی طرح حکم عدولی نہ کرو۔ دنیا میں اگرچہ کفار عیش میں ہیں مگر قیامت میں مومن ہی بالا ہوں گے۔ دنیا میں کثرت رزق کوئی معیار نہیں حق و صداقت کا۔ حق تو ہے توحید جس کو چھوڑ دیا گیا دنیا میں شرک ہی شرک پھیل گیا۔ توحید کے ساتھ اختلاف کرنے والوں کو نبیوں نے سمجھایا، ضدی لوگوں کے ساتھ جہاد کیا۔ مومنوں کو فتح ہوئی لہٰذا تم بھی منظم ہو کر کفار سے لڑو۔ ڈرو مت۔ بغیر جہاد کے جنت نہ ملے گی۔ پہلوں کی طرح تم پر بھی آزمائش آئیگی۔ اور جہاد میں مال بھی لگتا ہے۔ مال بھی دو۔ دفع شرک کے لیے قتال کرو اگرچہ اشہر حرم ہی میں کرنا پڑے۔ دفع شرک کے لیے سارا مال دینا پڑے تو دے ڈالو۔ کیونکہ شرک ڈبل گناہ ہے جیسے شراب اور جوا میں فائدہ بھی ہے مگر ڈبل گناہ ہے پینا حرام جوا کھیلنا حرام ہوا اسی طرح یتیموں سے مخالطت بغیر نیت اصلاح کے منع ہے ہاں بوقت نقصان ان کو کچھ مال زائد از حاجت دے سکتے ہو مگر دفع شرک کے لیے سب کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔ نکاح بھی مشرک مرد کو نہ دو نہ مشرک عورت سے نکاح کرو حسن و جمال کو نہ دیکھو شرک کی گندگی کو دیکھو جیسے حیض گندہ ہے بحالت حیض عورت کے پاس جانا منع ہے اسی طرح شرک کی گندگی ہٹاؤ۔ جس طرح میرے حکم سے جان و مال کی حفاظت تم پر ضروری ہے اسی طرح میرے حکم سے زبان کی حفاظت کرو۔ بے موقع قسمیں نہ کھاؤ خاص کر بیوی سے ایلاء اور طلاق۔ اگر طلاق کی نوبت آئے تو میرے حکموں کو ملحوظ رکھا کرو۔ میرے حکم سے فروج کی بھی نکاح کے ذریعے حفاظت کرو۔ مگر نکاح بھی عدت کے اندر نہ کرنا۔ اور اپنے مولود کی بھی رضاعت کے ذریعے حفاظت کرنا۔ خاص کر دل کی حفاظت اور اصلاح پنجگانہ نمازوں کے ذریعے میرے حکم کے مطابق کرنا۔ اور سب سے اہم امر حفاظت دین

ع　ع

حفاظت زبان　حفاظت فروج　حفاظت ...　ع

توحید ہے جس کا ذریعہ جہاد جانی و مالی ہے اور اپنی قلت تعداد و ناداری کو نہ دیکھو
میں ایک نادار ٹولی کو بڑے مسلح لشکر پر فتحیاب کر سکتا ہوں جیسے طالوت
کی ٹولی کو جالوت کے بڑے لشکر پر فتحیاب میں نے کیا تھا۔ اللہ چاہے تو بغیر جنگ
کے بھی موحدین کو کامیاب کر سکتا ہے مگر مصلحت اسی میں ہے کہ تمہیں آزمائے
اس لیے جہاد کرو اور مال بھی لگاؤ کہ شرک مغلوب ہو اور توحید اس خدا کی جو ع
ان صفات عالیہ کے ساتھ متصف ہے غالب ہو۔ اور یہ سمجھنا کہ جہاد کر کے لوگوں کو
توحید پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ جہاد سے مقصود اکراہ فی الدین نہیں بلکہ جہاد اس لیے
ہے تاکہ کوئی کافر مومن کو ایمان سے روک نہ سکے اور کوئی کافر مومن کو جبراً کافر
نہ بنا لے ورنہ دلائل سے رشد و غیّ الگ الگ راہ کھل چکے ہیں مومن کو اللہ تعالیٰ ع
ربط قلب کی دولت عطا فرماتا ہے جیسے حضرت ابراہیمؑ کو نمرود کے مقابلہ میں
اور عزیرؑ کو اپنی قدرت کا بڑا نمونہ دکھلا کر ان کو ربط قلب کی دولت دی۔ اور
ضدی کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر جباریت لگا دیتا ہے جیسے نمرود ضدی پر مہر لگی
اور ابراہیمؑ کو بھی اپنی قدرۃ احیاء کا نمونہ دکھا کر ربط قلب کر دیا۔ ع
پس دفع شرک کے لیے مال بھی لگاؤ اللہ راضی ہوگا دوگنی جزا دیگا اور
من و اذی نہ کرنا ورنہ صدقات کا ثواب جاتا رہیگا۔ اور عمدہ مال اللہ رد ی نہ دو
شیطان وسوسے ڈالیگا خیال رکھنا خاص کر ان فقراء کو دو جو دین حاصل کر
رہے ہوں اس وجہ سے وہ تحصیل رزق کے لیے نہ ادھر ادھر جاتے ہیں اور
نہ کسی سے مانگتے ہیں اس لیے بے خبر یہی سمجھتا ہے کہ اسے کوئی ضرورت نہیں یا ع
اور جو رات دن سراً و علانیۃً مال دیتے رہتے ہیں ان کو بڑا ثواب ملے گا۔ اس لیے فقراء
مجاہدین کو مفت دو۔ اگر مفت نہیں دیتے تو بطریق قرض کے ہی دو۔ مگر سود نہ لینا
کہ سود لینا حرام ہے البتہ بیع سلم جائز ہے اور ایک بات سمجھ کہ بیع سلم کرنے لگو

یا قرض لینے دینے لگو تو لکھ لیا کرو اچھا ہوتا ہے لکھنے لکھانے والا میری ہدایت کو ملحوظ رکھے اگر لکھت نہ ہو سکے تو کوئی چیز رہن رکھ لو۔ اگر ایک دوسرے پر اعتماد کر کے نہ لکھت ہو نہ رہن تو مقروض کا فرض ہے کہ امانت سمجھ کر اپنے رب سے ڈرتے ہوئے دائن کو اپنا قرض ادا کر دے۔ اور گواہ کا بھی فرض ہے کہ گواہی دیتے وقت کوئی بات نہ چھپائے ورنہ وہ دل کا کھوٹا ہے اللہ کو تو علم ہے اور اس کے بس اور اختیار میں آسمان زمین کی ہر شے ہے تم شرک یا توحید یا کتمان شہادت غرض کوئی چیز تم ظاہر کر دو یا چھپاؤ اللہ اسکا محاسبہ کرے گا بخشے یا سزا دے اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

بہرحال میرا یہ رسول اور مومن تو میرا ہر نازل کردہ حکم مانتے ہیں۔ توحید رسالت امور آخرت میں اتفاق انفاق جہاد اور فتح وغیرہ اللہ سے مانگتے ہیں۔ غیر اللہ کو نہیں پکارتے نہ یہود کی طرح گوسالہ پرستی کرتے ہیں۔ بلکہ غیر اللہ کی پوجا کرنے والوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔

ع

سورۃ آل عمران

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید کے دلائل واضح ہیں مان کر اسی یگانہ ذات کو پکارا کرو۔ منکر کو سزا ملے گی
جو تم کو ہماری کتب میں عیسیٰ کو ابن اللہ لکھا ہے تو جواب یہ ہے کہ کلام اللہ میں متشابہات
بھی ہوتے ہیں جن کے معنے محکمات کے موافق لینے برحق ہیں اور محکمات کے مخالف
لینے میں کفر ہے اور عیسیٰ بن اللہ اسی قبیل متشابہات سے تھا۔ سو اب یہ صحیح جواب ملنے
کے بعد مسلمان ہو ضد نہ کرو ورنہ دنیا و آخرت میں خوار ہوگے اور مال و اولاد
کچھ کام نہ آئیں جیسے فرعون وغیرہ تباہ ہوئے تم بھی مغلوب ہو کر جہنم جاؤ گے
اس مغلوبیت کا ایک نمونہ تم نے بدر میں تو دیکھ ہی لیا کہ کس طرح اللہ نے مٹھی بھر
مسلمانوں کو دشمنوں کی نظر میں جم غفیر دکھا کر فرشتوں کی جماعت کے ساتھ
تائید فرمادی کفار کو ناز تھا بیویوں بیٹیوں سونے چاندی کے ڈھیر پلے ہوئے
گھوڑوں چوپاؤں اور کھیتیوں پر مگر وہ کچھ کام نہ آئے۔ مسلمانو! تم ان چیزوں
کی طرف راغب نہ ہونا نہ توحید چھوڑنا کیونکہ یہ چیزیں تو عارضی طور پر دنیا میں برتنے
کے لیے ہیں اور بس۔ اور احسن ٹھکانا تو اللہ کے ہاں مومنوں کی خاطر تیار رکھا ہے
وہ ہے جنت جو شرک سے بچنے والوں اور صرف اللہ سے مانگنے والوں کو ملے گی

اور توحید تو وہ چیز ہے کہ کتب سابقہ میں اللہ تعالیٰ بھی بیان کر چکا ہے کہ پکارنے کے
لائق صرف اللہ ہے اور ملائکہ بھی جہاد میں انبیاء کی امداد کر کے شہادت دے چکے ہیں
اور انبیاء اور مومنین اہل علم بھی اسی مسئلہ کی تبلیغ کر کے ثابت کر چکے ہیں کہ حاکم
نقصان کا وہی یگانہ ذات ہے۔ اور سب کتب میں دین تو تھا ہی اسلام۔ مگر باغی

اہلِ کتاب ضد میں آکر مخالف ہوگئے۔ اس قدر بیان کے بعد اگر یہ لوگ اب بھی نہ مانیں تو کہہ دو کہ ہمارا مذہب تو ہے اسلام۔ اور تم بھی مان لو۔ اچھے رہوگے یہ اختلاف چھوڑ دو۔ ورنہ تم اللہ کی نگاہ میں ہو۔ سزا پاؤگے۔ ع

یہود نے کیا ماننا ہے ان کی تو عادت ہے اللہ کے احکام نہ ماننا۔ قتلِ انبیاء اور ہر مبلغِ توحید کا قتل۔ اس لیے سزا پائیں گے۔

دیکھو جب ان علماء یہود کو کہا جاتا ہے کہ تورات میں اپنے دعوٰی کا ثبوت دکھاؤ تو پیچھے ہٹ رہتے ہیں اور حکم عدولی کرنا تو ان کی پرانی عادت ہے۔ مُنہ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ جنت ہماری ہے۔ اچھا قیامت جو آرہی ہے سب کو بدلہ مل جائیگا۔

جب دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ الٰہ خاص اللہ ہے تو اور کوئی مانے یا نہ مانے تم تو حاجت براری اور حلِ مشکلات کے لیے صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہوئے یوں کہا کرو اے اللہ ایسے اوصاف والے مالکِ الملک متصرف فی الامور قدیر مطلق مختارِ کل عالم الغیب فعال لما یرید خالق و رازق ہماری فلاں حاجت پوری فرما۔ اور جو نہیں مانتا اس سے بائیکاٹ کردو ورنہ نقصان اٹھاؤگے ع

اور اگر ان سے بائیکاٹ کروگے اور صرف اللہ سے محبت رکھوگے اور نبیؐ کی اتباع میں زندگی گذاروگے تو یحببکم اللہ اور یغفر لکم ذنوبکم کے مستحق ہوجاؤگے بس اللہ و رسول اللہ کی مانتے جاؤ ورنہ کافر ہوجاؤگے اور خدا کے مبغوض۔

جواب ابطال شبہ

اگر کہو کہ کیا حضرت عیسیٰ و مریم وغیرہ نبی ولی اللہ کے برگزیدہ ہستیاں نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ان کو پکارنا کیوں منع ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ واقعی آدم نوحؑ آلِ ابراہیم آلِ عمران دوسری مخلوق سے افضل ہیں اللہ نے ان کو فضائل کمالات معجزات و کرامات سے نوازا ہے یہ لوگ اپنے اپنے دور میں لاثانی ہوگزرے ہیں مگر ہیں تو مخلوق اور والد و مولود لیکن سمیع لکل صوت و علیم بکل شئ تو وہ نہیں یہ صفت مخصوص اللہ کی

ہے۔ ان بزرگوں کو سمیع علیم سمجھنا شرک ہے

دیکھو عمران کی بیوی (عیسیٰؑ کی نانی) کس طرح اللہ کے حضور عاجزی سے دعا مانگ رہی ہیں وہ بھی صرف اللہ کو سمیع علیم کہہ رہی ہیں وہ کس طرح معبود ہو سکتی ہے

حضرت زکریاؑ بھی اللہ کے حضور مانگ رہے ہیں اور سمیع الدعاء اللہ ہی کو کہہ رہے ہیں اور پھر اللہ کے حکموں کے مامور ہیں

ع

اور مریمؑ بھی اوامر بجا لا رہی ہیں مامور من اللہ اور تابع امر الٰہی ہیں خود عبادت گذار ہیں وہ معبود کیونکر ہو سکتی ہیں

اور حضرت عیسیٰؑ خود مولود ہیں اور کوئی کام بغیر حکم الٰہی کے نہیں کرتے پھر وہ معبود کیونکر ہو سکتے ہیں جب کہ خود اقرار فرماتے ہیں ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ۔

پھر حضرت عیسےٰ کو خطرہ محسوس ہوا یہود کی طرف سے ایذا رسانی کا تو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی کہ یہ تیرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو اب عیسیٰؑ معبود کیسے بن سکتے ہیں

ع

اب اگر یہ کہیں کہ عیسیٰ ابن اللہ نہیں تو پھر بیٹے کا باپ بتاؤ جب عیسیٰ کا باپ نہیں تو معلوم ہوا کہ آپ اللہ ہی کے بیٹے اور نائب ہیں تو جواب یہ ہے کہ عیسیٰؑ اگر باپ نہیں تو ماں تو ہے اور حضرت آدمؑ کے نہ باپ تھا نہ ماں وہ براہ راست مٹی سے بنا اگر باپ کا نہ ہونا الوہیت کی دلیل ہے تو آدمؑ بطریق اولیٰ الٰہ ہونا چاہیے جس کا نہ باپ نہ تھا نہ ماں۔ اتنے سمجھانے کے بعد پھر نہ مانیں تو کہو آؤ میدان میں۔

مباہلہ کر لو۔ نہیں تو مان لو کہ یہ بیان برحق ہے کہ اللہ کے برگزیدہ نبی ولی کوئی بھی پکار کے لائق نہیں۔ صرف اللہ پکار کے لائق ہے آؤ سبھی ایک بات پر اتفاق کر لیں کہ الٰہ صرف اللہ ہے نہ عیسیٰ نہ مریم نہ عزیر وغیرہ۔ نہیں تو اتنا تو گواہ رہو کہ ہم موحد ہیں

ع

اے یہود! تم ابراہیمؑ کو یہودی کہتے ہو اور نصاریٰ! تم ابراہیمؑ کو نصرانی کہتے

یہود اور مشرکو! تم کہتے ہمارا دین ابراہیمی ہے یہ سب غلط ہے ابراہیم یہودی نصرانی
کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ توراۃ انجیل حضرت ابراہیمؑ سے مدتوں بعد اتری ہیں
ابراہیم نہ یہودی تھا نہ نصرانی نہ مشرک - وہ تھا پکا موحد ایک خدا کی طرف کا -
تم کیا لگتے ہو ابراہیم کے - ابراہیمؑ کے ساتھ لگاؤ ان کا تھا جو ابراہیمؑ کے دور
میں ان کے پیروکار تھے اور زمانۂ حال میں یہ نبی اور مؤمن اور اللہ ہی مومنوں کا
ناصر و حامی ہے - اپنی خباثت سے بعض اہل کتاب تمہیں گمراہ کرنے کی فکر میں ہیں
لیکن نقصان ان کا اپنا ہے - بعض اتنے پلید ہیں کہ اپنے بعض کو کہتے ہیں کہ صبح کو ع
مومن بن جاؤ شام کو منکر - اس طرح مومن شک میں پڑ جائیں گے - پھر یہ بھی کہتے ہیں
کہ صدقِ دل سے نبی اُسی کو ماننا جو تمہارا ہم مذہب ہو - یہ نہ سمجھنا کہ کسی کو تمہاری
طرح کوئی کتاب ملے گی - یہ اس قدر پلید ہیں کہ ایک دینار بھی بطور امانت کے
ان کے پاس رکھا ہو کھینچ دیں گے اور کوئی کوئی ایسا بھی ہے کہ ڈھیر مال امانت
بھی ادا کر دیتا ہے اور کئی علماء یہود اپنی طرف سے گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں
اور نصاریٰ بھی کہہ دیتے ہیں کہ عیسیٰؑ ہمیں کہہ گئے ہیں کہ مجھے پوجنا - جواب یہ ہے
کہ اللہ کا مقبول بندہ یہ کبھی نہیں کر سکتا - وہ تو یہی کہتا ہے کہ رب والے بن جاؤ - اور وہ
یہ بھی نہیں کہتا کہ فرشتوں اور نبیوں کو متصرف سمجھو - بھلا وہ ہدایت بتا کر کفر کا حکم
کیسے دے سکتا ہے -

ع
تمہارے اعتراضوں کے تسلی جواب مل گئے آؤ اس رسولِ مصدق کو مان لو یہ
وہی رسول ہیں جس کا تم سے عہد لیا گیا تھا - اور عیسیٰ کی عبادت چھوڑ دو - یہی اللہ کا دین
اسلام ہے کیا اسے چھوڑ کر کوئی اور دین تلاش کرتے ہو حالانکہ ہر شے اللہ کی منقاد
ہے - اور اس عہد کو توڑتے ہو اور نبی موعود کو نہیں مانتے اور غیر اللہ کو پوجتے ہو -
ہم تمہاری نہیں مانتے - ہم ان انبیاء کی مانیں گے نجات تو دینِ اسلام میں منحصر ہے

وہاں تلف ہو تو پالک کے حکم سے ہے

ع

سوچو گے کہ امر بالمعروف کرنے سے لوگ گالی دیں گے۔ تو کیا ہو گیا پڑ تو نہ سکیں گے۔ اگر قتال پہ آمادہ ہو بھی گئے تو دم دبا کر پشت دے کر بھاگ جائیں گے اور ان پہ ذلت کی مار ہے۔

اور یہود و نصاریٰ سب کافر ہیں۔ بعض عبداللہ بن سلام جیسے نیک بھی ہیں اور اکثر یہود جو خیر کرا رہے ہیں وہ ایسا سمجھو جیسے سخت سردی میں سخت سرد ہوا چل کر کھیتی تباہ کر دے

تو کفار محاربین کے ساتھ دوستی نہ رکھو بلکہ جہاد کرو کیونکہ وہ تمہارے دشمن ہیں تمہارا فائدہ نہیں چاہتے بلکہ تمہاری خرابی میں کمی نہیں کرتے تمہیں تکلیف دینے کے خواہش مند ہیں۔ منہ سے ان کی دشمنی ظاہر ہو پڑی اور اکیلے ہوں تو دشمنی سے انگلیاں کاٹتے ہیں۔ تمہیں غنیمت ملے تو رنج ہوتے ہیں تمہاری تکلیف پہ خوشیاں مناتے ہیں اللہ پہ توکل کر کے ان سے جہاد کرو۔ مدد اللہ دے گا جیسے بدر میں اللہ نے تمہاری مدد کی تھی بزدل نہ ہو اور نہ ایسے کام کرو جن سے بزدلی پیدا ہو اسی واسطے سود کی لین دین چھوڑ دو بلکہ اللہ کی راہ میں مفت دو۔ اور جہاد کرنے میں سست نہ ہو اور دکھ تکلیف کی وجہ سے غمگین نہ ہو آخر فتح تمہاری ہوگی بشرطیکہ تم ایمان پہ مضبوط رہے ہاں کبھی کبھی آزمانے کو اور دیگر کئی حکمتوں کی وجہ سے شکست بھی دیتا ہے اور جنت بغیر آزمائش کے تو نہیں ملتی حفت الجنۃ بالمکارہ۔ موت محمد کی خبر سن کر بزدل ہو گئے ہو۔

ع

کیا جب وہ نہ ہوئے تو کافر ہو جاؤ گے؟ موت سے کیا ڈرنا۔ ایک دن موت کا آنا تو لازمی ہے لہٰذا بزدل نہ بنو جہاد کرو۔ دیکھو پہلے دور میں جہاد کے اندر نبی بھی مرتے تھے تو ان کی قوم سست نہ ہوتی تھی بلکہ ثبات قدم اور نصرت علی

الکفار کی دعائیں مانگتی تھی لہذا تم بھی سست نہ ہو اور اللہ سے فتح و نصرت
کی دعائیں مانگو۔ اُن کی طرح تم بھی دین و دنیا میں کامیاب رہو گے۔ محسن بنو۔ ع
اور جہاد سے بزدل ہو کر کفار کے ساتھ صلح کا عہد نہ کر بیٹھنا۔ بلکہ جہاد کرو وہ اللہ
فتح دیگا اور کفار کے دلوں پر تمہارا رعب ڈالیگا۔ اللہ کی ماننا۔ کافروں کی نہ
ماننا۔ اب وہ خیال جو تمہارے دلوں میں گھوم رہا ہے کہ نبی صادق تو فرماتے
تھے کہ نکلو جہاد کو فتح ہوگی۔ مگر فتح نہ ہوئی۔ یہ کیوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبی
کی صداقت میں کچھ شک نہیں۔ کیونکہ چلتے تو غلبہ تمہیں ہی ہوا تھا۔ پھر تمہارے
ہی قصور سے تم کو شکست ہوئی۔ لیکن پھر بھی اللہ نے اونگھ ڈال کر تمہارا غم دور
کر دیا۔ اور قصور معاف کر دیا۔

دراصل جنگ احد میں مسلمانوں نے حکم رسول کو چھوڑ دیا تھا اور بھاگ گئے۔ یہ
سب شیطان کی ذلت تھی جو ان کے گناہ کی شامت سے ہوئی۔ آئندہ کے لیے ع
مومنو! جہاد سے سستی نہ کرنا۔ موت تو جہاد کے بغیر بھی آ سکتی ہے۔ پھر جو موت
اللہ کے راستے میں آ جائے تو کیا کہنے پھر بہشت میں پہنچ جاؤ گے۔ لہذا تم
قتال کرو۔ اور بہشتی بنو۔

اے رسول آپ تو رحمۃ اللہ ان کو نرم دل ہی ملے ہو اگر بالفرض آپ بدزبان
یا سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد سے کبھی کے منتشر ہو گئے ہوتے۔
لہذا آپ اپنے اخلاق عالیہ سے کام لیتے ہوئے ان کا قصور معاف کر دو۔ اور
ان کو مشوروں میں بھی شامل رکھو۔ پھر اللہ پر توکل رکھ کر کام شروع کر دو
کیونکہ فتح و شکست اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ اللہ فتح دے تو شکست کوئی نہیں
دے سکتا۔ جو اللہ شکست دے تو فتح کوئی نہیں دے سکتا

نبی ہم تو اتنے اونچے اخلاق کے ساتھ متصف مگر منافق اتنے گندے ہیں کہ ایسے نبی پر

غلول کا الزام لگاتے ہیں۔ پیغمبر کا کام غلول نہیں ہے اور منافق اس گندے
الزام کی وجہ سے خود مغضوب ہو گئے۔ اللہ نے تو مومنین پر بہت بڑا احسان کیا
ہے کہ ایسا نبی ان کو دیا

ہاں تو احد میں جو کچھ ہوا ہے اس کی بابت سنو کہ رسولؐ نے جو وعدہ دیا تھا وہ
سچا تھا اور جو مصیبت تم پر آئی تو وہ تمہارے اپنے قصور کی وجہ سے آئی نیز تمہارے
آزمانے کو کہ مومن کون ہے اور منافق کون۔ جبھی تو منافقین کے منہ سے نکلا کہ یہ تو
خونخواری ہے قتال تو نہیں۔ یا ہمیں لڑنا نہیں آتا۔ اگر لڑنا آتا ہوتا تو ہم تمہارے
ساتھ چلتے۔

تم ان منافقین کی طرح نہ ہو۔ قتال کرو۔ موت سے نہ ڈرو۔ جو اللہ کی راہ میں
مارا جائے گا اس کے لیے ابدی حیات ہوگی۔ اور جو قتال کریں گے ان کو اجر عظیم ع
ملے گا جیسے بدر صغریٰ والوں کو اجر ملا تھا۔ اور حکم جہاد آزمائش کے لیے ہے یعنی تمیز
بین الخبیث والمومن۔ اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ تمیز کیسی کو غیب دان بنا دے اس
بات کا کہ فلاں فلاں منافق ہے۔ لیکن رسول پر حکم جہاد نازل فرماتا ہے تاکہ امتیاز
بین الخبیث والطیب (المنافق والمومن) ہو جائے۔

اور فی سبیل اللہ خرچ بھی کرو بخل نہ کرو سب کچھ اللہ کا ہے۔ بخل کرنے
سے قیامت کو گلے میں طوق پڑے گا۔
ع

دیکھو انفاق فی القتال کی بات ہوتی ہے تو یہود مذاق کرتے ہوئے کہتے ہیں
کہ اللہ فقیر ہے اور ہم اغنیاء ہیں۔ ان کی بات کا اللہ کو خوب علم ہے ہم انہیں جلن
کی مار دیں گے اس وجہ سے بھی اور کئی دیگر کرتوتوں کی وجہ سے بھی۔ یہ صرف
تمہاری تکذیب نہیں ہو رہی آپ سے پہلے بڑے بڑے اولوالعزم رسولوں کی تکذیب
ہوتی آئی ہے آپ تسلی رکھیں۔

تو ان یہود و منافقوں کی باتوں پر کان نہ دھریں جہاد و انفاق کرو۔ موت سے نہ ڈرو۔ جنت ملے گی۔ موت تو آنی ہی آنی ہے۔ اور مصائب پر صبر کرنا بڑی نیک بختی ہے۔ یہود کو بھی ان مسائل کا علم ہے ان سے عہد کیا گیا تھا کہ حق بات کو نہ چھپائیں گے اب وہی ہیں جو حق نہیں بتاتے اور خواہش ان کی یہ ہوتی ہے کہ لوگ ہماری تعریفیں کریں۔ ان کو مار پڑے گی۔ ع

حاصل ساری سورت کا یہ ہے کہ سب کچھ اللہ کا ہے نہ عزیر عیسیٰ مریم وغیرہ کا اس کا کوئی شریک نہیں۔ شرک دور کرنے کے لیے قتال و انفاق کرو جنت ملے گی۔ کافروں کے پاس مال اسباب کی کثرت دلیل رضائے الٰہی کی نہیں۔ دھوکہ میں نہ رہیے اعتقاد رکھ کر ایک اللہ کو پکارو اور اس مسئلے کے لیے جہاد کرو۔ اکثر اہل کتاب پلید ہیں وہ نہیں مانتے۔ کچھ منیب ہیں مان لیتے ہیں

مختصر یہ کہ مومنو! توحید و رسالت کے ماننے والو اس مسئلہ کی اشاعت پر مصائب آئیں تو ثابت قدمی سے برداشت کرو۔ دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ سینہ سپر ہو جاؤ اور باہم منظم ہو کر قتال کے لیے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم مراد کو پہنچو۔ تو چار مضمون اس سورۃ میں ہیں۔ نفی معبودیۃ عن غیر اللہ۔ صداقت الرسول۔ ترغیب علی الجہاد و الانفاق ع

سورۃ النساء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب توحید کا بیان مکمل ہو گیا۔ اور شبہات دور ہو گئے تو اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مومنین کو منظم کیا جائے اس لیے اب سورۃ نساء میں امور

انتظامیہ کا بیان سنو۔ دیکھو تم سب ایک ہی کی اولاد ہو اور تمہاری ماں بھی انسان ہی تھی پھر تم میں اتحاد کیوں نہ ہو اللہ سے ڈرو۔ قطع رحمی نہ ہونے پائے جس کے لیے اصول ہیں ان کے پابند رہو اللہ کو سب پتہ ہے

۱ ایک تو یتیموں کا مال نہ کھاؤ

۲ اگر یتیمہ سے انصاف کر سکو تو کسی اور عورت سے نکاح کر لو چار تک اجازت ہے

۳ منکوحہ کو اس کا مہر خوشی سے دو

۴ یتیموں کے عاقل بالغ ہشیار ہونے کے بعد مال ان کے حوالے کرو گواہوں کے روبرو۔ اس سے پہلے ان کو نرمی سے سمجھا دو کہ مال تمہارا محفوظ ہے

۵ مال تھوڑا ہو یا بہت سب وارثوں کا اس میں حق ہے مرد ہوں یا عورتیں اگر یتیم وارث وراثت بانٹتے وقت اپنا حق مانگنے آجائیں تو کچھ دے کر ان کا دل خوش کر دو اور احسن طریقے سے سمجھا دو کہ تمہارا مال محفوظ ہے وقت آنے پر تمہیں مل جائے گا یتیموں کا مال کھانا آگ کھانا ہے۔ ع

۶ اولاد، والدین، زوجین اور اخیافی بہن بھائیوں کا ورثہ میری ہدایت کے مطابق تقسیم کرو۔ میری حدیں نہ توڑنا۔ خبردار ع

۷ کوئی محصن عورت کا زنا چار گواہوں سے ثابت ہو جائے تو تا حکم ثانی فی الحال اسے گھر میں بند رکھو

۸ دو بدکار توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو خیر۔ ورنہ بدکاری کے ثابت ہونے پر اس کو سزا دو

۹ وراثت مال میں ہوتی ہے عورتیں وراثت میں نہیں ملتیں،

۱۰ جو مال عورتوں کے ملک کر دیا وہ واپس نہیں لے سکتے۔ اگرچہ تم اسے طلاق دے کر دوسری عورت کرنا چاہو۔ بہرحال معقول طریقے سے دونوں

میاں بیوی گذران کریں

۱۱ منکوحۃ الاب والجد سے نکاح حرام ہے اسی طرح ماں بیٹی بہن پھوپھی خالہ ع
بھتیجی بھانجی رضاعی ماں بہن وغیرہ ساس بہو اور اس بیوی کی بیٹی جس سے
دخول کر چکے ہو اور ایک نکاح میں دو بہنوں کا ہونا اور دوسرے کی بیوی البتہ
اگر کافروں سے ان کی بیویاں جہاد میں چھین کر لائے ہو اور تم ان کے مالک بن گئے
ہو بعد استبراء کے وہ تم پر حلال ہیں۔ اور ان محرمات کے ماسوا باقی عورتوں سے
نکاح حلال ہے بشرطیکہ مہر میں مال دو اور فائدہ اٹھانے کے بعد مہر لازمی دینا
ہوگا۔ ہاں بیوی مہر معاف کر دے خوشی سے' تو اس کی مرضی اور یہ بھی شرط
ہے کہ نکاح گھر میں رکھنے کے لیے ہو نہ کہ صرف مستی نکالنے کو

۱۲ باندیوں سے نکاح کرو تب بھی مہر واجب ہے۔ ہاں مالکوں سے اجازت ع
لیے بغیر باندیوں سے نکاح نہیں ہوسکتا

۱۳ باہمی رضامندی سے جائز تجارت و خرید و فروخت کے علاوہ ناجائز طریق کر
ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ نہ اپنے ہم دینوں کو قتل کرو۔ بلکہ جمیع
حرام انواع سے اجتناب لازمی ہے خاص کر کفر و شرک۔ اور ممنوع کاموں کے
ارتکاب کے بعد نجات کا امکان ہے مگر کفر شرک کے ارتکاب سے نجات ناممکن ہے

۱۴ چونکہ مال میں اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اس لیے
پورا پورا حق دو۔ پورا حق نہ دینا ظلم ہے لہٰذا حق سے زیادہ لینے کی کوشش نہ
کرو کیوں کہ یہ کام اللہ کے ہاتھ میں ہے

تقریر دوم وراثت والی فضیلت کی تمنا نہ کرو۔ کیونکہ ہر ایک کے لیے حصہ
اس کی محنت مشقت کے موافق رکھا ہے۔ مردوں پر مشقت زیادہ ہوتی ہے
اس لیے اس کا حصہ بھی زیادہ ہے۔ عورت کی مشقت کم ہوتی ہے اس لیے اس

کا حصہ بھی کم ہے۔

مرد عورت کا ایک دوسرے کے مال میں حق ہے اور موالی کا حق مفروض
نہیں ہے ہاں اگر مرتے وقت ان کے حق میں وصیت کر جائے تو اچھا ہے ع

مردوں کی رعایت زیادہ اس لیے ہے کہ مرد عورتوں کے منتظم ہیں ایک
تو اس لیے کہ مرد کو اللہ نے عورت پر فضیلت بخشی ہے (یعنی جسمانی توانائی
دل کی مضبوطی اور دماغی قوی میں خلقی برتری اور دوسرا اس لیے کہ مرد نے
عورت پر اپنا مال (نان نفقہ سکنیٰ مہر) خرچ کیا ہے عورت مرد کے دست
نگر رہتی ہے خرچ میں۔ نیک عورتیں تو فرمانبردار ہوتی ہی ہیں۔ نافرمانوں کے
ساتھ میرے بتائے ہوئے تدریجی اصول کے موافق برتاؤ کرو

اور اپنے معاشرہ کی اصلاح کرو جس سے تمہاری تنظیم قائم ہو اور اصلاح معاشرہ
کا اصل سنگ بنیاد تو ہے توحید تو صرف اللہ کو پکارو کسی کو اس میں اللہ کا شریک
نہ بناؤ اس کے بعد والدین وغیرہ سے نیک سلوک کرو۔ اور ایمانداری کے ساتھ
بغیر ریا کے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ بخل نہ کرو۔ اللہ تمہارا حق نہیں مارتا۔ رسول
کی مانو ورنہ قیامت کو پچھتاؤ گے۔ یہ کام مشکل ہے اس کی علت ڈالنے کے لیے میرے ع
بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نماز قائم کرو۔ نہ نشے میں نماز پڑھو نہ بے وضو
پانی استعمال نہ کر سکو تو تیمم کر لو۔ تیمم کا حکم سن کر یہود تو مخول اڑائیں گے مگر تم
ان کی نہ سننا ان کی شرارتیں ظاہر ہیں حکم عدولی وہ کرتے ہیں شرک وہ کرتے ہیں ع
جو ناقابل معافی جرم ہے پھر افترا علی اللہ کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو پاکیزہ و
پاکباز بتلاتے ہیں اور بت پرستوں کو کہتے ہیں کہ مومنوں سے تم زیادہ راہ یاب ہو
ایسے ملعونوں کو عذاب سے کون چھڑائے گا مزید برآں بخیل ہیں اور حاسد بھی۔
اکثر بے ایمان ہیں جو دوزخ میں جلتے رہیں گے۔ ایمان دار تھوڑے ہی ہیں جو

انصار

جنت میں رہیں گے۔ تم اللہ کے حکموں کے مطابق تدبیر منزل کے اصولوں پر عمل کرو اور ملکی سیاست بھی میرے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہونی

۱ حق داروں کو ان کے حق دلواؤ اور فیصلے انصاف کے ساتھ کرو۔ اللہ اور رسول کی مانو اور جو مسلمان عاقل بالغ حر عادل عالم صاحب حکم ہو اس کی نو تنازع کی صورت میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے حکم دیکھ کر تنازع ختم کرو ع

اور منافقوں کی طرح غیر شرعی آدمی کی طرف اپنے فیصلے نہ لے جاؤ

۲ اٹھو ہتھیار پکڑو۔ جہاد کر کے مظلوم مسلمانوں کو کفار کے پنجے سے چھڑاؤ ع

وہ دعائیں کر رہے ہیں ربنا اخرجنا من ہذہ القریۃ..... موت سے ڈر کر قتال نہ ع چھوڑو۔ موت تو ضرور آئے گی اگرچہ تم چونہ گچ پختہ مضبوط اونچے قلعوں میں محفوظ بیٹھے رہو اور میدان جنگ میں نہ جاؤ۔ اور جہاد پر جانے کی ایک دوسرے کو ترغیب دو اس کا بھی تمہیں اجر ملے گا۔ ترغیب جہاد کے لیے جو مبلغ آپ کے پاس آ کر السلام علیکم کہے تم اس کا احسن طریقے سے جواب دو اللہ اس کا ثواب دیگا قیامت کے دن۔ کیونکہ حاکم جو وہ آپ ہی ہے جزا سزا کا مالک کوئی اور نہیں ہے ع

۳ یہ منافق جو بہانہ بنا کر مکہ جا بیٹھے ہیں ان کے بارے اختلاف مت کرو یہ اگرچہ کلمہ گو ہیں مگر پکے کافر ہیں ان کو مسلمان نہ سمجھو ان سے لڑو

۴ البتہ جو منافق تمہارے ہم عہدوں کے پاس پناہ پکڑ چکے ہیں یا تمہارے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہیں کرتے تم ان کو نہ مارو

۵ اور جو منافق محض اپنی جان بچانے کے لیے تمہارے سامنے اسلام ظاہر کرتے ہیں اور اپنی قوم میں جا کر کفر کرتے ہیں اور اُن کے ساتھ مل کر تم سے لڑتے ہیں ان کو بےشک مارو

۶ مومن مومن کو قتل نہ کرے لیکن اگر مثلاً جہاد کرتے وقت کوئی

مسلمان خطاءً (لاعلمی میں) مارا جائے اور اس کے وارث مسلمان ہوں تو اُن کو دیۃ دے اور مومن باندھا بھی آزاد کرے بطور کفارہ کے۔ اگر وارث دیۃ معاف کر دیں تو مضایقہ نہیں۔

۷ اور اگر اس مقتول خطأً کے وارث کافر محارب ہوں تو صرف مومن رقبہ آزاد کرے

۸ اور مقتول تمہارے ہم عہدوں میں سے ہو تو اُن کو دیۃ بھی دو اور مومن رقبہ بھی آزاد کرو۔ نہ ملے تو دو ماہ مسلسل روزے رکھو۔ اور مومن کو معمولی سمجھ کر مار ڈالنا منافقوں اور کافروں کا کام ہے۔

۹ اور اگر کوئی کہے کہ میں مسلمان ہوں تو مال کی لالچ میں اس کو قتل نہ کرو اور کافروں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ اچھا موقعہ ہے ہاتھ سے نہ جانے دو۔ درجات پاؤگے۔ معذور مستثنیٰ ہیں

مکہ میں رہنے والے مومن اگر کمزور ہیں یا ان کو اور کوئی شرعی عذر ہے تو اُن کے نہ نکلنے میں مواخذہ نہیں۔ لیکن بغیر ضعف و عذر شرعی کے ان کو مکہ سے نکلنے کی کوشش کرنا فرض ہے ورنہ موت کے فرشتے قبض روح کے وقت ڈانٹ کر پوچھیں گے کیا اللہ کی زمین تنگ تھی؟ ہجرت کیوں نہ کی؟ تب کیا جواب دوگے؟ ضرور ہجرت کرو اللہ کے دین کی خاطر۔ رزق اللہ دیگا۔ اگر رستہ میں مر گئے تب بھی اجر ملے گا

۱۰ اگر دشمن کا خطرہ ہو تو میری ہدایت قرآنی کے مطابق جلدی جلدی نماز پڑھ لیا کرو۔ اور جب خطرہ جاتا رہے تو پھر اطمینان کے ساتھ نماز قائم کرو اور اپنے اپنے وقتوں میں۔ جہاد کے وقت جب نماز میں بھی تخفیف کر دی گئی ہے تو سمجھ لو کہ جہاد کو بہت اہمیت حاصل ہے اس لیے

جہاد میں اور دشمنوں کی تلاش میں سستی نہ کرو اور مصائب تو مشترک ہیں کافروں پر آتے ہیں تم پر بھی آتے ہیں۔ لیکن جنت تو صرف تمہیں ملے گی۔ لہٰذا جہاد کے لیے سستی نہ کرو۔ ع

۱۱ حکم انصاف کے ساتھ کرو۔ لیکن محض حسن ظن سے نہ کرو بلکہ موافق قواعد الٰہیہ کے فیصلے کیا کرو تاکہ خائن کے معاون نہ ہو کیونکہ عمل بالرائے کرنے میں احتمال ہے کہ خائن کا مدد ہو جائے۔ اور تم خواہش سے حکم کرنے لگے ہو اس کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگو

اور یہ منافق جو رسول کے خلاف سرگوشیاں کرتے ہیں اللہ نے ان پر مہر لگا دی ع

خلاصہ ساری بحث کا یہ ہے نہ خود ظلم کرو نہ کسی کو ظلم کرنے دو اور جہاد کر کے مظلوموں کو ظالموں کے پنجوں سے چھڑاؤ اور ظلم عظیم جو شرک ہے باقی احکام کی بجا آوری اور منہیات سے اجتناب کے ساتھ ساتھ اس شرک سے لازمی بچو یہ بہت بڑی بلا اور ناقابل معافی ہے۔ اور شرک کرواتا ہے تو شیطان جس نے عہد کر رکھا ہے کہ میں بنی آدم سے شرک کرواؤں گا۔ شیطان کی نہ مانا۔ جو اس کی ماننے گا خسارہ میں رہیگا۔ اور جو موحدین کر مقرب خدا بنانے والے کاموں کو اپنا معمول بنائے گا وہ جنت میں جائے گا۔ نجات کی مدار خواہشات پر نہیں اعمال صالحہ پر ہے۔ بس شیطان کی نہ مانو ابراہیمؑ کی اتباع کرو جو پکا موحد خلیل اللہ تھا جس کا یہی مذہب تھا کہ سب کچھ کرنے جاننے والا صرف اللہ ہے للہ ما فی السموٰت وما فی الارض وکان اللہ بکل شیء محیطاً۔ ع

اب میرے بیان کردہ قوانین سے بعض ایسی باتیں ہیں جن سے سامع کم فہم کی سمجھ میں الجھاؤ پیدا ہو سکتا ہے اس کے لیے ذرا تشریح سن لیں۔

۱ قانون تھا وان خفتم ان لا تقسطوا..... اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ شاید اشارۃً یتیم عورتوں سے نکاح کرنے سے روک دیا گیا ہوگا۔ کیوں کہ یتیم عورتوں سے نکاح منع نہیں بلکہ ظلم منع ہے۔ جب بے انصافی کا خطرہ ہو تب منع ہے

۲ قانون تھا اتیتم احدٰھن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ شاید اشارۃً خلع سے ہی روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ خلع منع نہیں، البتہ ان کو معلق (ادھر میں چھوڑ دینا) رکھنا منع ہے۔ باہم صلح سے رہو ایک دوسرے پر زیادتی سے بچے رہو۔ اگر احیاناً کوئی بے اعتدالی ہو بھی جائے تو اللہ غفور رحیم ہے۔ اگر طلاق تک نوبت پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ اپنی گنجائش کی برکت سے ایک دوسرے سے بے نیاز کر دے گا کیونکہ ہر چیز میری ہے میں اپنے علم و حکمت سے سب کچھ کر سکتا ہوں لہٰذا ہر موقع پر تم مجھے ہی پکارا کرو کسی کو میرے ساتھ نہ بناؤ۔ یہود و نصاریٰ کو بھی میں نے یہی کہا تھا کہ شرک سے بچو۔ اللہ ہی ہے سب کا کارساز۔ اور یوں بھی کر سکتا ہے کہ تمہیں مار کر دوسری مخلوق لا بسائے اسے سب طاقتیں ہیں۔ دونوں جہانوں کا ثواب اسی کے پاس ہے

۳ قانون تھا لتحکم بین الناس۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ شاید مومنوں کی خیر خواہی کرنے میں ناحق فیصلہ جائز ہوگا کیونکہ میرا حکم ہے انصاف کرو خواہ کسی کے خلاف ہو کیونکہ اللہ تم سے زیادہ خیر خواہ ہے اس کو ظاہر و باطن کی پوری خبر ہے۔ لہٰذا تم اپنے جی کی چاہ پر نہ چلو۔ انصاف سے کام لو۔ اللہ، رسول قرآن اور کتب سابقہ کو مانو خواہ دفعۃً اتری ہوں خواہ تدریجاً۔ اگر نہ مانو گے اور جدال بالباطل کرو گے تو مرجعیت لگ جائے گی۔ اور منافق بھی نہ بنو۔

شاہی، نبوت، نصرۃ وغیرہ نعمتیں ان سے چھین لیں۔ اور پھر بھی اپنے کرتوتوں اور پلیدیوں سے باز نہیں آئے یہاں تک کہ اب بھی قرآن و رسول کا انکار کر رہے ہیں۔ حالانکہ عبداللہ بن سلام جیسے راسخ فی العلم مان چکے ہیں۔

ہاں تو یہود کا سوال ہے کہ دفعۃً قرآن کیوں نہ اترا تو بات یہ ہے کہ آپ کی طرف کوئی انوکھی وحی نہیں نوح وغیرہ انبیاء کی طرف بھی تدریجاً وحی آتی تھی اور موسیٰ کے ساتھ بھی تدریجاً کلام ہوتی۔

اب بھی نہ مانیں تو کیا ہے اللہ تو گواہ ہے کہ یہ قرآن منزل من اللہ ہے اور فرشتے بھی گواہ ہیں۔ ایسے مضامین کی حامل کتاب غیر اللہ کی طرف سے آ ہی نہیں سکتی۔ او یہود نہ مانو گے اور اعتراض ہی کرتے رہو گے تو یاد رکھو میرا غضب بے انتہا ہے سب کچھ چھین لوں گا تو دوزخ میں تمہیں ڈال دوں گا

او اہل کتاب! دین میں غلو نہ کرو۔ عزیر کو نہ پکارو۔ عیسیٰ کی توہین نہ کرو۔ وہ اللہ کے رسول ہیں اور نصاریٰ نے بسبب خباثت کے تثلیث نکالی ہے یہ بھی نہ مانو۔ اور محمد کے حق میں بھی برا نہ کہو یہ بھی اسی طرح رسول اللہ ہیں اور فرشتوں کو بھی برا نہ کہو وہ بھی اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ اور عیسیٰ اور فرشتوں کو عبد کہیں تو بیٹے برا منائیں گے نہ فرشتے۔ برا ماننے والے جہنمی ہیں آؤ قرآن و رسول کو مان لو جنت ملے گی

۵ کلالہ کی وراثت ذکر کی تھی۔ عینی بہن بھائیوں کو خیفی بہن بھائیوں کی طرح نہ سمجھ بیٹھنا کیونکہ کلالہ کی اگر علی یا عینی بہن ہو تو اس کے لیے کل مال کا نصف ہے۔ اور اگر بہن فوت ہو جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کا عینی یا علی بھائی وارث ہوگا۔ اور اگر ایک سے زائد ہوں بہنیں تو ان کو ثلثان ملیں گے اور مرد و عورت بہن بھائی ملے جلے ہوں تو للذکر مثل

حظ الانثیین کے قاعدہ پر جو ورثہ ملے گا۔

سورۂ نساء میں رعایا و قضاۃ کے بارے امور انتظامیہ کے قوانین تفصیل سے سن لیے اور مرکزی مسئلہ نفی شرک فی التصرف و نفی شرک فعلی کا اجمالی ذکر رکوع ۱۸ میں آیا۔ اس لیے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ یہی مرکزی مسئلہ نفی شرک فی التصرف و نفی شرک فعلی بالتفصیل مع الدلیل بیان ہو سو اس بحث کے لیے سورۂ مائدہ نازل ہوئی

سورۃ المائدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مومنو! اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تم نے عہد باندھا ہے کہ ہم اس کا التزام کریں گے وہ عہد پورا کرو یہود و نصاریٰ کی عہد شکنی تو پڑھ چکے ہو ان کی طرح تم نہ ہو جانا۔ اور وہ ہیں چار مسئلے

۱ تحریمات العباد غلط ہیں احلت لکم بھیمۃ الانعام

۲ تحریمات اللہ بجا اور برحق ہیں جیسے شکار بحالتِ احرام غیر محلی...

۳ نذر اللہ درست بلکہ عبادت ہے اس کی نہ خود ہتک کرو نہ کرنے دو

۴ نذر نیاز غیر اللہ کی حرام ہے ان سے بچو حرمت ..... وما اہل بہ لغیر اللہ

تقریر ۲۶ ایفاءِ عہد کرو تحریمات خود ساختہ مت کرو۔ کوئی حلال چیز کسی بندے کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتی۔ تحریماتِ الٰہیہ کو بحال رکھو اللہ کی حرام کردہ چیز کسی بندے کے حلال کرنے سے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور نذر اللہ کی برحق ہے اس کی ہتک نہ خود کرو اور نہ کسی کو ہتک کرنے دو مردار، خون، خنزیر حرام ہیں۔ اور نذر غیر اللہ ان سے بڑھ کر حرام ہے

9/5

طرح اسی جو گلا گھٹ کر یا چوٹ سے یا اوپر سے گر کر یا کسی کے سینگ مارنے سے یا کسی درندے کے کھانے سے مرجائے وہ بھی حرام ہے یا جو جانور کسی تھان پر ذبح کیا جائے وہ بھی حرام ہے فال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرنا بھی حرام ہے اور استقام کے لیے جو مال بتوں یا مجاوروں کو دیتے ہیں وہ بھی حرام ہے خواہ جانور ہو یا غیر جانور۔ اور حلال شکار میری بتائی ہوئی شرطوں کے ساتھ حلال ہوگا۔ نذر اللہ کی حلال ہے اور اہل کتاب کا ذبیحہ بھی اور پاکدامن حرہ مومنہ و کتابیہ بھی حلال ہیں بشرطیکہ ان کو مہر دو۔ اور جائز نکاح میں لانا مقصود ہو نہ صرف شہوت رانی اور نہ خفیہ آشنائی۔ جن کی حلت و حرمت ہم نے بیان کی اس کا منکر کافر ہے۔

ع

ان امور کا ادائی حکم ہے کہ بے وضو آدمی نماز سے پہلے وضو کرلے نہانا ضروری ہو تو نہالے پانی کے استعمال کی طاقت نہ ہو تو تیمم کرلے اس طرح نمازیں پڑھو گے تو آپس کا بغض جاتا رہیگا پہلی عداوت چھوڑ دو۔ اجر عظیم ملے گا اور اللہ پر توکل کرو اللہ مدد دے گا۔ محکم ہو جاؤ حق بیان کرنے والے اور امور الٰہیہ کی بھنک دیکھ کر چپکے نہ بیٹھے۔ چپکے بیٹھے رہنا ظلم ہے

ڈاکوؤں سے نہ ڈرو بلکہ جہاد کرو۔ اگر جہاد نہ کیا تو جس طرح بنی اسرائیل پہلے انبیاء کے دور میں ترکِ جہاد کی وجہ سے ملعون ہوئے اسی طرح تم بھی ملعون ہو جاؤ گے اور جس طرح نصاریٰ میں اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے بغض و عداوت ڈالی گئی اسی طرح تمہارے دلوں میں بھی عداوت ڈال دیں گے۔ پس جہاد کرو ورنہ ملعون و ذلیل ہو جاؤ گے۔

اور اہلِ کتاب حضرت عیسیٰؑ کو منصرف سمجھ کر پکارنا چھوڑ دو۔ یہ کتاب آگئی ہے اس کو مان لو۔ اس کتاب نے وضاحت سے مسئلہ بیان

مومنو! جو حکم اللہ کی طرف سے آئے۔ اس پر عمل کیے جاؤ۔ اپنے آپ سے نہ
پوچھا کرو۔ وہ ہر ایک حکم تدریجاً تدریجاً اپنے اپنے وقت میں بتایا جائے گا۔ پھر اب
تم نے بحیرہ وغیرہ کی حلت وحرمت کے بارے میں سوال کیا ہے سو اس کا جواب دے دیتا
ہوں کہ ان کا حکم یہ ہے کہ یہ چیزیں حلال ہیں انہیں کبھی تو اللہ نے انہیں حرام
نہیں کیا۔ اور حلال چیز بندوں کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتی۔
مگر کافروں کا عجیب حال ہے کہ پہلے پوچھتے ہیں پھر حکم ملتا ہے تو کہہ دیتے
ہیں کہ ہم کو اپنے آباؤ اجداد کی رسم کافی ہے ـــ مومنو! تم اپنے آپ کو خوب
مضبوط رکھو۔ اور تسلی رکھو۔ یہ یہود وغیرہ تمہیں نقصان نہیں دے سکیں گے
جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ تحریمات غیر اللہ اس لیے غلط ہیں کہ غیب دان
اور نفع و نقصان کا مالک اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے تو اب یہ بھی
سمجھ لو کہ اللہ کے سوا کسی کے نام کی قسم بھی نہ کھاؤ۔ غیر اللہ کی قسم بھی اسی لیے
حرام ہے کہ مقسم بہ میں ان دونوں صفتوں (علم غیب و نافع وضار ہونا) کا ہونا
ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفتیں ہیں اور کسی میں نہیں پائی جاتیں
تمام مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق اس کے رسول ہیں ان کا
بھی یہ حال ہے کہ قیامت کے دن اللہ ان کو جمع کر کے ان سے پوچھے گا کہ تمہارے
مرنے کے بعد تمہاری امت نے تمہاری دعوت قبول کی؟ تو وہ اپنی لاعلمی کا
اظہار کریں گے خاص کر حضرت عیسیٰؑ جن کے نام پر تم اولاد ذبح کرتے ہو جب
اللہ ان کو انعامات اپنے یاد کرا کے ان سے پوچھے گا ءانت قلت للناس
اتخذونی .... تو حضرت عیسیٰ یہی جواب دیں گے اے اللہ! میں نے تو ان سے
یہ کہا تھا۔ میں تو جب تک ان میں رہا یہی کہتا رہا اعبدوا اللہ ربی و
ربکم اور نگرانی کرتا رہا۔ بعد کا مجھے علم نہیں

ہمیں نہ ۱۴
۲۵ ۵ ع ۵

تو معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام برگزیدہ بندے غیب دان نہ تھے۔
اور سب کچھ کرنے والا بھی صرف اللہ ہے اور غیب دان بھی صرف اللہ ہے
نہ برگزیدہ ہستیاں تو پھر ان کی تعظیم کے لیے تحریمات العباد و نذر غیر اللہ
مقرر کرنا اور ان کو پکارنا بے سود ہوا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ صرف اللہ ہی مالک و مختار اور متصرف و کارساز ہے
نہ مریم و مسیح نہ روح القدس نہ عزیر نہ کوئی اور آسمان زمین کی شاہی بھی
اسی کے قبضہ و اختیار میں ہے اختیار اپنا کسی کے حوالے نہیں کیا۔
نذر و نیاز کا مستحق بھی وہی ہے۔ قسم بھی اسی کی۔ پس اسی کو پکارو۔
نذر بھی اسی کی دو قسم بھی اسی کی کھاؤ۔

سورہ مائدہ میں شرک کی دونوں قسموں کو بیان کیا۔ انعام میں زیادہ
تفصیل ہوگی یہاں جانوروں کو نیاز میں دینے کا ذکر تھا۔ انعام میں جانوروں
کے علاوہ اناج وغیرہ کو نیاز میں دینے کا بھی ذکر ہے کہ یہ بھی حرام ہے۔ اور نفی
شرک فی التصرف پر عقلی دلائل بیان ہوں گے

سورۃ الانعام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوبیاں کس خالق جہان ہونا عالم غیب ہونا حلال حرام کرنے کا اختیار نافع ضار
ہونا منعم یہ ہونا ان خوبیوں کا سزاوار تو صرف اللہ ہے نہ عزیر نہ عیسیٰ نہ مریم نہ
روح القدس نہ کوئی اور۔ سب کچھ کرنے والا وہی ہے ارض و سما ظلمت و نور
اور انسان کو اسی نے بنایا۔ موت کا وقت بھی اسی کو معلوم ہے اور خود موت بھی

اسی نے بنائی ۔ ارض و سماء میں وہی متصرف ہے اور عبد دان بھی وہی ہے جب ہمہ کن وہمہ دان وہی ہے تو پھر مافوق الاسباب مو میں غائبانہ حاجت روائی و مشکل کشائی کے لیے اسی کو پکارو ۔ یہ دلائل سن کر حق تو یہ تھا کہ مسلمان ہو لیتے مگر یہ تکذیب پر ڈٹے ہوئے ہیں اگر ان کا یہی حال رہا تو پہلی تکذیب کرنے والی امتوں کی طرح ہم ان کو ہلاک کر دیں گے ۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب لاؤ تو ہم مان لیں گے ۔ غلط کہتے ہیں کیونکہ اگر ہم اس طرح کی لکھی ہوئی کتاب بھیج بھی دیں تو انھوں نے یہی کہنا ہے کہ یہ کھلا جادو ہے

پھر کہتے ہیں کہ واقعی تو سچا رسول ہوتا تو تیرے ساتھ تیری نبوۃ کی تصدیق کرنے والا فرشتہ ہوتا ۔ یہ بھی غلط کہتے ہیں کیونکہ یہ پھر بھی نہ مانتے پھر تباہ ہو جاتے ۔

پھر کہتے ہیں کہ اللہ نے خود فرشتہ کو ہی پیغمبر بنا کر کیوں نہ بھیجا ۔ تو بات یہ ہے کہ اگر ہم فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے تو آدمی کی صورت میں بھیجتے تو پھر اس کے رسول ہونے میں بھی یہ وہی شبہ کرتے جو اب آپ کے بارے کر رہے ہیں ۔ مقصد یہ ہے کہ یہ بڑے ہی ضدی واقع ہوئے ہیں ۔ مگر اے میرے نبی ان کے ایسے ایسے لغو قسم کے شبہات پیش کرنے کی وجہ سے دل تنگ نہ ہونا ۔ ایسے ایسے شبہات تو پہلے انبیاء پر بھی کیے گئے تھے آخر ہلاک کر دیے گئے اور ان کو کہہ دو کہ اگر شبہات کے ان جوابات سے تمہاری تشفی نہیں ہوتی تو پہلے مکذبین کا انجام سوچ لو کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ۔ اس سے عبرت حاصل کر د ۔ ہمارے دیے ہوئے دلائل توحید اور ہمارے رسول کی رسالت پر تمہیں شبہ ہے تو چھوڑو ۔ تم آپ ہی بتاؤ کہ یہ ارض و سماء میں کل چیزیں کس کی ہیں ؟ جب تم مانتے ہو کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے تو خواہ مخواہ شبہے کیوں نکالتے ہو آؤ مسلمان ہو ۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو ہو گے ۔ اللہ کو کیا منہ دکھاؤ گے ۔ دیکھو ناں ہر چیز اسی کی

ع ۱۰

ہے اور سمیع لکل شے بھی وہی ہے اور علیم بکل شی بھی وہی ہے۔ آؤ دعویٰ ان تو
مانیں یا مانیں اس فاطر السمٰوٰت والارض کو چھوڑ کر میں دوسروں کو
متصرف سمجھ لوں تب تم راضی ہوگے؟ توبہ میں تو یہ شرک نہیں کرتا۔ میں تو
عذاب سے ڈرتا ہوں۔ سنو۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ضرر پہنچائے تو وہ ضرر
اس سے ہٹا کوئی نہیں سکتا اور اگر وہ کسی کو خیر دے تو بھی کر سکتا ہے۔
غرضیکہ وہی القاہر فوق عبادہ ہے اور وہی حکیم خبیر ہے پھر اس کے سوا کسی اور
کو متصرف سمجھ کر کیوں پکارا جائے۔ واللہ! یہ قرآن مجھ پر وحی ہوتا ہے میں اپنے
پاس سے گھڑ کر یہ دعویٰ نہیں سنا رہا۔ پھر اگر تمہاری جرأت ہے تو ان مع
اللہ آلھۃ اخریٰ کہے جاؤ۔ میں تو یہ بات نہیں کہتا۔ میں تو یہی کہوں گا کہ لائق
پکار کے صرف اللہ ہے۔ تمہیں اگر شک ہے تو پوچھو اہل کتاب جن کو اللہ نے
کتاب کی سمجھ دے رکھی ہے اور ایسا پڑھتے ہیں جیسے حق ہے پڑھنے کا وہ بھی
تو یہی کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ برحق ہے۔ اب تو شک کی گنجائش ہی نہ رہی۔ اب جو
ع ان دلائل عقلیہ ونقلیہ ووحی کے بعد بھی شک کرے گا وہ آگ سے نہ بچ
سکے گا اور قیامت میں تو صاف منکر ہو کر کہیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین
لہٰذا ان کو مناسب ہے کہ ابھی سے دعویٰ مان لیں اور جھگڑا نہ کریں۔
پھر بھی تعجب کا مقام ہے کہ مشرک سن کر ضد کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں
اور مسلمانوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں۔ قیامت میں ان کا برا
حال ہوگا اور کہیں گے کاش ہم پھر واپس جاتے اور اب مسئلہ کی تکذیب کریں گے
بلکہ مسئلہ مان لیں گے یہ قول ان کا محض عذاب کو دیکھ کر ہوگا
قیامت کے احوال سن کر اب تو مخول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی دنیا کا جینا ہے،
پھر اٹھنا نہیں پر بروز قیامت ان سے رب پوچھیگا الیس ھذا بالحق تو حسرت

کریں گے۔ پس چاہیے کہ دنیا کے عزہ میں آکر توحید سے اعراض نہ کریں کیونکہ یہ
دنیا کھیل تماشا ہے۔

ع

اے نبی! آپ گھبرائیں نہیں اول تو یہ لوگ آپ کی تکذیب آپ کی نہیں کررہے
بلکہ تکذیب میری توحید کی کررہے ہیں اور اگر آپ کی تکذیب کرتے تبھی ایسی
تو آپ صبر کریں جیسے اولوا العزم رسل نے صبر کیا۔ دعوئ توحید کا تو ہرگز نہیں ہوتا
اور اگر ان کا انکار آپ کو گراں معلوم ہوتا ہے تو جو کچھ آپ سے ہو سکتا ہے کرلو یہ
تو پھر بھی ایمان نہ لائیں گے۔ اور مجبوری کا ایمان ہم کو منظور نہیں ورنہ سب کے
سب مسلمان ہوگئے ہوتے۔ اور ہر ایک معجزہ آپ ان کو دکھا بھی نہیں سکتے۔ بہرحال
ان کی تکذیب سے آپ تنگ نہوں اور ایمان دینا آپ کے بس میں نہیں۔

پھر یہ کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ معجزہ اس پر کیوں نہیں اترتا تم کہو کہ اللہ تو قادر
ہے مگر مقصود آزمائش ہے۔ معجزہ سے مسئلہ نہ سمجھیں دلیل سے سمجھو یہ دلیل تھوڑی
ہے کہ ہر چیز کا مربی اللہ ہے تو اب بھی دعویٰ مان لو۔ بھلا یہ بتاؤ کہ اگر خدا کا عذاب
یا قیامت آگئی تب بھی غیر اللہ کو پکارو گے؟ ہرگز نہیں! بلکہ تم صرف اللہ کو پکارو گے
اور اپنے معبودان باطلہ کو بھول جاؤ گے۔ تو پھر ابھی سے مان لو کہ پکارنے کے لائق
صرف اللہ ہے۔ کیسی وضاحت سے مسئلہ بیان ہوا اب بھی نہ مانیں تو آپ کو کیا غم ہے۔
آپ سے پہلے انبیا کی تکذیب بھی ہوتی آئی۔ پھر ہم نے ان کی امتوں کو مال جان
کے نقصان سے آزمایا تاکہ شرک سے باز آجائیں۔ مگر انٹا سخت دل ہوگئے پھر ان کو
کفر میں ترقی دینے کے لیے نعمتوں کے دروازے کھول دیے۔ جب لائق عذاب کے
ہوگئے تو اچانک ہم نے پکڑ لیا پھر کوئی بھی نہ رہا۔ اور نجات دہندہ و ہلاک کنندہ تو
ہے ہی صرف اللہ۔ اور اگر نجات دہندہ اور کوئی ہوتا تو انہیں بچا لیتا۔
اے مشرکو! یہ بتاؤ کہ اگر اللہ اپنی دی ہوئی نعمتیں تم سے چھین لے تو اللہ کے سوا

ایسا اللہ کون ہے جو وہ اللہ کی چھینی ہوئی نعمتیں تمہیں واپس دے۔ جب نہیں تو پھر اس کا شریک کون ہو سکتا ہے۔ اور بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے تو اس عذاب سے بچانے والا اللہ کوئی ہے؟ آؤ ظالم نہ ہو۔ مشرک ظالم عذاب سے ہلاک ہوتے ہیں

اور اگر تمہیں یہ شبہ ہو کہ رسول ہو کر معجزہ کیوں نہیں دکھاتا تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے کیونکہ پیغمبر بشیر و نذیر ہوتے ہیں الٰہ نہیں ہوتے۔

اور اگر یہ شبہ ہو کہ یہ رسول ہوتا تو دولتمند ہوتا تو یہ بھی ان کی غلط فہمی ہے کہ رسالت کو غنا لازم نہیں اور اگر یہ شبہ ہو کہ اگر یہ رسول ہے تو آیندہ کو ہمارے نفع و نقصان کی خبر دے تو یہ بھی ان کی غلط فہمی ہے کیونکہ رسول غیب دان نہیں ہوتا اور اگر یہ شبہ ہو کہ رسول ہو کر کھاتا پیتا اور بازاروں میں چلتا ہے تو یہ بھی غلط فہمی ہے کیونکہ نبی آخر انسان ہی ہے فرشتہ تو نہیں۔ اللہ کی وحی کردہ بات سن کر اس کی پیروی کرتا ہوں۔ پھر اگر کہیں کہ ہمارا اور اس کا فرق کیا ہوا سو فرق یہی ہے کہ رسول آنکھوں والا ہے اور تم اندھے۔ لہٰذا اندھے نہ بنو کچھ سوچو سمجھو۔ دین کی سمجھ حاصل کرو۔ بینائی والے منیب لوگ سمجھتے ہیں کہ مشرکوں کا کوئی حامی اور شفیع نہ ہوگا۔ آپ ان منیبوں کو تبلیغ کرتے رہو ان کو اپنے پاس سے دور نہ کرنا ان کے ساتھ کچھ آپ کا دنیوی تعلق تو ہے نہیں (نہ لینا نہ دینا) محض للہ آپ کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ بجائے دور ہٹانے کے ان کو اپنی طرف راغب کرو اور کہو کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ۔۔۔

ایک قاعدہ ہے کہ ضعیف تو مسلمان ہوتے ہیں اور غنی کہتے ہیں أ ھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا۔ نیز ایک قاعدہ ہے کہ ہم آیات کھول کر بیان کر دیتے ہیں تاکہ توحید واضح ہو جائے اور مجرم مشرکوں کا رستہ کھل جائے یعنی شبہات

دور ہو جائیں۔ اور وحی کے ذریعے کہو کہ مجھے غیر اللہ کی پکار نے منع کیا گیا ہے۔
اب میں اگر تمہارے پیچھے چلوں تو میں کافر ہو جاؤں گا۔ یہ بات اللہ نے مجھ
پر ظاہر کر دی اور تم نہیں مانتے۔ میں کیا کر سکتا ہوں میرے ہاتھ میں کچھ
نہیں سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر میرے ہاتھ میں ہوتا، تو
کب کا فیصلہ ہو گیا ہوتا

تو جس طرح سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے اسی طرح اللہ جہد دان بھی ہے
دیکھو رات کو وہی تم کو سلاتا ہے اور اس میں تمہیں کچھ خبر نہیں ہوتی اور
آئندہ دن کے کاموں کو بھی وہی جانتا ہے وہو القاہر فوق عبادہ اور
تمہارے اعمال کی حفاظت کے اسی نے محافظ فرشتے مقرر فرما دیے ہیں اور
جب تم پر موت آتی ہے تو ہمارے فرستادہ تمہاری جان قبض کرتے ہیں اور
تمہارے معبود تمہیں نہیں بچا سکتے پس معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے جاننے والا صرف
اللہ ہے (یعنی) دنیا میں بھی میں غالب ہوں سب کچھ میرے ہاتھ میں اور میرے
فرستادے تمہاری جان نکالتے ہیں پھر میرے ہی فرستادے تم کو پکڑ کر میرے
حضور پیش کریں گے کوئی دم نہ مار سکیگا

تم خود ہی بتلاؤ۔ دریاؤں اور جنگلوں کی سختیوں میں پھنس کر تم کس کو
بلایا کرتے ہو جو کہتے ہو لئن انجانا من ہذہ ..... اللہ ہی کو بلاتے ہو ناں۔
پھر باہر نکل کر شرک کرنے لگ جاتے ہو۔ حالانکہ اسی کو قدرت ہے اوپر سے
عذاب بھیجے یا نیچے سے یا تم میں کئی فرقے کر کے لڑا دے۔ اب بھی نہ مانو گے تو
ہلاک کر دوں گا۔ مشرک لوگ یہ سچی بات نہیں مانتے تو آپ کہہ دیں کہ تم پر
داروغہ نہیں۔ ہر چیز کا وقت مقرر ہے تمہیں پتہ لگ جائے گا
نیز آپ اتنا کریں کہ جب مشرک ہماری آیات کا مذاق اڑائیں تو ان سے کنارہ

کر دیا ہے۔ پہلی کتب کی جو باتیں تم چھپاتے تھے اب اس پیغمبر نے آ کر وہ
ظاہر کر دیں اور تمہاری طرف نور جیسی کتاب قرآن مجید بھیج دی۔ منیب
اس کتاب سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہ کتاب صراط مستقیم کی طرف
راہنمائی کرتی ہے۔ اس واسطے اس کو مان لو

جو حضرت عیسیٰؑ کو متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں وہ کافر ہیں۔ کہو۔ اگر
اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو مع اس کی ماں اور جمیع من فی الارض کو ہلاک کر
دے تو وہ اس پر قادر ہے۔ ہر چیز اللہ کے قبضے میں ہے نہ حضرت عیسیٰ کے۔
اور اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے نہ عیسیٰ۔ یخلق ما یشاء صرف اللہ کی صفت
ہے نہ حضرت عیسیٰؑ کی

اور یہود و نصاریٰ کرتے تو ہیں شرک اور پھر کہتے ہیں نحن ابناء اللہ و
احباؤہ۔ پھر اللہ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے سزا کیوں دیتا ہے؟ تم ابناء اللہ
نہیں ہو بلکہ تم بھی دوسری مخلوق کی طرح ہو

اے اہل کتاب! تم تو غنیمت سمجھو کہ تھوڑی مدت کے بعد تم کو رسول کی
صحبت نصیب ہوئی۔ اب لگے ہو پیچھے کرتوت کرنے۔ اب بھی باز آ جاؤ
تو مسلمان ہو کر عذاب سے بچو۔

مومنو! اہل کتاب کے ساتھ جہاد کرو اب پیچھے مت بیٹھو۔
دیکھو یہود جہاد نہ کرنے کی وجہ سے چالیس سال تک بیت المقدس سے محروم
رہے۔ اسرائیل کی طرح والوں کے مقابلے میں چھپ کر کے نہ بیٹھو۔ ورنہ اسرائیل
کی طرح ابتلا میں ہو گے۔ جو صاحب شانے مسلم حاجی کو قتل کرے اس کو قتل
کر دو۔ اگر قتل بھی کرے اور مال بھی لے تو اسے سولی دو۔ اگر صرف مال لوٹے
تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹو۔ اگر صرف ڈراوے تو اسے جلاوطن کر دو۔ غرضیکہ

کریں اور قرآن کے ساتھ نصیحت کرتے رہیے کہ سب کچھ کرنے جاننے والا غرض
اللہ ہے اسی کو پکارو۔ یہی ہدایت ہے اگر اس دعویٰ پر محکم رہو
تو اب تک اس سورۃ انعام کی گذشتہ آیات کا یہی خلاصہ نکلا کہ سب کا
خالق وہی ہے ایک ارادہ کن سے چیز ہو جاتی ہے۔ اس کا کہنا اور کہنے کے
مطابق ہو جانا یہ ظاہر بات ہے۔ پھر قیامت کے دن بھی وہی متصرف ہے بالغرض
سب کچھ کرنے جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔
تمہارا جد ابراہیم اور باقی سب انبیاء اسی ہدایت پر تھے فبھدٰہم اقتدہ
سب نے غیر کی عبادت سے روکا۔ یہ رسول بھی وہی بتا رہا ہے مگر
تعجب کا مقام ہے کہ انہوں نے اللہ کی اس نعمت عظمیٰ ارسال رسول کی کچھ قدر
نہیں جو یوں کہہ دیا کہ اللہ نے کسی انسان پر کوئی شے نہیں اتاری۔ بھلا یہ
بتائیں کہ موسیٰ پر کتاب کس نے اتاری؟
اور قرآن کا دعویٰ بھی پہلے انبیاء کے موافق ہے لہٰذا اب تو مان لو مگر تعجب کا
مقام ہے کہ باوجود قرآن آنے کے شرک کرتے ہیں اور بعض خبیث ایسے ہیں
کہ وحی ان کے پاس آتی نہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں وحی ہوئی اور کوئی خبیث
کہتا ہے کہ اس قرآن کی مثل میں بنا سکتا ہے۔ ایسے خبیثوں کی روح بُری
طرح نکالی جائے گی اور کہا جائے گا کہ نکالو اپنی جان۔ اور بلاؤ اپنے باپوں
اور شرکاء کو تاکہ وہ تمہیں چھڑائیں۔ اور قیامت کے دن بھی ان کو کوئی سفارشی
نہ چھڑا سکیں گے ع
پھر سبز بیج اور گٹھلی کو پھاڑنے والا اللہ ہی ہے جلاتا مارتا بھی وہی ہے صبح
کی روشنی پھاڑ نکالنے والا بھی وہی ہے رات دن سورج چاند ستارے کس
نے بنائے بارش وہی برساتا ہے جس کے ذریعے وہی میوے نکالتا ہے عجیب

کچھ وہی کرتا ہے تو مقام تعجب ہے کہ لوگوں نے جنوں کو شریک بنا لیا یعنی ان کے وسوسے ڈالنے کی وجہ سے کسی کو بیٹوں کی طرح پیارا بنا لیا اور کسی کو بیٹیوں کی طرح پیارا بنا لیا۔ اللہ تو ایسی باتوں سے پاک ہے۔ وہ تو آسمان کا موجد ہے اس کی اولاد کیوں کر ہو سکتی ہے جب کہ اس کی بیوی ہی نہیں اور تم بھی تسلیم کرتے ہو۔ وہ تو حکم کن بھی ہے اور سب دان بھی تو پھر اسی کو پکارو ناں

یاد رکھو حقیقت خدا کو کوئی ادراک نہیں کر سکتا

ہم آیات کو بار بار اس واسطے بیان کرتے ہیں تاکہ معاند طعن نہ کریں کہ کہیں سے پڑھ کے آیا ہے اور تاکہ منیب تسلیم کریں

اے نبی اس دعوئی وحی کو بیان کرتا رہ یعنی لا الٰہ الا اللہ۔ مشرکوں کی پروا نہ کر۔ اور مجبوری کا ایمان منظور نہیں اس لیے آپ تبلیغ کرتے رہیں اور تبلیغ کا طریقہ یہ ہو کہ مشرکین کے پیروں کو گالی نہ دو مسئلہ دلائل حسنہ سے سنا دو کوئی مانے یا نہ مانے یہ تو ہیں ڈھیٹھ ان کو ہزار معجزے دکھاؤ یہ مانیں گے اس لیے کہ ان پہ مہر جباریت لگ چکی ہے

اور موحدین کے ساتھ تو ہمیشہ سے دشمنی چلی آ رہی ہے۔ یہ شیطان جن و انس مبلغ توحید کے خلاف مشورے دیتے رہتے ہیں تاکہ عوام کو حق سے پھسلائیں

اے نبی آپ ان سے فرما دیں کہ اس مفصل کتاب کو چھوڑ کر غیر کو حکم بنانے کا کام میں تو ہرگز نہیں کروں گا پھر خود اہل کتاب کے مولوی بھی معلوم کر چکے ہیں کہ یہ قرآن واقعی برحق منزل من اللہ ہے۔ یہ کامل درجہ کی صادق و عادلانہ بات ہے کہ سب کچھ کے سننے جاننے والا صرف اللہ ہے۔ یہی دعویٰ ہے اور یہ مشرک محض ظن کے تابع ہیں اللہ انہیں خوب جانتا ہے انہیں سزا دے گا۔

جب یہ بات ذہن نشین ہو چکی کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ ہے پھر اسی اللہ

کے نام پر ذبح کی ہوئی چیزیں کھاؤ اور تحریمات غیر اللہ کو توڑ دو۔ البتہ جو چیزیں میں نے حرام کی ہیں خصوصًا نذر غیر اللہ سو اس سے بچو یعنی جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے یعنی اللہ کے نام پر مشہور نہ کیا جائے یا بوقت ذبح قصدًا اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس سے بچو۔ اور غیر کی نیاز شیطان کرواتا ہے اور اپنے تابعین کے دلوں میں اس کو حلال بتاتا ہے ان شیطانوں کی مانو گے تو مشرک ہو گے اور مومن و مشرک کے درمیان بہت بڑا فرق ہے اور ہر بستی کے مشرک سردار اہل توحید کی مخالفت ہی کرتے آئے ہیں اور جب ان کو معجزے بھی دکھاتے ہیں تو صاف انکار کرتے ہیں۔ اچھا! اگر نہیں مانتے تو نہ مانیں اللہ تعالیٰ تو آپ کی رسالت کو جانتا ہے۔ یہ منکرین قیامت کے دن خوب ذلیل ہوں گے اور ان کو سخت مار پڑے گی۔

اور یہ نذر کا مسئلہ منیب ہی سمجھ سکتا ہے اور مانتا ہے اور معاند نہیں مانتا اور نہ اس کی سمجھ میں آسکتا ہے۔ اور یہ طریقہ کہ سب کچھ کرنا جاننا صرف اللہ کی صفت ہے اور نذر اللہ کی حلال اور پیروں کی نیاز حرام ہے یہی ہے صراط مستقیم۔ جو مان جائے بہشتی ہے اور جو نہ مانے وہ دوزخی ہے۔ منکروں کو قیامت کے دن کہا جائیگا کیا مسئلہ بتانے والے دنیا میں تمہارے پاس نہ آئے تھے۔ تو کہیں گے ہاں آئے۔ ہم نے مان لیا ہم قصوروار ہیں۔ اس دن یہ کہیں گے کہ واقعی ہم کافر تھے

ع

یہ کافر ہیں کہ کھیتی مواشی پیدا تو اللہ نے کیے مگر انہوں نے معبودان باطلہ کے حصے بھی ان میں مقرر کر کے تقسیم بنا رکھی ہے کہ یہ اللہ کی نیاز اور یہ پیر کی نیاز۔ نیز ان مشرکین کے لیے ان کے مزعومہ شرکاء نے قتل اولاد کی رسم مزین کر دکھائی تاکہ ہلاک ہوں اور ان کا دین خلط ملط ہو

پھر کھیتی مواشی اپنے زعم میں حرام الاکل سمجھ لیتے ہیں اور بعض مواشی پر افترائی طور پر اللہ کا نام نہیں لیتے بعض مواشی صرف عورتوں پر حرام اور سب کے لیے حلال۔ یہ سب ان کے خرافات ہیں

ع

باغات، کھجوریں، کھیتی زیتون انار۔ پیدا خدا نے کیے کہ کھاؤ اور اللہ کا حق نکالو اور غیر اللہ کا حق نکال کر حد سے نہ بڑھو اسی طرح چھوٹے بڑے چوپائے بھی مگر انھوں نے پیروں کی نیازیں شروع کر دیں اور بعض چیزیں حرام سمجھ لیں شیطان کا کہنا نہ مانو۔ اللہ نے بحیرہ سائبہ وغیرہ حرام نہیں کیے ہیں۔ اللہ نے

ع

تو مردار بہتا خون خنزیر اور نذر غیر اللہ حرام کیے ہیں یہ وحی کے ذریعے حرام ہیں عقلی دلیل سے حرمت نہیں بن سکتی

اگر اب کوئی پوچھے کہ بعض حلال چیزیں یہود پر حرام نہ ہوئی تھیں تو یہ سائل کی غلط فہمی ہے کیونکہ ہم نے ان کی شرارت کی وجہ سے بعض حلال چیزیں ان پر حرام کی تھیں یہ سچ ہے پھر بھی ۔ ۔ یں تو ان سے کہہ دو کہ رب مہربان تو ہے مگر اس کی پکڑ بھی بڑی سخت ہے

دلائل سے ہٹ کر مشرک کہتے ہیں کہ ہمارے مشرکانہ کاموں پہ اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوتا تو ہم اور ہمارے آباؤ اجداد ایسے کام کرتے ہی کیوں ؟ تو ہمارا کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے۔ سو یہ ان کا وہم ہے کیونکہ پہلی امتیں شرک اور تحلیل حرام و تحریم حلال کی وجہ سے معذب ہوئیں اگر اللہ ان پر راضی ہوتا تو ان کو عذاب کیوں دیتا۔ دوسرے اگر شرک پر اللہ کی رضا کا کوئی ثبوت اور سند ہے تو پیش کر دو۔ یونہی انکلیں نہ کرو۔ تیسرے اگر شرک مشیت الٰہی سے ہے تو تعذیب بھی مشیت الٰہی سے ہے۔ اور چوتھے یہ کہ یہود اپنے مولوی بلالیں وہ اپنی کتاب سے ثابت کریں کہ یہ چیزیں اللہ نے حرام

ع کہیں۔ یا اور کہو جس چیز کو تم اپنے زعم میں حرام سمجھتے ہو وہ حرام نہیں ہیں۔ آؤ
میں تم کو حرام بتاؤں۔ سنو حرام یہ ہیں۔ شرک۔ والدین کا عقوق۔ بھوک کے خوف
سے اولاد کو قتل۔ فواحش۔ ناحق قتل۔ یتیموں کا مال کھانا۔ کم تولنا۔ سچی گواہی
نہ دینا۔ عہد شکنی۔ یہ ہے میری صراط مستقیم اس پر چلو۔ اور تورات میں بھی یہی
مسئلہ ہے کہ نیاز غیر اللہ کی حرام ہے اور بندوں کے حرام کرنے سے حلال چیز
حرام نہیں ہو جاتی۔ اور یہ قرآن بھی اسی کے موافق کہتا ہے کہ غیر کی نیاز حرام
اور غیروں کے حصے ماننے اور تحریم حلال و تحلیل حرام سب شرک ہیں

اتنے واضح بیان کے بعد بھی اگر کوئی نہ مانے تو کیا وہ اس انتظار میں بیٹھا ہے
کہ اس کے پاس فرشتے آئیں یا رب کا عذاب یا اور کوئی خارق عادت معجزہ
جو دین میں تفرقہ بازی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے نٹ لے گا۔

الحاصل کوئی مانے یا نہ مانے آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تو
صراط مستقیم یعنی دین ابراہیم کی سمجھ دی ہے۔ اور وہ دین ابراہیم یہ ہے
کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ میرا نفع و نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے میں اسی کو پکاروں گا
اور اسی کی نذر و نیاز دوں گا۔ وہی ہے سب کچھ کرنے والا۔ مطلب یہ ہے
کہ شرک نہ اعتقادی کرو نہ عملی۔ ابراہیمؑ اعتقاداً و عملاً حنیف تھے۔

مختصر خلاصہ یہ ہوا ساری سورۃ انعام کا اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو۔ کسی
پیر فقیر کے نام کی نذر و نیاز نہ دو۔ خواہ جانور ہو یا غلہ یا دودھ مٹھائی یا درہم
و دینار۔ یہ شرک اور حرام ہے یہی مسئلہ ابراہیم اور باقی انبیاء بیان کر گئے ہیں

سورۃ الاعراف

انعام میں نفی شرک فی التصرف کے دلائل عقلیہ تفصیلاً اور دلیل نقلی ابراہیم سے تفصیلاً اور باقی انبیاء سے اجمالاً بیان ہوگئے۔ اب اعراف میں باقی انبیاء سے تفصیل کے ساتھ دلائل نقلیہ بیان ہوں گے۔

نیز انعام میں نفی شرک فعلی کے متعلق تحریمات غیر اللہ و نذر غیر اللہ کو بالتفصیل بیان کیا گیا۔ اعراف میں تحریمات العباد کی چند باقی ماندہ صورتیں بطور تتمہ و متعلقات کے بیان کیا جائے گا۔

نیز انعام میں مسئلہ سمجھایا اب اعراف میں کہا جب مسئلہ سمجھ چکے ہو اب بہادر ہو کر مردانہ یہ مسئلہ دوسروں تک پہنچاؤ مصائب کا خیال نہ کرنا۔ انبیاء سابقین کی طرح مصائب برداشت کرنا۔ چنانچہ فرمایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے میرے محبوب! مسئلہ توحید کا مرد ہو کر پہنچاؤ۔ یہ کتاب آپ کی رنج کشی کے لیے نہیں اتری بلکہ تبلیغ کے لیے اتری۔ اگر مسئلہ پیش کرنے میں کوئی تکلیف بھی آجائے تو دل تنگ نہ ہونا کیونکہ یہ بڑے بادشاہ کا حکم ہے اور مرد ہو کر یہ بات کہدو کہ ایک اللہ کا حکم مان لو شیطان کے تابع نہ بنو ما انزل الیکم کے تابع بنو تحریمات خود ساختہ نہ کرو۔ جو شیطان کی تبیع ہوتے ہیں وہ دنیا میں بھی خوار ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی معذب ہونگے لہذا تم اللہ کے حکم کے تابع بنو اولیاء الشیطان کے تابع ہو کر بحیرہ وغیرہ کی

تحریم نہ کرو۔ ننگے طواف کرنا یہ عبادت تم نے کہاں سے افتراء کرلی ہے
یہ ننگا ہونا تو بطور تنبیہ کے تھا جو تمہارے باپ آدمؑ کے ساتھ معاملہ کیا ع
گیا وہ بھی اس وقت جب ان سے قصور ہوا۔ تو اب ننگا ہونا تقوے
کے موجب کیسے ہو سکتا ہے۔ بلکہ لباس پہننا موجب تقویٰ ہے۔
شیطان تمہارا جدی پشتی دشمن ہے تم اس کے تابع کیوں ہوتے ہو۔
تمام تعجب ہے کہ جب مجالس میں ننگے بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کیا کریں اللہ نے
اسی طرح حکم دیا ہے۔ دیکھو خدا تو ایسی بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیوں غلط
بات کرتے ہو وہ تو توحید کا حکم دیتا ہے یعنی بیت اللہ کی طرف منہ کر کے صرف
اللہ کو پکارو اور ہر عبادت کے وقت لباس پہنو اور تحریمات خود ساختہ نہ کرو۔
یہ لباس اور طیبات حلال ہیں پہنو اور کھاؤ۔ ہاں فواحش اور حکم شرع کی مخالفت
اور ظلم ناحق خانہ شرک یہ ہیں حرام! ان کو ضرور حرام سمجھو۔

پہلے لوگ نافرمانی کر کے تباہ ہو گئے تم نافرمان نہ بنو ورنہ تم بھی ان کی طرح
تباہ ہو جاؤ گے۔ دیکھو ۔۔۔ پہلے وقت آدمؑ سے کہا گیا تھا کہ بہشت میں وہ
جائے گا جو اس کی اتباع کرے گا لہذا شیطان کے تابع نہ ہو۔ رسول کے تابع ہو۔
اور جو شرک کرتا ہے وہ شیطان کے تابع ہے وہ موت کے وقت فرشتوں کے پوچھنے
پر کہ این ما کنتم تدعون من دون اللہ جواب دیں گے کہ وہ ہم سے غائب ہو گئے اور
مشرک مرید مشرک پیروں کو دیکھ کر کہیں گے کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا انہیں دوگنی
سزا دے۔ اللہ فرمائے گا ہر فریق کو دوگنی سزا ہے۔ بس بچے آؤ اب ما انزل کے
تابع بنو شیطان کے تابع نہ ہو۔ کیونکہ اولیاء شیطان کے متبعین کا جنت میں داخلہ
اس طرح محال ہے جس طرح سوئی کے ناکے میں سے اونٹ کا نکلنا۔ اور جو ما انزل
کے تابع ہیں وہ جنت میں جائیں گے ان کو کہا جائیگا یہ جنت ہے تمہیں جنت

کے سلسلے میں ملی ہے۔ وہاں بہشتیوں دوزخیوں کا مکالمہ ہوگا اور ایک اعراف والے بھی ہوں گے جو آخر کار جنت میں جائیں گے۔

پس ہم نے کتاب بھیج کر خوب تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ نذر غیر اللہ کے نام کی نہ مانو۔ بندے حرام نہیں کر سکتے۔ اور بروز قیامت نہ ماننے والوں کا انجام دیدنی ہوگا۔ وہاں کہیں گے ہائے اب ہے کوئی ہماری سفارش کرنے والا۔ یا کیا صورت ہے کہ واپس دنیا میں جا کر توحید والے کام کریں اور شرک چھوڑ دیں۔ تو اس رونے سے یہ اچھا ہے کہ ما انزل کی اتباع کرو۔ ع

دیکھو زمین و آسمان اللہ نے بنائے پھر تخت شاہی پر آپ ہی قائم ہے۔ کسی کے حوالے کچھ نہیں کیا۔ وہی رات کو چھوٹا بڑا کرتا ہے۔ چاند سورج ستارے اسی نے بنائے۔ الحاصل سب کچھ کرنے والا رب العٰلمین ہے پھر برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ جب یہ باتیں مسلم ہیں تو پھر اسی کو پکارو۔ غیروں کا پکارنا فساد ہے فساد مت کرو بلکہ امید و بیم ہر حال میں اسی کو پکارو۔ بارشیں وہی برساتا ہے تمام پھل وہی نکالتا ہے جب سب کچھ وہی کرتا ہے تو اسی کو پکارو۔ منیب بنو اور معاند نہ بنو۔ ع

دیکھو نوحؑ نے اپنی قوم کے سامنے یہی دعویٰ پیش کیا۔ مگر قوم نے نہ مانا۔ آخر ہم نے ان کو تباہ کیا اور نوح و من معہ کو بچا لیا تم بھی نہ مانو گے تو تباہ کر دونگا ع
ہودؑ نے بھی اپنی قوم کے سامنے یہی دعویٰ رکھا۔ اس قوم نے نہ مانا تباہ ہو گئی ع
صالحؑ نے بھی اپنی قوم کے سامنے یہی دعویٰ رکھا۔ یہ قوم بھی نہ مانی۔ تباہ ہوئی
لوطؑ کی قوم شرک کے ساتھ ساتھ بدکاری کی مرتکب تھی جس سے لوطؑ نے روکا وہ باز نہ آئی۔ ہم نے انہیں ہلاک کیا۔ تم بھی اگر شرک فعلی سے باز نہ آئے تو ہلاک ہو گے ع
شعیبؑ کی قوم میں شرک اعتقادی و فعلی دونوں تھے جن سے شعیبؑ نے

روکا۔ وہ باز نہ آئے۔ ہم نے انہیں بھی ہلاک کر دیا۔ اگر تم بھی باز نہ آئے تو تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا ع

قصہ کوتاہ یہ ہے کہ ہم نے تمام انبیاء کو یہی مسلہ دے کر بھیجا۔ مگر قوموں نے نہ مانا۔ پھر ہم نے ان کو تنگ دستیوں اور بیماریوں میں مبتلا کیا تاکہ کسی طرح مسلمان ہیں۔ پھر تنگ دستیوں اور بیماریوں کے بعد ہم نے ان پر نعمتوں کی بھرمار کر دی بطور استدراج کے۔ پھر جب وہ ہلاک ہونے کے لائق ہو گئے تو ہم نے ان کو دفعۃً گرفت میں لے لیا۔ اگر وہ مسلمان لیتے اور شرک سے باز آجاتے تو ہم ان کو ہلاک نہ کرتے بلکہ ان پر آسمان زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو آؤ مسلمان لو۔ ورنہ پہلے لوگوں کی طرح ہلاک ہو جاؤ گے۔ ع

پہلے پیغمبروں کے حالات جو اس اُمّی نے تم کو حق حق سنا دیے ہیں تو اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ سچا پیغمبر ہے۔ اگر یہ لوگ اس سچے پیغمبر کی نہ مانیں گے اور شرک سے باز نہ آئیں گے تو پہلے مکذبینِ توحید کی طرح یہ بھی ہلاک ہو جائینگے

اے میرے محبوب! تو نفی شرک کرتا رہ اور مردو ہو کر دلیر ہو کر یہ مسلہ پہنچا مصائب آئیں تو برداشت کر۔ دیکھ موسیٰ نے اسی مسلے کے پہنچانے میں کس قدر بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کیں پہلے فرعون کے ساتھ مقابلہ کیا پھر فرعونیوں کو چھوٹے چھوٹے عذاب دے کر پکڑا کہ کہیں نصیحت پکڑیں مگر پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ تو پکڑ کر سمندر میں غرق کر دیا۔ ع

اس کے بعد موسیٰ ؑ کو خود اپنی قوم سے مقابلہ کرنا پڑا ایک مقابلہ تو ہوا کہ جب بنی اسرائیل سمندر پار پہنچے تو ایک مشرک قوم کو دیکھ کر کہنے لگے کہ ان کی طرح ہمارے لیے بھی ایک بت بنا دے

اس کے بعد جب موسیٰؑ تورات لینے گئے تو بعد میں بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی شروع کر دی

اور پھر جب موسیٰؑ اپنی قوم کے ستر مرد میقات پر لے گئے تو انہوں نے گستاخانہ سوال کیا جس کی پاداش میں ان کو وہیں ہلاک کر دیا گیا۔ موسیٰ نے دعا مانگی ربّا! تو چاہتا تو یہاں آنے سے پہلے ہی ان کو اور مجھے ہلاک کر دیتا ہماری دستگیری فرما بخشش دے اور دنیا و عقبیٰ کی بہتری ہمارے لئے لکھ دے۔ تو اللہ نے فرمایا میرا عذاب بڑا ہے جس سے کوئی بھاگ نہیں سکتا اور میری رحمت اس سے بھی وسیع تر ہے مگر دوں گا انہی کو جو ایمان لائے گا اور میرے آنے والے نبی امی کی اتباع کرے گا اور اس کی مدد کرے گا اور اس پر منزل قرآن کی اتباع کرے گا وہی فلاح پاکر جنت جائے گا۔ اور وہ رسول یہی تو ہے جو آپ میں رہتا ہے جس کی صفات موسیٰؑ نے بیان کی تھیں۔ ع

اے نبیؐ اعلان کر دو اس طرح کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں جس کے تصرف میں سب کچھ ہے۔ مجھے مان لو۔ میری مخالفت نہ کرو۔ لیکن مقام تعجب ہے کہ اکثر یہود اس رسول کی مخالفت ہو رہے کیا انہیں ڈر نہیں لگتا کہ ان کے ساتھ وہ کر دوں جو ان کے اسلاف کے ساتھ ہوا۔ ان کے آباؤ اجداد کو ہم نے من و سلویٰ جیسی نعمتیں اتار دی تھیں لیکن ان کی سرکشی کرنے کی وجہ سے وہ چھین لیں۔ پھر ہم نے کہا تھا جہاد کر کے بیت المقدس میں داخل ہو۔ انہوں نے وہاں بھی نافرمانی کی تھی تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب اتارا۔ فکر نہیں کرتے کہ سبت کی بے حرمتی کرنے والوں کا کیا حال ہوا؟ ع نافرمانی کی وجہ سے بندر بن گئے تھے

پھر ان کے بعد ایسے گندے گدی نشین یہود ہوئے جو رشوت لیتے اور تائب

ہوتے تھے مگر باوجود اس جرم عظیم کے کہتے تھے کہ ہم بخش دیے جائیں گے

۱ اتنا نہیں سوچتے کہ اگر یہی بات ہوتی تو ہم ان سے میثاق الکتاب کیوں لیتے کہ خبردار خلافِ شرع و خلافِ حق ہرگز کوئی کام نہ کرنا

ع ۲ نیز اگر یہی بات ہوتی تو اخذ عہد کے وقت تمہارے سروں پر پہاڑ کیوں اٹھاتے

۳ نیز اگر یہی بات ہوتی تو عالم ارواح میں تم سے الست بربکم کا عہد کیوں لیتے

۴ نیز اگر یہی بات ہوتی تو بلعم باعور کو ہانپنے والے کتے کی طرح کیوں کرتے

بس بات یہ ہے کہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے تو پھر اللہ ہی کے حضور عجز و انابت کرنی چاہیے اللہ کے حکم کی مخالفت نہ کرنی چاہیے کہ کہیں گمراہ ہو جائیں بہرحال ما انزل کے تابع ہو و تحریات خود ساختہ ذکر و ورنہ انجام جہنم ہوگا اور وہ ایسے لوگ جانوروں کی طرح بلکہ ان سے بھی گئے گذرے ہیں جو عقل و شعور کے ہوتے ہوئے ننگے طواف کرنے سے ذرا نہیں شرماتے

او یہود و نصاریٰ و کفار عرب عزیرؑ عیسیٰؑ مریمؑ لات عزیٰ وغیرہ کو مت پکارو۔ لائق پکار کے صرف اللہ ہے اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی کارساز و غیب داں نہیں اور ایسے لوگوں سے بائیکاٹ کرو جو اللہ کے ناموں میں الحاد و کجروی کرتے ہیں یعنی اللہ کے ناموں کے ساتھ دوسروں کو شریک بنا کر پکارتے ہیں یا اسکے مخصوص نام دوسروں پر اطلاق کرتے ہیں ع

میرے پیغمبر مسئلہ توحید بتاتے ہیں تو یہ لوگ انہیں مجنون بتاتے ہیں۔ اتنا نہیں سوچتے کہ آسمان زمین کی بادشاہی اور یہ سب کارسازی اس بات کی دلیل ہے کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے پھر تعجب کا مقام ہے کہ جو بات تسلیم کرنے کی ہے وہ تو تسلیم کرتے نہیں۔ الٹا ضد میں آکر پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئیگی آپ صاف فرمادیں کہ قیامت کا وقت تو خاص اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ قیامت کا

دفت معلوم کرنا تو رہا ایک طرف خود میں اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں،
اور نہ اپنے پیے آنے والے خیر وشر کو جانتا ہوں

جب اللہ کے سوا کسی کو کل شے کا علم نہیں اور نہ کل پر کسی ماسوا اللہ کو قدرت بھی
نہیں تو سمجھ لو کہ نذر غیر اللہ بھی حرام ہے اور اللہ کے سوا کسی کو متصرف سمجھ کر
غائبانہ مافوق الاسباب پکارنا بھی حرام ہے۔ اور اللہ کی چیزیں جو حلال ہیں ان
کو حرام سمجھنے والے شیطان کے ساتھی ہیں۔ میں تو قرآن کا تابع ہوں تم بھی قرآن
پڑھ کرکے غور سے سنو تاکہ مسئلہ کی حقانیت سمجھو اور پھر تم پر رحمتیں ہوں گی
اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ صرف اللہ کو اپنی حاجات میں پکارا کرو اور کبھی بھی غافل نہ ہو
مشرکین مسئلہ توحید سے چڑھ کر اور دلائل سے عاجز آکر تم سے جنگ کریں گے
تم سینہ سپر ہو کر کفار سے لڑو۔ اور بصورت فتح جو تمہیں غنیمت کا مال ملے
وہ موافق حکم اللہ کے تقسیم کرو۔ اس میں اپنی مرضی کو شامل نہ کرو تاکہ تمہارا
نظم ونسق قائم رہے اس کے لیے سورۂ انفال کا مطالعہ کرو۔

سورۃ الانفال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مال غنیمت ہے تو اللہ کا اور رسول اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کرے گا
رسول جس طرح وہ تقسیم کرے گا تم اسی پر خوش ہو جاؤ اور اطاعت شعار رہو۔
کیونکہ مؤمن ہوتا ہی وہ ہے جو رسول کی اطاعت کیے جائے۔

وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ دو طائفوں میں سے
ایک پر تم غالب ہو جاؤ گے اور تم چاہتے تھے تاجر طائفہ پر غالب ہونا نہ کہ محارب
طائفہ پر۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملاقات محارب طائفہ سے کرا دی اور پھر
تم کو ملائکہ امداد کے لیے بھیج کر غالب کر دیا۔ اور لڑائی میں تمہاری تسلی کیلیے

تم نیند طاری کر دی۔ پھر کف ر کو قتل بھی اللہ ہی نے کیا نہ تم نے جب قتل اللہ نے کیا تو انفال بھی اللہ کی ہوں گی نہ تمہاری۔

پس انفال کے بارے اللہ کا جو حکم ہو وہ مانو۔ اور اللہ کا حکم یہ ہے کہ ایک خمس اللہ کا ہے اور چار خمس غانمین کے اگر تمہیں اس بات کا یقین ہے جو بدر کے دن اللہ نے اپنے بندوں پر ظاہر فرمائی تھی یعنی کفار اچانک عدوۃ قصویٰ پر آ گئے اور ابوسفیان کا قافلہ دریا کے راستے چلا گیا۔ اور اللہ نے تمہیں وہ کفار تھوڑے دکھائے اور کفار کو تمہاری تعداد کم دکھائی پس تم کو چاہیے کہ اللہ و رسول اللہ کی اطاعت کرو اور آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو بلکہ اتفاق پیدا کر کے مشرکین کے ساتھ جہاد کرو وہ بھی محض اللہ کی رضا کے لیے۔ نہ ریا کے لیے جہاد کرو۔ ورنہ بزدل ہو جاؤ گے۔ منافقوں اور بجاید عقیدہ والوں کی پرستش ان کو سزا دوں گا۔ اے نبی تمہیں اور متبعین مومنین کو اللہ کافی ہے مدد دینے کو اس لیے مومنوں کو جہاد کی ترغیب دو کفار کے مقابلہ میں اگر تمہاری تعداد کم بھی ہو اللہ تم کو مدد دے گا اور جہاد ضرور کرو تاکہ کوئی کافر مومنوں کو ایمان سے نہ روک سکے

جہاد کے قانون سیکھو ایک قانون یہ ہے کہ کفار سے بھاگا نہ کرو۔ اور جو بھاگے گا وہ مغضوب ہوگا۔ دوسرا یہ کہ اللہ و رسول اللہ کی اطاعت کرو اور غنائم میں مت جھگڑو ورنہ اللہ ایمان کی توفیق چھین لے گا۔ تیسرا یہ اللہ و رسول جو بھی بلائیں فوراً مانو۔ چوتھا یہ کہ مکہ میں کفار کے مکر سے اللہ ہی نے تمہیں چھڑایا تھا اس لیے اللہ ہی پر توکل کر کے جہاد کرو۔ پانچواں یہ کہ مال کی رعایت کرتے ہوئے امر رسول کی خلاف ورزی کر کے اجر عظیم کو فوت نہ کر بیٹھنا۔ بلکہ رسول کی تابعداری کرتے رہو

انفال میں تھا جہاد کے لیے قوانین سیکھ لو اور غنائم کی تقسیم میں نزاع ع
نہ کرنا۔ اب براءۃ میں مقصود ہے اعلان جہاد

سورۃ التوبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جن جن مشرکین نے عہد توڑا ہے ان کی طرف براءت نامہ بھیج دو اور یہ
کہہ دو کہ ہمارا تمہارے ساتھ اب کوئی معاہدہ نہیں رہا۔ چار ماہ تک مہلت
ہے تم کو۔ پھر حج اکبر کے دن بھی اعلان کیا جائے کہ ہمارا تمہارے ساتھ
کوئی معاہدہ نہیں۔ اور آئندہ سال کوئی مشرک حج کرنے نہیں آئیگا
جنہوں نے اپنا عہد نہیں توڑا ان کو کچھ نہ کہو اور جنہوں نے عہد توڑا ع
ہے ان کا اب کوئی عہد نہیں۔ کیونکہ وہ تمہارے سخت دشمن ہیں ان کے
ساتھ جہاد کرو۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ پہلے انہوں نے عہد توڑا ہے
اور الرسول کو گھر سے نکالنے کا ارادہ کیا اور لڑائی کی ابتداء بھی ان ہی
کی طرف سے ہوئی۔ پھر ان سے ڈرو مت۔ بلکہ ان کو مارو۔ اور ان کے ع
اعمال صالحہ اور قرابت کا بھی اب لحاظ مت کرو۔ بلکہ جہاد کرو۔ تو جس ع
طرح اللہ تعالیٰ نے مواطن کثیرہ میں تمہیں مدد دی ہے اسی طرح اب بھی تمہیں
مدد دے گا۔ یہ مشرک پلید ہیں۔ آئندہ سال ان کو حج نہ کرنے دو۔
اہل کتاب کے ساتھ بھی جہاد کرو کیونکہ یہ مومن نہیں اور اللہ کے حراموں
کو حرام نہیں سمجھتے اور دین حق کو قبول نہیں کرتے۔ ہاں اگر جزیہ قبول کرلیں ع
تو پھر ان کو کچھ نہ کہو۔ دوسری وجہ ان سے لڑنے کی یہ ہے کہ عزیرؑ و عیسیٰؑ کو
متصرف فی الامور سمجھتے ہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ عزیر و عیسیٰ کے علاوہ بھی اپنے
مولویوں اور پیروں کو متصرف سمجھتے ہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ دین حق کو اعتراض

اعتراض کر کے نابود کرنا چاہتے ہیں۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ ان یہود کے احبار و رہبان کتمانِ حق کر کے لوگوں سے حرام مال وصول کر کے کھاتے ہیں۔ اور دینِ حق سے انہیں روکتے ہیں۔ پس ایسے پلیدوں سے جہاد کرو۔ مال بھی خرچ کرو۔ بارہ ماہ میں سے گو چار ماہ حرمت والے ہیں پھر بھی ان میں مشرکین کے ساتھ جہاد کرو۔ آپس میں نہ لڑو۔ بہت بڑا گناہ ہے

چھٹی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی لڑائیوں کا جواز نکالنے کے لیے محرم کو صفر اور صفر کو محرم بنا دیتے ہیں۔ بہت بڑے کافر ہیں۔ ع

جہاد کرنے کے لیے کہا جائے تو فوراً نکل کھڑے ہو و۔ رسول کی مدد کرو۔ منافق نہ بنو۔ آپؐ نے (اے نبیؐ) جو ان منافقین کو رخصت دی، ع سو رخصت نہ دینی چاہیے تھی امتیاز کرنا تھا۔ اور رخصت منافق کی مانگتے ہیں۔ اللہ نے ان کی فسادنیت کی وجہ سے ان کو جہاد کی طرف نکلنے ہی نہیں دیا۔ یہ منافق کئی طرح کے ہیں بعض تو وقوعِ فتنہ کا بہانہ کر کے جہاد سے جان چھڑاتے ہیں۔ بعض نبیؐ پر غلط تقسیم کا اعتراض کرتے ہیں۔ بعض نبیؐ کو کان کا کچا کہتے ہیں۔ اور پھر یہ سب اتنے خبیث ہیں کہ شرک کی تبلیغ ع کرتے ہیں اور توحید سے روکتے ہیں اور مال خرچ نہیں کرتے۔ ان کے لیے ع جہنم تیار ہے۔ اقوامِ سابقہ کی طرح ان کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور بعض وہ ہیں جو رسول کے خلاف اس کی شہادت کے مشورے کر کے پھر جھوٹی قسمیں بھی کھا جاتے ہیں اللہ ان مشوروں میں ان کو کامیاب نہ کرے گا۔ ع

پیغمبر کی دعا سے تو ان کو اللہ تعالیٰ نے رزق دیا اور مالدار بنایا۔ پھر یہ حرکت؟ بعض ایسے ہیں کہ ایفاءِ عہد کا وعدہ کر کے اعراض کر لیا ان کے دلوں میں نفاق ڈالا گیا۔ منفقین فی سبیل اللہ پر طعن کرتے ہیں اور تمخول کرتے ہیں۔ ایسے

خلاصہ توبہ

ُ(ن)گوں کی نماز جنازہ اگر ۷۰ بار بھی پڑھو گے پھر بھی بخشش کے قابل نہیں ہیں کیوں کہ یہ کافر ہیں

ع

بعض وہ ہیں جو پیغمبر کے ہمراہ جہاد پر نہ جاکر مخالفت کرتے ہیں اور خوش ہیں کہ مال و جان کو بچائے بیٹھے ہیں۔ گرمی برداشت نہیں کر سکتے۔ ایسوں کو کسی موقع پر اپنے ہمراہ نہ لے جانا۔ اور ان منافقوں سے بائیکاٹ کر دو۔

ان میں سے بعض اہل ثروت ہیں تو جب ان کو حکم سنایا جاتا ہے تو جہاد سے جی چراتے ہیں اور گھروں میں بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ ان پر مہر جباریت لگ چکی ہے

ع

اور ان میں سے بعض جھوٹے بہانے بناتے ہیں تاکہ جہاد پر نہ جانا پڑے۔

اور ان میں سے گنوار ہیں جو سخت منکر اور منافق ہیں۔ اور بعض گنوار خرچ کرنا چٹی سمجھتے ہیں اور تم پر بری گردش آنے کی تاک میں ہیں۔ البتہ بعض گنوار مومن بھی ہیں جو خرچ کو باعث قرب الٰہی سمجھتے ہیں اور رسول کی دعائیں لیتے ہیں۔ اور ان سے بڑھ کر قدیم مہاجرین و انصار اور ان کے بعد کے موحد۔ اور مدینہ کے گرد و نواح میں کئی گنوار منافق ہیں اور خود مدینہ میں بھی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں۔ کئی نفاق سے تائب ہو گئے ان سے صدقے لے کر ان کو دعائیں دو۔ اور بعضوں کا حکم اللہ نے کچھ وقت کے لیے موخر رکھا ہے آگے اللہ کی مرضی بخشے یا نہ۔ اور بعض ایسے منافق ہیں جنہوں نے نقصان پہنچانے کی اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کو مسجد ضرار بنائی۔ اس مسجد میں نہ جانا

ع

اللہ مجاہدین مقابلین منافقین کا مال جان لے کر جنت دے گا۔ اور جو شرک کریں ان کے مرنے کے بعد ان کے حق میں استغفار نہ کرو۔ اور ابراہیمؑ نے وعدہ کی وجہ سے باپ کے حق میں استغفار کی تھی لیکن جب ان کو اس کے کفر پر مرنے کا یقین ہو

گیا۔ اور جو مشکل وقت میں غزوۂ تبوک میں گئے اللہ نے ان کو ربط قلب کی نعمت دی اور جو تین پیچھے رہ گئے آخر ان کی توبہ بھی منظور ہوئی۔ ع

مومنو جہاد کرو اپنی جان کو پیارا رکھ کر پیچھے نہ رہو۔ بھوک پیاس تھکن وغیرہ کا بڑا اجر ملے گا۔ البتہ سارے کے سارے ہی نہ نکل پڑو کچھ جائیں اور کچھ یہیں رہ کر حضورؐ سے دین سیکھیں پھر جب مجاہدین واپس آئیں گے ان کو سمجھا دیں۔ ع

الحاصل مومنو! جہاد کرو۔ منافقوں کی طرح نہ بنو اور ایسے رسول نیکو خصال کو مانو ورنہ اے رسولؐ! تم خود فرما دو کہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہے اسی پر ہے میرا توکل۔ کیونکہ تخت پر وہ آپ ہی ہے کسی کے حوالے کچھ نہیں کیا ع

سورۂ توبہ میں ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرنے کرنے کا حکم دیا تھا جو غیر اللہ کی نذر و نیاز دیتے ہیں اور حاجات میں غیروں کو پکارتے ہیں اور انہیں حاجت روا سمجھتے ہیں اب سورہ یونس میں بتایا کہ اگر کوئی مشرک یوں کہہ دے کہ ہم غیر اللہ کو حاجت روا نہیں سمجھتے ہم تو نبی ولی پیر فقیر کو شفیع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں تو اس کو یوں جواب دو کہ غیر اللہ کو شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی شرک ہے۔

سورۂ یونس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آنے والی آیات تیرے محکم دعویٰ کی آیات ہیں اور مشرک ان کو نہیں مانتے۔ کہ اس کی کیوں کر مانیں کہ مرد ہو کر اپنے آپ کو رسول کہتا ہے یہ تو جھوٹا ہے۔ عقل سے سوچتے تو اس کو جھوٹا نہ کہتے اور اس کے دعویٰ کو مان لیتے کہ اللہ کے سوا کوئی پکار کے لائق نہیں کیونکہ اسی اکیلے نے بغیر کسی کے کہنے کے کسی سے امداد لیے بغیر آسمان زمین بنائے پھر تخت شاہی پر خود ہی قائم ہوا اور سب کام آپ ہی کرتا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کے حضور کوئی شفاعت

نہیں کر سکتا۔ یہ بات ذہن نشین کر کے مسئلہ مان لو اور اسی کو پکارو جب
کسی کام میں اس کا کوئی شریک نہیں تو تم پکار میں اس کا شریک کیوں بناتے ہو
ضد نہ کرو۔ وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا اور ضدیوں کو سخت سزا دیگا
اور منیب کو جزائے خیر دے گا لہذا منیب بنو ضدی نہ بنو۔ ضد کیوں کرتے ہو
دعویٰ تو محکم اور مضبوط ہے دیکھو شمس کو ضیا اور قمر کو نور بنایا تو اللہ ہی نے
پھر اسی کو پکارو۔ پھر نظام شمسی سب اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ وہی
نظام عالم میں مدبر و متصرف ہے۔ رات دن کو چھوٹا بڑا کرنے والا بھی وہ
آپ ہی ہے جب سب کچھ اللہ ہی کرتا ہے تو ادعوہ خالصۃً۔ اور دنیا کی
زندگی پر مغرور ہو کر جو لوگ ہمارے دعویٰ توحید سے غافل ہیں ہم نے ان کیلیے
آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور جو اس دعویٰ کو مانتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ دنیا
میں ایمان پر پختہ رکھیگا اور آخرت میں جنت دے گا اور جنت میں جاکر کہیں گے
سبحانک اللھم یعنی واقعی اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جو لوگ ضد میں آکر ع
اس دعویٰ کے مقابلہ میں کہتے ہیں اللھم ان کان ھٰذا ھو الحق من عندک فامطر
علینا حجارۃ.... اگر ہم ان کی اس بددعا پر ان کو عذاب دیدیتے تو ان کا
مقررہ وقت کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا۔ لیکن ہم جلدی عذاب دیا نہیں کرتے۔
یوں تو مشرک ہمارا دعویٰ نہیں مانتے لیکن جب کسی مشرک کو کوئی
تکلیف آپہنچے اور پیروں فقیروں کو پکارنے سے بھی کام نہ بنے تو ہمیں پکارتا
ہے۔ اور پھر جب تکلیف دور ہو جاتی ہے تو پھر اپنی مصیبت کو بھول جاتا ہے
اور انداد بنانے لگ جاتا ہے۔ او۔ دعویٰ مان لو ورنہ پہلے کفار کی طرح
ہلاک ہو جاؤ گے
تعجب کا مقام ہے کہ بیانِ تام سن لینے کے بعد بھی یہ کہتے ہیں کہ یا تو اس

قرآن کے ماسوا کوئی اور قرآن لے آ - یا پھر اسی میں ترمیم کر دے - آپ فرما دیں کہ یہ میرے بس کا کام نہیں کہ اس میں ترمیم کروں یا اور قرآن لاؤں - نیز اگر اللہ تعالیٰ قرآن نہ اتارتا تو میں نہ پڑھتا - آخر ۴۰ سال پہلے بھی تو آپ میں رہ چکا ہوں - اب بھی جو نہ مانے وہ جہنمی ہے

اور یہ جو مشرک کہتے ہیں کہ ہم پیروں فقیروں نبیوں ولیوں کو حاجت روا نہیں سمجھتے ہم تو ان کو شفعاء سمجھ کر پکارتے ہیں - آپؐ ان سے کہو کہ تم اللہ تعالیٰ کو بتلاتے ہو اور اس کو خبر دیتے ہو اس کے شریک کی کہ وہ بیچارہ ارض و سماء میں اپنا شریک نہیں جانتا - میں شریکوں سے پاک ہوں میرا کوئی شریک نہیں اسی لیے میں نے شریک بنانے سے منع کیا ہے -

اب اگر کوئی یوں کہے غیر اللہ کی پکار جائز ہے کیوں اللہ نے ہمیں تو غیر اللہ کے پکارنے سے منع نہیں کیا - تو آپؐ فرما دیں کہ تمام انبیاء غیر اللہ کی پکار سے منع کرتے رہے پھر باغیوں نے بغاوت وضد کی وجہ سے اختلاف کر دیا - پھر تم کو اجازت کہاں سے مل گئی؟

پھر اگر کوئی کہے کہ اگر تم توحید کے مدعی سچے ہوتے تو مشرکین پر دنیا ہی میں عذاب آجاتا تو آپ فرمائیں اگر فیصلہ کا دن مقرر نہ ہوتا تو دنیا ہی میں فیصلہ کر دیا جاتا -

پھر اگر یہ مشرک کہیں کہ ہم کو بتاؤ کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا؟ تو آپ فرمائیں میں غیب دان نہیں غیب دان صرف اللہ ہے - البتہ میرے سچا ہونے کو بتانے کے لیے اللہ تم کو کسی عذاب سے آزمائیگا

ع

اور مشرکوں پر تعجب آنا چاہیے کہ اگر میں ان کو آزمانے کے بعد رحمت دیدوں تو پھر ہماری آیات میں استہزاء و مخول کرنے لگ جاتے ہیں -

عجب یہ مقام ہے کہ اگر مشرکوں کو دریا میں مخالف ہوا تیز جھونکا پہنچے تب تو صرف اللہ کو پکارتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ یا اللہ اب اس تکلیف کو دور کر ہم شکر گزار ہوں گے یعنی تیرے رسول پر ایمان لے آئیں گے۔ لیکن جونہی ان کو نجات مل جاتی ہے تو فوراً توحید بتانے والوں کے ساتھ شرارتیں شروع کر دیتے ہیں اور شرک پر مُصر ہو جاتے ہیں۔ لوگو! مسئلہ توحید کا ماننا یا نہ ماننے کا تم کو نقصان ہوگا۔ حیات دنیا پر مغرور نہ ہو یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ مان لوگے تو جنت ملے گی دیدار الٰہی بھی نصیب ہوگا۔ شرک کرو گے تو دوزخ میں رسوا ہو گے۔ اور جن کو شفعاء سمجھ کر تم پکارتے ہو وہ تو قیامت کے دن صاف مکر جائیں گے کہ تم ہمیں نہ پکارتے تھے اللہ گواہ ہے ہمیں تمہاری پکار کا کچھ علم نہیں

ع

اور تم خود بھی تو مانتے ہو کہ رزق کا مالک سب کچھ دیتا ہے وہی سب کچھ کرتا ہے پھر چھوڑ کر نے کا کیا مطلب۔ مشرک تو ایمان نہیں لائے گا مشرک کے پاس شرک کی کوئی دلیل نہیں وہ محض رسمی طور پر دیکھا دیکھی اور اپنے بڑوں کے بیان کردہ شبہات واہیہ کی اتباع کرتے ہوئے شرک کرتے ہیں۔ اور قرآن جیسی کامل و مدلل کتاب کو افترا بتاتا ہے۔ ایسے یہ افترا نہیں ہے اگر افترا شدہ کتاب ہے تو تم بھی اس طرح کی کتاب لے آؤ جس میں عقلی و نقلی دلائل سے دعویٰ شرک کا بیان ہو۔ نہیں۔ اس کتاب کے برحق ہونے میں کوئی شک نہیں مشرک لوگ محض بے سمجھ تکذیب کرتے ہیں۔ نہ تو اس کو کوئی سمجھا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی شبہ دیکھا ہے بعض تو مانتے ہی نہیں۔ نہ ہی سنتے ہیں اور بعض سنتے تو ہیں مگر ان میں اذعانت نہیں تو اس لیے ان کو ایسے سننا فائدہ مند نہیں آخرت کی سزا تو ہے ہی اور اس

ع

دنیا میں بھی دکھا سکتے ہیں۔

ہم عذاب کی بات کرتے ہیں تو عناداً یہ مشرک پوچھتے ہیں کہ یہ عذاب کب کو آئیگا۔ آپ فرمائیں کہ میں تو اپنے نفس کا بھی مالک نہیں ہوں تمہیں عذاب کس طرح دے سکتا ہوں۔ عذاب دینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جب چاہے گا عذاب دے گا۔ یہ بتاؤ کہ اب تم عذاب کیوں مانگتے ہو! کیا جب عذاب آگیا تو تم پچھتاؤ گے یا ایمان لاؤ گے؟ نہیں بلکہ اس وقت کہا جائیگا کیا اب یقین آگیا تھی تو اسکے آنے کو پہلے شک کر کے اس کی جلدی مچاتے تھے۔ ڈرو عذاب اخروی سے اور مسلمان ع

ہو کہ پکار کے لائق اللہ کے سوا اور کوئی نہیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ جب سب کچھ کرنے جاننے والا اور متصرف فی الامور بھی صرف اللہ ہے تو اس قرآنی نصیحت رحمت و ہدایت کی آمد پر تمہیں خوش ہونا چاہیے اور اس ہدایت کے مطابق تحریمات العباد اور نذر غیر اللہ ترک کرو ورنہ اللہ چونکہ سب کچھ جانتا ہے تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں تمہیں سزا دیگا۔ دیکھو جب ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے تو تحلیل و تحریم اپنی طرف سے نہ کرو اور سمیع علیم بھی اللہ ہی ہے لہٰذا پکار کے لائق بھی وہی ہے

مشرکو! شرک کر کے اللہ پر کیوں جھوٹ گھڑتے ہو۔ جھوٹ گھڑنے والے ہدایت نہ پائیں گے بلکہ اللہ ان پر مہر جباریت لگا کر عذاب دیگا ع

دیکھو نوح موسیٰ ہارون وغیرہ انبیاء نے یہی دعویٰ بیان کیا۔ لوگوں نے تکذیب کی اس لیے ان مکذبین پر مہر جباریت لگی پھر معذب ہوئے ع

اسی طرح بنی اسرائیل کو مبارک ملک میں جگہ دی پھر انہوں نے اختلاف کیا باوجودیکہ دین کی حقیقت انہیں معلوم ہو چکی تھی۔ ان پر بھی مہر جباریت لگی ع

اے رسول آپ پہلی کتب کے مصدق ہیں یعنی آپ کا دعویٰ کتب سابقہ میں موجود ہے لہٰذا شک نہ کرنا۔ مشرکین پر ضد کی وجہ سے مہر جباریت لگ گئی

خلاصہ ہود

کیے گئے شرک کی اللہ سے معافی مانگو اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے
ہر جی کو روزی پہنچانا بھی اسی کا کام ہے سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے
مرنے کے بعد زندہ ہو کر پھر اللہ کے حضور حساب کتاب کے لیے پیش ہونا ع
بھی برحق ہے۔ مگر یہ مشرک ضد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ اس دعوی کو
وضاحت کے ساتھ بیان کرو گے تو مصائب آئیں گے لوگ طرح طرح
کے اعتراض کریں گے۔ اس سے دل تنگ نہ ہونا اور منکرین دعوے
توحید کو صاف کہہ دینا کہ تم کافر ہو۔ کہ بیانِ تام کلام الہی کا قصداً محض
ضد کی بنا پر نہیں مانتے۔ نہ مانو گے دوزخ جاؤ گے۔ مان لو گے تو جنت
ملے گی۔ لہذا دعوی مان لو اندھے بہرے نہ بنو۔ دیکھو سنو ع

نوح نے اپنی قوم پر یہی دعوی پیش کیا قوم نے ضد کی نہ مانا بس
غرق ہو گئی۔ ہود و صالح نے بھی اپنی قوم کو یہی سمجھایا انھوں نے بھی نہ
مانا آخر تباہ ہوئی۔ دیکھو ابراہیم باوجود پیغمبر ہونے کے فرشتوں کو نہ پہچان سکے
مہمان آدمی سمجھ کر کھانا لائے، فرشتوں نے نہ کھایا۔ ابراہیم ڈر گئے۔ اور لوط
پیغمبر بھی فرشتوں کو نہ پہچان سکے۔ پس معلوم ہوا کہ سب کچھ جاننے والا صرف اللہ ہے
شعیب نے بھی اپنی قوم کو یہی سمجھایا اعبدوا اللہ اور فرمایا حرام کام چھوڑ دو۔ مگر
قوم نے نہ مانا جدال باطل کیا۔ تباہ ہوئی۔ ع

اے نبی! یہ مسئلہ دلیری کے ساتھ بیان کرو دیکھو موسی کس قدر دلیری
کے ساتھ مسئلہ فرعون جیسے ظالم بادشاہ کے سامنے بیان کیا۔ ان پر
مصیبتیں آئیں۔ برداشت کرتے رہے۔ اور منکرین کی پرواہ نہ کی ان کفار
کی عادت چلی آرہی ہے کہ عمداً انکار کرتے رہتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ کو ع
کتاب دی گئی تھی اور انھوں نے پڑھ کر سنائی پھر ان لوگوں نے عمداً اس کا

انکار کر دیا۔ لہٰذا آپ ان کفار کے انکار کی وجہ سے مسئلہ توحید کا بیان کرنا نہ چھوڑیں۔ آپ کا کام صرف تبلیغ کرنا ہے اور بس۔

مشرک کہتے ہیں کہ اگر قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے تو سب نے کیوں نہ مانا۔ اور لوگ اس کے ماننے میں مختلف الرائی کیوں ہیں؟ جواب یہ ہے کہ موسیٰؑ کی کتاب کتاب تورات کو بھی ماننے میں لوگ مختلف الرائی رہے ہیں حالانکہ تورات کو تم لوگ واقعی اللہ کا کلام مانتے ہو۔ نیز کہتے ہیں کہ جب ہم مانتے نہیں تو ہم پر مواخذہ کیوں نہیں ہوتا تو جواب یہ ہے کہ مواخذہ کا وقت مقرر ہے جس کا علم اللہ کو ہی ہے۔

الحاصل ہمہ دان صرف اللہ ہے تو اسی کو پکارو۔ اور اسی پر اعتماد رکھ کر مرد بن کر دلیری کے ساتھ مسئلہ بیان کرو۔ ضدی جو کچھ کرتے ہیں اللہ کو سب خبر ہے وقت آنے پر سزا دے گا۔

سورۂ ہود میں دوسرا دعویٰ علت ہے پہلے دعویٰ کی کیونکہ غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارا جاتا ہے جو غیب دان بھی ہو اور متصرف فی الامور بھی ہو لہٰذا جب غیر اللہ سے دوسرے دعویٰ کی نفی کی گئی تو پہلے دعویٰ کی نفی خود بخود ہو جائیگی سورۂ یوسف میں ہود کے دعویٰ ثانیہ پر نقلی دلیل تفصیل سے ذکر ہوئی اور اس دعویٰ کی دو جزئیں بیان ہوئیں۔ یوسف میں دو بڑے دعوی ہیں اور دو چھوٹے۔ بڑے دعوی ہیں ١ ہمہ دان اللہ ہی ہے ٢ ہمہ کن بھی اللہ ہی ہے۔ دو چھوٹے دعوے ١ آپ برحق رسول ہیں ٢ آزمائش کے طور پر مصائب آئیں گے صبر کرنا۔

① اگر یعقوبؑ غیب دان ہوتے تو روتے نہ رہتے ② اگر یعقوبؑ سب کچھ کر سکتے تو اپنے بیٹے کو چھڑا لیتے

سورۃ یوسف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سورہ صاف صاف عربی زبان میں قرآنی حکم نامہ ہے تاکہ سمجھو۔ بہترین بیان آپ کی طرف وحی کرتے ہیں جس سے آپؐ قبل ازیں بے خبر تھے۔

یوسفؑ نے خواب دیکھا۔ باپ کو بتایا۔ خواب کی تعبیر تو بیان کر دی مگر اس کی تفصیلی حالات کا پتہ نہیں اور نہ ہونے والے مصائب کا دفعیہ سوچا نہ کچھ کر سکے۔ پھر یوسف و برادران یوسف کے باہم جو حالات ہوئے یعقوبؑ اللہ کے برگزیدہ بندہ ہونے کے باوجود یہ معلوم نہ کر سکے کہ میرے لڑکے کے ساتھ اس کے برادران دھوکا کر رہے ہیں پھر یوسفؑ کا کوئیں میں پڑا رہنا معلوم نہ کر سکے۔ اور کوئیں سے قافلہ کا یوسفؑ کو نکال کر لے جانا اور مصر میں جا کر فروخت کرنا معلوم نہ کر سکے۔ پھر مصر میں یوسفؑ پر تہمت والی مصیبت آئی اسے بھی معلوم نہ کر سکے۔ پھر جیل میں گئے وہ بھی معلوم نہ کر سکے پھر بادشاہ کے مقرب بنے معلوم نہ کر سکے بلکہ اپنے بیٹے کے فراق میں رو رو کر نابینا ہو گئے۔ بقول مفسرین ۸۰ سال بعد جب اللہ نے خبر دی تو کنعان ہی میں بیٹھے بٹھائے خبر و اطلاع دی جب کہ مصر اور کنعان کے درمیان ۲۴۰ میل کا فاصلہ ہے یہاں سے دو دعوے بڑے سامنے آ گئے کہ ہمہ دان بھی اللہ ہے اور ہمہ کن بھی اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

اور یوسفؑ کو یہ علم نہ تھا کہ برادران مل کر میرے ساتھ کیا برتاؤ کریں گے نہ یہ معلوم ہوا کہ جس گھر میں پلا ہوں اس کی عورت بد معاش ہے جس سے بچنے کی کوئی تدبیر ہی سوچ لیتے کہ نہ عورتوں کا جلسہ ہوتا نہ جیل جاتے۔ پھر عورتوں کے مکر سے بچنے کے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ مجھے قید منظور ہے مگر عورتوں کا کید ناپسند۔ پھر جیل میں قیدیوں کو تعبیر خواب پر مسئلہ توحید کو اہمیت دی

خلاصہ یوسف

اب یہ مدت مدید گزرنے کے بعد آپ کا صحیح صحیح خبر دینا اس بات کی واضح
دلیل ہے کہ آپ سچے رسول ہیں اس لیے آپ کا دعوی مان لینا چاہیے۔
لیکن مقام تعجب ہے کہ معاندین اس قصہ سے ان ہر دو دعووں (لہ
غیب السموات والارض اور الیہ یرجع الامر کلہ) کو نہ مانیں گے کیوں کہ ان
کو بہت سی آیات جو زمین و آسمان میں موجود ہیں دکھائی جاتی ہیں پھر بھی
نہیں مانتے۔ اللہ کو مان کر اللہ سے شریک کرنا نہیں چھوڑتے
جو لوگ اس قدر دلائل و ثبوت تام کے بعد بھی اس دعوی کو نہیں مانتے اگر
اللہ نے چاہا تو ان کو اس جہان میں بھی عذاب دے گا اور قیامت میں تو ضرور ہی
عذاب ہوگا۔ انہیں ڈر نہیں لگتا؟ مانتے کیوں نہیں۔ اگر تم نہیں مانتے تو نہ مانو
ہمارا تو یہی مذہب ہے کہ ہمہ دان و ہمہ کن صرف اللہ ہے۔ ہم خاص اسی کو پکارتے
اور تمام انبیاء نے بھی یہی دعوی پہنچایا۔ مکذبین نے تکذیب کی۔ اللہ نے ان کو
ہلاک کر دیا۔ اور جب میرے انبیاء نے یہ مسئلہ بیان کیا تھا تو ان پر بھی مصائب
آئے تھے۔ اور نصرت بڑی دیر کے بعد آئی۔ تو اس لیے اے میرے محبوب!
مصائب کی وجہ سے دل تنگ نہ ہونا۔ اس مسئلہ توحید کے پہنچانے میں تکالیف
ضرور آئیں گی۔ صبر کرنا۔ آخر نصرت آئے گی۔ اور یہ قصہ یوسف بیان ہوا اہل
منیب کے لیے تو عبرت ہے اور دعوی اس قرآن سے پہلی کتب کے موافق
بھی ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ ہمہ دان ہمہ کن صرف اللہ ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے جس کو
چاہتا ہے بتلاتا ہے۔ اور آپ برحق رسول صادق ہیں۔ تبلیغ کرنے میں دل تنگ
نہ ہونا۔ آخر اللہ فتح دے گا ان مع العسر یسرا۔
سورہ یوسف میں ایک بڑی دلیل نقلی سے ثابت کیا گیا کہ غیب دان کارساز
صرف اللہ ہے نہ نبی ولی پیر فقیر۔ اب سورہ رعد میں بتایا جائیگا کہ یہ توحید کے دونوں

دعوے نظری نہیں۔ بدیہی ہیں البتہ یہ احتمال تھا کہ بدیہی ہونے کے باوجود یہ دونوں دعوی مخفی ہوں۔ اس لیے اس خفا کو دور کرنے کے لیے سورۂ رعد میں تنبیہات بیان کی جائینگی تاکہ یہ توحید کے دونوں دعوے کسی پر مخفی نہ رہیں۔ بلکہ سب پر واضح جلی اور ظاہر ہو جائیں

سورۂ رعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ آیات محکم دعویٰ کی ہیں خیال سے سننا۔ یہ دعویٰ کہ ہر کوئی دہریہ جان اعتقاد کرکے صرف اللہ کو پکارو ایسا ظاہر الثبوت ہے جس کے لیے دلائل دینے کی ضرورت ہی نہیں لیکن اکثر لوگ ضد کرکے نہیں مانتے۔ ذرا سی توجہ کرو کہ آسمان زمین بغیر ستون کے اللہ نے ہی بنائے تخت شاہی پر بھی خود ہی قائم ہے سورج چاند بھی نے کام میں لگا رکھے ہیں قیامت تک تمام امور کا منتظم بھی آپ ہی ہے۔ زمین اسی نے پھیلا کر اس میں پہاڑ دریا بنائے ہر قسم کے پھل جوڑے بنائے رات دن بنائے زمین میں کئی کھیت ہیں ملے ہوئے انگوروں کے باغات کھیتی کھجوریں دو شاخی ایک شاخی پانی سب کو ایک ہی لگتا ہے مزہ الگ الگ۔ ان نشانیوں سے منیب کو تو یقین آتا ہے کہ جو یہ کام کر سکتا ہے وہ مردے بھی زندہ کر سکتا ہے مگر ضدی کے ہاں یہ کام تعجب انگیز ہے۔ وہ دوزخ میں جائیگا۔

ضدی بدیہی دعوے کو مانتے نہیں جب کہ خفا بھی دور کر دی ہے پھر تعجب کا مقام ہے کہ الٹا عذاب کا طالب ہے باین طور کہ ان کان ہٰذا ہو الحق ...... حالانکہ ان سے پہلے سزاؤں کی باتیں تاریخ میں ثبت ہیں۔ پھر بھی ضدی کہتے ہیں عذاب کیوں نہیں آتا جب ہم مسلسل انکار کر رہے ہیں یہ سب ضد ہے۔ تیرا کام خبردار کرنا ہے اور سب کی رہنمائی کر دینا اور بس۔ ع

جیسے تنبیہات سابقہ سے معلوم ہوا کہ ہمہ کُن صرف اللہ ہے اسی طرح ذرا سی توجہ سے یہ خفا بھی دور ہو کر ظاہر ہو جائیگا کہ ہمہ دان بھی اللہ ہی ہے دیکھو ہر مادہ کا حمل اور رحم کا سکڑنا بڑھنا یہ سب اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ہر چیز کا اسی کو علم ہے وہی ہے عالم الغیب والشہادۃ اس کے آگے دھیمی اونچی آواز رات دن میں چلنا سب یکساں ہے معلوم ہوا کہ ہمہ دان بھی اللہ ہی ہے

منکرو! جو کیدار مقرر ہیں منکروں کی باتیں لکھ رہے ہیں اور اللہ کا قانون ہے کہ عذاب جب دیتا ہے جب دعویٰ ظاہر الثبوت کو نہ مانے اور جب پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ سے چھڑانے والا بھی کوئی نہیں ہوتا

پھر وہی بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بادل بھی بناتا ہے اور رعد و ملائکہ بھی اسی کی تسبیح کرتے ہیں۔ وہی اوپر سے آگ بھیجتا ہے پھر اس آگ سے جس کو چاہے ہلاک کر دیتا ہے۔ پھر بھی یہ مشرک اللہ کی توحید میں جدال کرتے ہیں۔ اتنا نہیں سوچتے کہ جو ذات یہ کام کرتا ہے وہ ہمیں عذاب بھی دے سکتا ہے۔ غرضیکہ وہ شدید المحال (سخت گرفت والا) ہے۔ اس سے ڈرنا چاہیے۔ جب ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ سب کچھ کرنے جاننے والا صرف اللہ ہے تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ پکارنے کا حق بھی خاص اسی کو ہے فادعوہ خاصۃ ولا تجعلوا للہ انداداً۔ اور جن جن کو یہ مشرک لوگ پکارتے ہیں وہ تو پکارنے کا حق ہی نہیں رکھتے۔ ان کو بلانا تو اس طرح ہے جیسے کوئی کہے آ پانی آ پانی۔ وہ پانی اس کی طرف نہیں آتا

دیکھو ہر چیز اسی کے تصرف کی منقاد ہے۔ پھر تم دوسروں کو کس طرح متصرف سمجھتے ہو۔ بھلا تم خود ہی بتاؤ کہ آسمان زمین کا رب کون ہے؟ اللہ ہی ہے ناں! اب جب ہر چیز اسی کے تصرف کی منقاد بھی ہے

اور تم خود بھی جانتے ہو کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے تو پھر تم پر بڑا افسوس ہے کہ غیر کو متصرف مانتے ہو حالانکہ وہ غیر اللہ خود اپنے لیے بھی نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ پس کچھ ہوش کرو موحد بنو۔ مشرک نہ بنو۔

بھلا یہ بتاؤ جن کو اللہ کا شریک بناتے ہو، انہوں نے کوئی چیز بنائی بھی ہے؟ کہ ان کی مخلوق اللہ کی مخلوق سے مل کر مشتبہ ہو گئی ہو کہ یہ کس کی پیدا کی ہوئی ہے اسی وجہ سے ان کی خدائی کے قائل ہو گئے ہو۔ پس سمجھو کر ایک اللہ ہی ہے جو بلا شرکتِ غیرے ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور ہر با وجود سب کے سب پر اس کا دباؤ ہے۔ تو چاہیے کہ اسی کو پکارو

دیکھو اوپر سے بارش بھی اللہ ہی برساتا ہے پھر نالے بہتے ہیں پھر اس پانی پر جھاگ اٹھتی ہے۔ اور جو سونا چاندی تم پگھلاتے ہو اس پر بھی جھاگ اٹھتی ہے پھر وہ جھاگ بے کار جاتی ہے اور نافع چیز باقی رہ جاتی ہے۔ اسی طرح سمجھو کہ جو وساوس شرکیہ تمہارے دلوں میں شیطان ڈالتا ہے وہ ناپائیدار ہیں اور ایک اللہ ہی حی و قیوم ہے پھر اس حی و قیوم کو چھوڑ کر دوسروں کی طرف دوڑنا سراسر بے وقوفی اور عناد ہے۔ یاد رکھو مشرک و موحد یکساں نہیں موحد جنت میں جائے گا اور مشرک دوزخ میں۔ اس لیے یہ دعویٰ ظاہر الثبوت مان لو اور حقیقی بنو۔

ذرا سی توجہ کرو مسئلہ ظاہر الثبوت ہے۔ تم اتنا خیال نہیں کرتے کہ رزق فراخ اور تنگ کرنے والا صرف اللہ ہے۔ مگر یہ مشرک دنیا کی اسی زندگی پر غرہ ہیں حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں یہ دنیا کی زندگی ہیچ ہے

تعجب کا مقام ہے کہ ہم بھی دعویٰ ظاہر الثبوت کا خفا دور کرنے کیلیے اس قدر تنبیہات پیش کر رہے ہیں مگر یہ مشرک بجائے ماننے کے معجزوں کا

مطالبہ کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہدایت کی مدار معجزات پر نہیں۔ بلکہ منیب کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔ منیب کو قیامت کے دن مبارک ہوگی۔ اے نبیؐ! ہم نے آپ کو معجزے دکھانے کیلئے نہیں بلکہ مسئلہ پہنچانے کے لیے بھیجا ہے کہ یہ بات سنا دو ہو ربی لا الٰہ الا ہو علیہ توکلت والیہ متاب اگر ان کو قرآن کی تاثیر سے پہاڑوں کا چلنا، زمین کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا دکھا دیں یا قرآن کی تصدیق مُردوں سے کرا دکھائیں پھر بھی ضدی لوگ نہ مانیں گے۔ کیونکہ معجزات سے کچھ نہیں بنتا جب تک اللہ کا امر نہ ہو۔ اور سب کچھ اللہ ہی کے قبضہ میں ہے اور مجبوری کا ایمان اللہ کو منظور بھی نہیں۔ الحاصل معجزات پر مدار نہیں، انابت پہ مدار ہے۔ اور آپؐ کا کام محض تبلیغ کرنا ہے، ایمان دینا آپ کا کام نہیں۔

یہ لوگ ذرا توجہ کریں اور نیک نیتی سے مسئلہ سمجھنے کا ارادہ کریں تو کوئی مشکل نہیں اتنا تو سوچیں کہ ایک وہ ذات ہے جس کو ہر چیز کا علم ہے اور ایک وہ ہے جس کو کچھ خبر نہیں۔ کیا یہ دونوں یکساں ہیں؟ تعجب کا مقام ہے کہ مشرکوں نے ایسی عالی ذات جامع الصفات الکاملہ کے لیے شریک بنا لیے ہیں۔ بھلا ان کے کوئی کمالات تو بیان کریں کہ انھوں نے بنایا کیا ہے؟ یا تم اللہ کو خبر دیتے ہو کسی کے شریک ہونے کی؟ یا محض ظنی اور وہمی بات ہے۔

ایسے مشرکوں کو دنیا و آخرت میں عذاب ہوگا جس سے کوئی بچا نہ سکے گا۔ اور شرک سے بچنے والا جنت میں جائے گا۔

ذرا سوچیں تو سہی یہ مسئلہ صرف میں نے نہیں اٹھایا تمام اگلے نبی اپنی اپنی امتوں کو یہی مسئلہ بتاتے رہے ہیں اور اس پر راضی تھے اگرچہ بعض ضدی منکر بھی رہے۔

جب عقلی نقلی تنبیہات سے ثابت ہو گیا کہ ہمہ کن وہمہ دان صرف اللہ ہے تو کہہ مجھے تو حکم ملا ہے کہ صرف اللہ کو پکاروں۔ شریک کسی کو نہ کروں۔ کیونکہ

مجھے اللہ نے کہا ہے کہ آپ کو یہ حکم عربی (قرآن) دیدیا ہے۔ پس ان کے لیے معجزات کا مطالبہ نہ کرو اور اس دعویٰ کو بیان کرنا نہ چھوڑو۔ معجزات اللہ کے قبضہ میں ہیں۔
کہتے ہیں اگر تو نبی ہوتا تو تیری اہل و اولاد نہ ہوتی۔ یہ غلط ہے پہلے نبی سب اہل و اولاد والے تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمارے ایمان کے لیے منہ مانگا معجزہ دکھا۔ یہ بھی غلط کہتے ہیں معجزے نبیوں کے اختیار میں نہیں ہوتے۔ پھر کہتے ہیں کہ جب ہم تیرا مسلہ حقہ نہیں مانتے تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ یہ ان کا کہنا بھی غلط ہے کیونکہ عذاب کا وقت مقرر ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ خواہ مخواہ جب ہم کو عذاب ہی ملنا ہے تو عذاب رک نہیں سکتا پھر ہمارے ماننے کا کیا فائدہ؟ یہ ان کی کم فہمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو مٹانا چاہے تو مٹا بھی سکتا ہے اور جو باقی رکھنا چاہے تو باقی بھی رکھ سکتا ہے اسی طرح اگر تم ایمان لے آئے تو عذاب ٹل بھی سکتا ہے۔

اب انہیں سمجھاتے رہو مانیں یا نہ مانیں نہ ماننے پر عذاب یا تو آپ کی زندگی ہی آجائے گا اور آپ دیکھ لو گے اور یا آپ کی وفات کے بعد۔ اور یہ کوئی ہم پہ مشکل نہیں۔ اتنا نہیں دیکھتے کہ زمین کے اطراف میں ہم کفر کی بیخ کنی، اور اسلام کی ترقی کرتے چلے آرہے ہیں۔ اسی طرح ہم عذاب بھی لے آئیں گے و اللہ یحکم لا معقب لحکمہ۔ الحاصل تمام کام اور عجائبات ارض و سماء کے وہی ایک اللہ کرتا ہے۔ وہی ہے جو دانا اور حاضر و ناظر ہے پس اسی کو پکارو نہ دعوۃ الحق

سورہ رعد میں بتایا کہ مسئلہ تو بدیہی ہے مگر ضدی نہیں مانتے۔ سورہ ابراہیم کی ابتداء میں بتایا کہ ان کے سامنے وقائع بیان کرو جیسے موسیٰ نے وقائع بیان کیے تھے شاید یہ لوگ ظلمات سے نکل کر نور کی طرف نکل آئیں۔ یہی ہے سورہ ابراہیم کا دعوٰے۔

سورۃ ابراھیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ حکم نامہ اخراج من الظلمات الی النور کے لیے رب کے حکم سے اترا
اور جو نور سے ظلمات کی طرف لے جاتے ہیں اور حق میں شبہے ڈالتے ہیں ان
کے لیے ذلیل ہو گی وہ بڑے کافر ہیں۔ ان کے مقابلے میں آپ اخراج من الظلمات
الی النور کریں جیسے انبیاء سابقین کو ان کی قومی زبان میں وحی بھیج کر حکم
دیا تھا کہ تم اخراج من الظلمات الی النور کرو۔ ان میں سے حضرت موسیٰ کو ہی
مثال کے طور سمجھ لو ان کو یہی حکم ہوا کہ اپنی قوم کو ظلمات سے نور کی طرف
نکال لاؤ اور ان ایام اللہ (مشہور اور قابل یادگار واقعات مثلاً طوفانِ
نوح و بادِ عاد و رجفۂ ثمود وغیرہ) یاد دلاؤ اور کہو الم یاتکم نبأ الذین . . .
اور کہو اے میری قوم تمام انبیاء نے یہی دعویٰ بیان کیا تھا مگر قوم نے نہ مانا
الٹا انبیاء کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ اللہ نے ان مکذبین کو ہلاک کیا۔
اب تم نے بھی اگر نہ مانا تو تم پر بھی عذاب آئے گا۔ اب آؤ۔ ڈرو۔ مسلمان ہو۔
اے میری قوم دنیا میں بھی وہ مکذبین ہلاک ہوئے اور آخرت میں بھی ان کی جگہ
جہنم ہو گی جس میں ان کو قسم قسم کے عذاب دیے جائیں گے اور ان کے نیک عمل
سب برباد ہو جائیں گے۔ پس آؤ۔ ڈرو۔ جہنم کے عذاب سے بچ جاؤ۔
اتنا نہیں سوچتے کہ اللہ ہی نے اظہارِ حق کے لیے ارض و سماء بنائے پھر کیوں
نہیں مانتے۔ اگر تم نے نہ مانا تو اللہ تم کو ہلاک کر کے اور نئی مخلوق تمہاری جگہ
پیدا کر دے گا۔ مان لو۔ یہ تمہارے معبود عذاب آخرت سے تم کو نہ بچا سکیں گے
اور یہ شیطان بھی صاف بیزار ہو جائے گا۔ لہذا ڈرو۔ مانو۔ شرک چھوڑ دو۔
دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے کلمۂ توحید کی مثال عمدہ درخت کے ساتھ دی ہے

جس کی جڑ بھی محکم ہے اور شاخیں بھی بلند۔ اور اپنے موسم میں پھل دیتا ہے۔ اسی طرح اس کلمہ طیبہ کے اثبات کے لیے ہمیشہ پیغمبر آئے انہوں نے ثابت کیا۔ اور اس کا بدلہ اللہ کے ہاں ہے جو اپنے وقت میں ان کو دے گا جنہوں نے کلمہ طیبہ قبول کر لیا

اور کلمہ شرکیہ کی مثال ردی درخت کی سی ہے جس کا اکھاڑنا آسان ہو بلکہ اکھڑا ہوا ہو اس کو کہیں قرار نہ ہو۔ اسی طرح اس کلمہ شرکیہ ردیہ کو ہر پیغمبر اپنے اپنے دور میں رد کرتا رہا اور مٹاتا رہا کہیں اس کو قرار نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ مومنین کو دنیا میں اس کلمہ طیبہ پر محکم رکھتا ہے اور آخرت میں ان کو جزائے خیر دے گا۔ پس آؤ اس کلمہ کو مان لو۔ آتا نہیں سمجھتے کہ مشرکوں کی جگہ جہنم ہو گی۔ شرک چھوڑ دو جہنم سے بچو۔ اور جہنم سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ صرف اللہ کی عبادت پر پختہ رہو اور اپنے ہم دینوں پر احسان کرو۔ صبر کرو اور اللہ واحد سے دعائیں مانگو جہنم سے بچ جاؤ گے دیکھو ارض و سماء کو پیدا بھی اسی یگانہ ذات اللہ نے کیا۔ رزق بھی وہی دیتا ہے۔ بے شمار انعامات اسی نے کیے اور قبولیت دعاء کے لائق بھی وہی ہے۔ پس اسی کو پکارو وادعوہ خاصۃً ولا تجعلوا للہ انداداً

ع

شرک اتنی بری بلا ہے کہ خلیل اللہ ابراہیم نے بھی اسی شرک سے بچنے کے لیے دعا مانگی تھی اور ہمیشہ اللہ ہی کو پکارتے آئے اور فرماتے تھے کہ محمد کن و مہر دان صرف اللہ ہے اور فرمایا انی ربی لسمیع الدعاء پس تمہیں بھی چاہیے کہ اللہ ہی کو پکارو شرک چھوڑ دو۔ قیامت کے دن مشرکوں کا برا حال ہو گا۔

اسی طرح اے نبی ان مشرکین کو ایام اللہ یاد دلا کر اور عذاب سے ڈرا کر عقیدہ [illegible] شرکیہ سے بچاؤ

یہ مشرک اتنے پلید ہیں کہ اتنے بڑے بڑے بکواس کرتے ہیں کہ ان بکواسوں کی وجہ سے پہاڑ بھی اکھڑ جائیں۔ ان کو تو ضرور عذاب دوں گا۔

یہ مشرک قیامت کے دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے اور ان کے کُرتے گندف (ایک بودار تیل) کے ہوں گے اور ان کے مُنہ کو آگ جلائے گی۔ ان کو اپنے شرک کی سزا ملے گی۔ پس آؤ، شرک چھوڑ دو

اب سورۂ ابراہیم میں وقائع بیان ہو چکے تو اب یہ بتایا جائے گا کہ اب سلسلہ مان لو ورنہ پچھتاؤ گے

سورۃ الحجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ آیات دعوٰی اور قرآن مبین کی ہیں۔ خیال کیجئے معمولی بات نہیں اب یہ مشرک لوگ کھا پی لیں نفع اٹھا لیں۔ خواہشات کی وجہ سے ایمان سے غافل ہو گئے ہیں۔ پس عذاب کے وقت جان لیں گے کہ ہائے ہم غلطی پر تھے اور پچھتائیں گے اور کہیں گے کاش ہم مسلمان ہوتے

تعجب کا مقام ہے کہ معاندین آپؐ کو مجنون کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر واقعی تو رسول ہوتا تو تیرے ساتھ فرشتے بآواز بلند کہتے کہ یہ برحق نبی ہے۔ یہ غلط کہتے ہیں ان کو سمجھ نہیں کہ فرشتوں کا آنا تو آخری درجہ ہوتا ہے۔ اور استہزاء و تکذیب تو جباریت کی وجہ سے ان کے دلوں میں ڈال دی گئی ہے تاکہ یہ ایمان نہ لا سکیں پھر اس کے بعد ان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔

مشرک کہتے ہیں کہ اگر تم ہمارا ایمان چاہتے ہو تو معجزہ دکھاؤ۔ سو یہ رفع الوقتی ہے۔ اگر تم کو معجزہ بھی دکھا دیں مثلاً آسمان کے دروازے کھول کر تم کو ان پر چڑھا دیں۔ پھر بھی تم نہ مانو گے تم اتنے ضدی ہو بلکہ تم کہو گے کہ ہماری نظر بندی کی

گئی ہے بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے۔

نالائق معجزے مانگتے ہیں دعویٰ کے دلائل میں غور کیوں نہیں کرتے۔

دیکھو نا آسمان میں ستاروں کے منازل بلا شرکت و تعاون غیرے صرف ہم نے بنائے۔ آسمان کو ستاروں سے مزین ہم نے کیا۔ شیاطین مرجومین سے آسمان کی حفاظت ہم کرتے ہیں۔ زمین ہم نے بچھائی۔ اس میں پہاڑ ہم نے جمائے۔ زمین میں ہر چیز ہم نے اگائی۔ ہر چیز کے رازق ہیں۔ ہر چیز قبضے میں ہمارے ہے۔ بارشیں ہم برساتے ہیں۔ مارتے جلاتے ہم ہیں۔ فنا خلق کے بعد ہم ہی ہوں گے۔ دعویٰ ماننے والوں کو ہم ہی جانتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو بھی۔ انس و جان کو بھی ہم ہی نے پیدا کیا۔ پس آؤ۔ ضد نہ کرو۔ دعویٰ مان لو۔ خبردار! شیطان کے پھندے میں نہ پھنسنا۔ اس کی اتباع نہ کرنا یہ تمہارا جدی پشتی دشمن ہے۔ شیطان کے متبعین جہنم میں جائیں گے۔ اور دعویٰ مان لینے والے جنت میں جائیں گے

دیکھو قوم لوط کو نافرمانی اور تکذیب دعویٰ کی وجہ سے ہلاک کیا گیا تھا۔

اصحاب الایکہ و اصحاب الحجر کو بھی تکذیب دعویٰ کی وجہ سے ہلاک کیا گیا تھا ان سب میں سے کسی کو بھی ان کے پیر فقیر نہ بچا سکے۔ تو آؤ میرا مسئلہ مان لو ورنہ پچھتاؤ گے اور کہو گے لو کانوا مسلمین۔

دیکھو ہم نے ارض و سما اظہار حق کے لیے بنایا تو تم اس حق کو کیوں نہیں قبول کرتے۔ قیامت بھی تو آنے والی ہے۔ چلو اسی سے ڈر کر ہی ایمان لے آؤ

اب بھی کافر ضد پر ڈٹ گئے تو تم اچھی طرح ان سے اعراض کرو۔ اور خود یہی بتاتے جاؤ کہ رب ہی ہے ہمہ کن اور ہمہ دان۔ اور آپ تسلی رکھیں آپ پر تو اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ پس تم معاندین کی عیش دیکھ کر دھوکا

دکھانا اور ان کے ایمان نہ لانے سے غم نہ کرنا۔ مومنوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور صاف کہدینا انی انا النذیر المبین۔ اور تسلی رکھو

جس طرح ہم نے مکہ کے رستوں میں تقسیم ہو کر بیٹھنے والے گمراہ کن لوگوں کو ہلاک کیا تھا، اسی طرح ہم تمام معاندین کو ہلاک کر دیں گے۔ اور اگر یہ کافر ضد پر آگئے تو مسئلہ صاف صاف بیان کر دے مشرکین کی پرواہ نہ کر ہم خود ان کو ہلاک کر دیں گے

اور جو مشرک آپ کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں اور سخت کلمات کہتے ہیں ان کو میں ہلاک کر دوں گا آپ دل تنگ نہ ہوں اپنا تبلیغی کام جاری رکھیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ہمہ دان اور ہر امر میں متصرف صرف اللہ ہے۔ تم سے شرک شیطان کرواتا ہے جو تمہارا جدی پشتی قدیمی دشمن ہے اس کی نہ ماننا۔ اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تمہیں فائدہ نہ دیں گے۔ قرآن جیسی نعمت میں نے تم کو دی ہے۔ دنیا جیسی حقیر چیز کا خیال نہ کرنا۔ مسئلہ توحید کو نہ چھوڑو۔ موت تک اسی پر عامل رہنا۔

مختصر خلاصہ آؤ۔ مان لو۔ شیطان کے تابع نہ بنو۔ ورنہ قوم لوط و ایکہ و حجر والوں کی طرح اور مقتسمین کی طرح ہلاک ہو جاؤ گے اور پچھتاؤ گے اور کہو گے لو کانوا مسلمین۔ اے نبی تنبیہ و تذکیر بایام اللہ کر کے تبلیغ کر دو

مختصر المختصر اگر اب بھی نہ مانو گے تو پچھتاؤ گے

سورۃ النحل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اب بھی تم نے دعوٰی توحید نہ مانا اور عذاب ہی مانگتے رہے تو لو اب عذاب آیا ہی آیا جلدی نہ کرو۔ لائق تو یہی تھا کہ اللہ کا شریک نہ بناتے۔ اللہ کی ہر پیغمبر پر یہی دعوٰی بھیجتا رہا۔ خدا کا خوف کرو۔ اللہ کا شریک نہ بناؤ اور دلائل توحید بغور سنو۔ کہ آسمان زمین اظہارِ حق کے لیے اللہ ہی نے بنائے۔ انسان کو اسی نے بنایا چوپائے اسی نے بنائے جیسیں بڑے فائدے ہیں۔ گھوڑے خچر گدھے سواری اور زینت کے لیے اسی نے بنائے اور بھی بہت کچھ بنایا۔ ان دلائل کو دیکھ کر توحید مذکور کو تسلیم کرنا پڑتا ہے یہی سیدھی راہ ہے اس کے سوا سب راہ ٹیڑھے ہیں۔ دلائل میں غور کرو معجزے نہ مانگو دیکھو بارشیں وہی برساتا ہے جو اگاتی ہیں کھیتیاں، زیتون، کھجور، انگور اور ہر قسم کے پھل اسی نے پیدا کیے۔ رات دن سورج چاند ستارے اسی نے کام میں لگائے۔ سمندر اسی نے تابع کیا جس میں سے مچھلی کھانے کو زیور پہننے کو نکالتے ہو۔ کشتی اس نے سفر کی پہاڑ دریا راستے اس نے بنائے۔ کیا خالق و مخلوق یکساں ہو سکتے ہیں۔ اس کی نعمتیں بے شمار سب کچھ کرنے والا وہ۔ اور تم جن کو اپنی حاجات میں پکارتے ہو وہ تو کچھ نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ سمیع علیم ہیں پس الٰھکم الٰہ واحد اسی کو پکارو ند نہ بناؤ

مگر مقامِ تعجب ہے کہ اگر معاندین کو کہا جائے کہ دیکھو خدا تم کو کیا کہہ رہا ہے تو کہتے ہیں چھوڑو جی! یہ اگلوں کی نقلیں ہیں۔ اچھا کہہ لو آخرت میں اس کہنے کا بوجھ اٹھاؤ گے۔ اور جس طرح پہلے معاندین کو عذاب دیا تھا اسی طرح ان کو بھی عذاب دیا جائے گا پھر قیامت کے دن تو اللہ ان کو رسوا کریگا اور کہیگا کہ اب

بلاؤ اپنے باپ داووں اور شریکوں کو جن کی حمایت میں تم ہمارے دعویٰ کے دلائل کو شن کر اساطیر الاولین کہا کرتے تھے۔

اور اب بھی جب دنیا میں مشرکوں کو فرشتے موت دیتے ہیں تو یہ مشرک ان کی طرف انقیاد کا پیغام ڈالیں گے یعنی کہیں گے ماکنا نعمل من سوء، تب فرشتے کہیں گے۔ نہیں! بلکہ اللہ کو معلوم ہیں تمہارے کرتوت چلو جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اور منیب متقین بہشت میں جائیں گے فرشتے ان کو سلام کرینگے

معاندین کے عناد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ عذاب کی انتظار میں ہیں۔

ان پہلے معاندین نے بھی اسی طرح کہا تھا۔ آخر ہلاک ہو گئے تھے

اور یہ معاندین اپنے مذہب کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا مذہب حق نہ ہوتا تو غیر اللہ کی عبادت اور تحریمات العباد کبھی ہم سے اللہ تعالیٰ ذکر واتا۔ اے رسول! یہ ان کا انوکھا اعتراض نہیں پہلے معاندین بھی ایسے ہی کہتے آئے ہیں آپ اپنی تبلیغ جاری رکھو۔ ہر امت میں اللہ نے رسول بھیجا اس نے یہی بتایا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ پھر ہمارا کہنا لوشاء اللہ ما اشرکنا...... کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پہلے مکذبین کو ہلاک کیا گیا ہے اور اگر اللہ راضی ہوتا تو ان کو کیوں ہلاک کرتا پس تمہارا لوشاء اللہ ما اشرکنا... کہنا غلط ہے!

اے نبی! ایسے لوگوں کے ایمان لانے کی امید میں نہ رہو کیونکہ ان پر ضلالت لگ چکی ہے اور ہدایت دینا آپ کا کام نہیں اور یہ لوگ اس قدر ضدی ہیں کہ ضد میں آ کر قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جائے اسے اللہ زندہ کر کے ہرگز نہ اٹھائے گا۔ بات یہ ہے کہ اول تو ان کا قسمیں کھانا ہی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ من یموت کو پھر سے زندہ کر کے ضرور اٹھائیگا تاکہ انہیں سمجھ آ جائے کہ واقعی ہم جھوٹے تھے دوسری بات یہ ہے کہ مخلوقات کو دوبارہ زندہ کرنا اللہ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

خلاصہ نحل

مشرک کہتے ہیں کہ تُو رسول نہیں کیونکہ تُو بندہ ہے۔ بات یہ ہے کہ پہلے رسول بھی سارے ہی بندے تھے۔ مولویوں سے پوچھ لو۔

تم ضد میں آکر دعویٰ نہیں مانتے، تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ اسی ضد کی وجہ سے نہ ماننے پر اللہ تعالیٰ تم کو دنیا ہی میں ہلاک کر دے۔ ضد نہ کرو۔ ٹھنڈے دل سے سوچو کہ تمام چیزوں کے سائے بھی اللہ تعالیٰ کے منقاد ہیں اور تمام چوپائے اور فرشتے بھی اسی کے منقاد ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے سوا کسی اور کو الٰہ نہ بناؤ انما ھو الٰہ احد۔ اور سنو ہر چیز میری ہے اور حکم بھی ہمیشہ میرا ہی چلتا ہے۔ پھر بھی تم دوسروں کو الٰہ بناتے ہو؟ تم کو سب کچھ میں نے دیا ہے اور پھر جب تم کو کوئی سختی پہنچتی ہے تو مجھے ہی بلاتے ہو تو پھر جب سختی دُور ہو جاتی ہے تو پھر اس کے شریک بنانے لگ جاتے ہو۔ ایسا تو تمہیں نہ کرنا چاہیے تھا اچھا نہیں مانتے تو عنقریب تمہیں اپنے آپ سمجھ آجائے گی

صرف یہی نہیں کہ مشرکین اپنی حاجات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں بلکہ غیروں کے نام کی نذر و نیاز بھی مانتے ہیں اور اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں فرشتوں کو۔ حالانکہ خود اپنے لیے بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی صفات تو بہت ہی بلند و بالا اور ارفع ہیں۔ ایسے نابکاروں کو خدا پکڑنا چاہتا تو اس کے قابو سے بھاگ تو نہ سکتے لیکن اجل معین تک دیر ہے

اور مقامِ تعجب ہے کہ کرتے تو ہیں یہ شرک مگر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم جنتی ہیں۔ نہیں! — بلکہ ان کے لیے آگ تیار ہے۔

یا رسول اللہ! ان مشرکین کا دلائل سننے کے بعد بھی شرک کرنے کی وجہ سے آپ مغموم نہ ہوں، تکذیب ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے۔ آپ کا کام صرف تبلیغ ہے اور یوں سمجھاؤ کہ اے مشرکو! دیکھو تو بارشیں برسا کر زمین کو آباد اللہ ہی کرتا

ہے اور گوبر اور خون سے خالص دودھ اللہ ہی پلاتا ہے۔ ہر قسم کے میوے بھی وہی دیتا ہے۔ شہد کی مکھی سے شہد بھی وہی نکالتا ہے۔ تمہیں بھی اسی نے بنایا ہے پھر موت بھی وہی کرتا ہے اور کسی کسی کو ارذل عمر تک بھی وہی پہنچاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ علیم و قدیر وہی ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ ایک شخص سردار ہو اور ایک غلام ہو۔ کیا وہ سردار اپنا رزق اپنے غلام کو دے کر اپنے برابر کر سکتا ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی پیارے بندے کو تمام علم دیا قدرۃ دے کر اپنے برابر نہیں بنا تا۔ پس اب تو شرک سے باز آجاؤ اور دیکھو تمہاری ہی جنس سے عورتیں ہیں اور تمہاری عورتوں سے بیٹے پوتے بنائے اور پاکیزہ رزق بھی تمہیں وہی دیتا ہے۔ کیا پھر بھی شرک کرتے ہو۔ اور جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کچھ بھی نہیں کر سکتے فلا تضربوا للہ الامثال یعنی اس کا برابر کسی کو نہ سمجھنا چاہیے نہ علم میں نہ تصرف میں ــــ سنو ایک ہو غلام جو کسی چیز پر قادر نہ ہو اور ایک ہو سردار جو ہر چیز پر قادر ہو کیا یہ دونوں یکساں ہیں؟ ہرگز نہیں! پس کہو الحمد للہ یعنی تصرف اور علم الکل صرف اللہ کے لیے ہے۔ اور سنو ایک ہو گونگا غلام جو کچھ بھی نہیں کر سکتا اینما یوجہہ لایات بخیر اور ایک ہو سردار جو امر بالعدل کرے اور وہ صراط مستقیم پر ہو کیا یہ دونوں یکساں ہیں؟ اسی طرح معبودانِ باطلہ نہ تو وہ کسی چیز پر قادر ہیں اور نہ وہ کسی چیز کا حکم کر سکتے ہیں کہ وہ ان کے حکم سے ہو جائے الحاصل للہ غیب السموات ..... یعنی ہمہ دان و ہمہ کن صرف اللہ ہے۔ پس تمہیں چاہیے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ

دیکھو تو جب ماں کے پیٹ میں سے اللہ ہی تمہیں نکالتا ہے جب تم کچھ نہ جانتے تھے پھر کان آنکھ دل بھی اللہ ہی دے کر تمہیں سمجھدار بناتا ہے

پھر دیکھو اللہ ہی ہے جو پرندوں کو فضاء آسمانی میں روکے رکھتا ہے اور سب کے علاوہ سب کام اللہ ہی نے کیے

اور دیکھو اللہ ہی نے تمہاری خاطر بیوت کو آرامگاہ بنایا اور چوپاؤں کے چمڑوں سے خیمے اسی نے بنائے اور چیزوں کے سائے اور پہاڑوں میں غاریں اور قمیصیں اور زرہیں وغیرہ سب اشیاء اسی نے بنائیں ہٰذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ۔ اگر اس قدر واضح بیانات کے بعد بھی یہ مشرک نہ مانیں تو اے نبی آپ کچھ غم نہ کریں کیونکہ آپ پر پہنچا دینا فرض ہے جو آپ ادا کر رہے ہیں۔ ان آیات سے مسئلہ توحید تو بخوبی سمجھ آجاتا ہے مگر معاندین ضدیں آکر عمداً انکار کرتے ہیں۔ اچھا قیامت میں ان کی خوب درگت بنے گی۔ اس دن یہ لوگ بہتیرے عذر پیش کریں گے لیکن ان کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے مزعومہ شرکاء قیامت کے دن ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو

توحید کے واضح دلائل سن کر اب تو شرک سے باز آجاؤ اور تمام احکام شرعیہ کو بجالاؤ۔ ورنہ اللہ کا عذاب آجائیگا۔

مومنو! تم مشرکوں کی طرح نہ کرنا۔ بلکہ رسول اللہ صلعم کے مبارک ہاتھ پر تم نے بیعت کر کے عہد کیا تھا کہ ہم کو جو کچھ اللہ تعالیٰ فرمائیگا ہم بجالائیں گے اب اس عہد پہ پختہ رہو۔ کفار کی مال و اولاد میں بہتات دیکھ کر عہد شکنی نہ کر بیٹھنا۔ کافروں میں مال و اولاد کی بہتات اللہ کی طرف سے آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو اجر تمہاری خاطر موجود ہے وہ بہت بہتر ہے۔ متاع دنیا تو قلیل اور فانی ہے ما عندکم ینفد...۔ جو مومن اپنے عہد پہ پختہ رہیگا مرد ہو یا عورت۔ اللہ تعالیٰ دین پہ اس کو استقامت بخشیگا۔

ہم نے جو آپ پہ قرآن اتارا ہے اسے پڑھتے وقت پہلے تعوذ من الشیطان ضرور کر

بتا کر دیتا کہ شیطان تمہارے دلوں میں شبہ نہ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو شیطان
کے شبہات سے محفوظ رکھیگا۔ لیکن جو اس کو اپنا دوست سمجھتے ہیں ان کو کسی
صورت میں بھی شیطان نہیں چھوڑتا اور نہ حق تعالیٰ اس کو ہدایت دیتا ہے اور وہ
اس شبہات سے متاثر ہو جاتے ہیں مثلاً ایک حکم کے بجائے اگر اور کوئی حکم آجائے تو
اس شیطان کے شبہ ڈالنے کی بنیاد پر مشرک کہتا ہے "انما انت مفتر" تو اس شبہ
کا جواب یوں دو کہ یہ کلام میں نے اپنے آپ سے گھڑ کر نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ
نے بذریعہ جبرائیلؑ کے میری طرف اتاری ہے۔ اسی طرح شیطان کے شبہات
سے متاثر ہو کر کافر کہتے ہیں کہ اللہ نے اس پر کتاب نہیں اتاری بلکہ اس کو
کوئی آدمی سکھا جاتا ہے۔ اتنا نہیں سوچتے کہ عجمی آدمی اس قدر بلند فصاحت
وبلاغت میں مع اپنی تمام خوبیوں کے نہیں لکھ سکتا جس سے سحبان جیسے عاجز
ہو جائیں۔ اور جس کے متعلق تم نسبت کرتے ہو وہ ہے بھی عجمی

یاد رکھو جو ہماری وحی پر اعتراض کرتے ہیں ان پر اللہ نے مہر جہالت لگا
دی ہے

جو شخص ایمان کے بعد کفر کرے یعنی عہد توڑے اس پر اللہ کا غضب ہوگا
پھر اوپر سے مہر جہالت لگ جاتی ہے پھر وہ کبھی ایمان نہیں لا سکتا۔ پھر
آخرت میں وہ بڑے خوار ہوں گے۔ ہاں جس کے دل میں تصدیق بالایمان
ہو اس سے جبراً کلمۂ کفر کا یعنی نقض عہد کرایا گیا تو وہ معاف ہے اس لیے
ضرور اپنے عہد پر پختہ رہنا۔

اگر تم نے ان دلائل کے ہوتے ہوئے شرک چھوڑ کر توحید کو نہ مانا تو عذاب
آجائیگا جیسے مکہ شریف میں دیکھ چکے ہو کہ ایک عظیم الشان قحط آیا تھا جس کا سبب
یہی مشرکین کی تکذیب تھی۔ اس لیے تم پر واجب ہے کہ شرک اعتقادی بھی

چھوڑ دو۔ اور شرک فعلی بھی چھوڑ دو۔ کیونکہ مشرک دوزخ سے بچ نہ سکیں گے
دنیا میں کچھ تھوڑا سا میری نعمتوں کو برت لیں۔ بعد میں عذاب الیم ہوگا
شرک فعلی کا مطلب یہ ہے کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال مت بناؤ اور
نذر غیر اللہ کی حرام سمجھو۔ البتہ یہود پر چند حلال چیزیں بطور سزا کے حرام ہوئی تھیں
اور جو شرک سے توبہ کرے گا اس سے وہ ابدی عذاب ٹل جائے گا۔

شرک نہ کرو نہ تمہارے جد امجد ابراہیمؑ نہ شرک اعتقادی کرتے تھے اور
اور نہ شرک فعلی۔ اس لیے تم کو بھی چاہیے کہ ابراہیمؑ کے تابع بنو اور ہر
قسم کے شرک سے اجتناب کرو۔

اگر تمہارے دل میں شبہ پیدا ہو کہ ابراہیمؑ تو سبت کی تعظیم کرتا تھا۔
اور تم جمعہ کو معظم سمجھتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ سبت کی تعظیم قوم معترضی
پہ فرض ہوئی تھی نہ کہ حضرت ابراہیمؑ پہ

بہرحال اپنے دعویٰ کو احسن دلائل کے ساتھ سمجھاتے رہو اور
اور ان کی برائی کو نرمی سے دور کرو اور ان کے بکواسوں پر صبر کرو۔ یہ
بہت اچھا ہے۔ پس اللہ تم کو غالب کرے گا

سورۂ نحل میں بتایا کہ انکار توحید کی وجہ سے مشرکین مکہ پر اللہ تعالیٰ
نے قحط کا عذاب ڈالا۔ بنی اسرائیل میں تمہیں ہے کہ دعویٰ ماننے کے لیے ایک
عظیم الشان معجزہ دکھایا جائیگا۔ پھر بھی مشرکین مکہ نے نہ مانا تو ہلاک کر
دیے جائیں گے جیسے بنی اسرائیل کو پہلے آگاہ کیا گیا تھا لیکن جب انہوں
نے دعویٰ توحید کا انکار کیا تو ان کو عذاب میں مبتلا کیا گیا اسی طرح فرعون
کو دعویٰ توحید منوانے کے لیے معجزات دکھلائے گئے تھے۔ پھر اس کو بھی
ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہلاک کیا گیا تھا۔

سورۃ بنی اسرائیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے میرے محبوب! فرما دیجیے کہ اللہ کو شریکوں معاونوں نائبوں وزیروں سفیروں شفعاء غالبہ سے پاک سمجھو جس نے اپنے بندہ توحید بیان کنندہ کو اثبات نبوت کے لیے ایسا بڑا معجزہ دکھایا کہ ایک رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرا دی پس اس معجزہ کو دیکھ کر اس دعویٰ توحید کو مان لو اور موسیٰ کو بھی یہی کہا تھا کہ لا تتخذوا من دونی وکیلا یعنی غائبانہ حاجات میں ایک اللہ کو پکارو۔ پس لوگو! دعویٰ مان لو۔

نوح بسبب شکور ہونے کے عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ تم بھی اس دعویٰ کو مان لو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے نا قدری میرے اس مسئلہ کی نہ کرو۔

دیکھو بنی اسرائیل کو ہم نے کہا تھا کہ تم دو بار یا کئی بار فساد برپا کرو گے جب ایک دفعہ برو گے تو تم پہ ایک بڑی سخت قوم مسلط کر دیں گے۔ پھر تمہارے ایمان لانے کی وجہ سے ہم تمہیں غالب کریں گے اور جب تم لوگ پھر پیغمبر کے نافرمان ہو جاؤ گے تو تم پر پھر بڑی سخت قوم مسلط کر دیں گے جو تم کو ذلیل وخوار کر دے گی یعنی تم کو قتل کرے گی اور آخرت میں تم کو جہنم میں داخل کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اسی طرح اے مشرکین مکہ! تمہاری نافرمانی کی وجہ سے ایک دفعہ قحط کا عذاب آیا اب تم کو یہ معجزہ دکھایا گیا۔ اب بھی اگر نافرمانی کی تو دنیا میں ہلاک کر کے آخرت میں جہنم میں داخل کر دیں گے

پھر سن لو قرآن کا دعویٰ بڑا محکم ہے جس نے مان لیا اس کے لیے اجر عظیم ہوگا اور جس نے نہ مانا اس لیے عذاب الیم ہوگا

احمق لوگ بجائے دعویٰ ماننے کے مذاق کرتے ہوئے خیر کی طرح شر مانگتے ہیں جیسے کہتے ہیں فامطر علینا حجارۃ ..... ان کا فرض تھا دعویٰ کی دلیل میں غور کرنا سنو اللہ ہی ہے جس نے رات دن بنائے ہل من خالق غیر اللہ فادعوہ خاصۃ وسجوہ سمجھا تا۔ جو یہ دعویٰ نہ مانیگا اس کا اپنا نقصان ہوگا۔ اور جو مان لے گا اس کا اپنا فائدہ ہوگا۔ سنۃ اللہ جاری ہے کہ مبلغین بھیج کر لوگوں کو حق بات پہنچائی جاتی ہے پھر مکذبین کو ہلاک کیا جاتا ہے اور ایسا نہیں کیا جاتا کہ معاندین کا رزق بند کر دے کیونکہ وما کان عطاء ربک محظورا قیامت میں بڑے بڑے درجات ملیں گے اور بڑی فضیلتیں انہیں حاصل کرنے کی کوشش کرو اور وہ درجات وفضائل اس وقت حاصل ہوں گے جب اللہ کے ساتھ اوروں کو الٰہ نہ بنا جائے اور احسان کیا جائے ظلم نہ کیا جائے یعنی قتل اولاد قتل نفس مع منہ زنا بڑا یا مال کھانا خصوصاً یتیم کا ناپ تول میں کمی بیشی بدگمانی کر کے کسی کا نقصان کرنا اترا کر چلنا۔ یہ سب احکام واجب الترک ہیں اور شرک ان سے بھی زیادہ بُرا اور واجب الترک ہے

... دلائل سے واضح بھی ہو چکا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں پھر فرشتوں کو بنات اللہ ... مانب مجھنیا کہ اللہ نے سب کچھ ان کے حوالے کر دیا ہے بہت بڑی نامعقول بات ہے جس سے اللہ کو بہت غصہ آتا ہے اور ہم نے تو ہر قسم کے دلائل سے یہ مسئلہ قرآن میں بیان کیا ہے لیکن یہ مشرک لوگ نفرت ہی کرتے ہیں۔ یہ ان کا حق تو نہ تھا۔ ان دلائل سے بڑی وضاحت سے پتہ لگ جاتا ہے کہ واقعی اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ نہیں۔ مگر مشرک نہیں مانتے اور اتنا نہیں سوچتے کہ اگر اور کوئی الٰہ ہوتا تو اللہ کے ساتھ اپنے پکارنے والوں کے حق میں جھگڑتا اور ان کے ہمیشہ کام ہوتے رہتے۔ اس طرح تو کوئی بھی نہیں ہے۔ معلوم ہوا

کہ الٰہ خاص اللہ ہے۔ دیکھو تو آسمان زمین اور تمام مخلوقات کا وجود وال ہے اس بات پر کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ لیکن تم ان کے حال سے بھی کچھ نہیں سمجھتے اور شرک کرتے ہو۔ اور ضدی کفار صرف عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ان پر مہر جباریت لگ چکی ہے فلا یستطیعون سبیلاً۔

پھر یہ ماندہ مشرک قیامت کا بھی انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارا دوبارہ اٹھنا بعید از عقل ہے۔ آپؐ ان سے کہیں کہ تمہیں ضرور اٹھایا جائیگا۔ پھر کہتے ہیں کہ کون ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا تم کہو اللہ ہی ہے جو تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا پھر کہیں گے کب اٹھائے گا؟ کہو وقت قریب ہے۔

اب تو تم کہتے ہو کب؟ لیکن قیامت میں اسرافیل کے ذریعے تمہیں اللہ بلائے گا تو فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جی کر اٹھ کھڑے ہوگے۔ اور کہوگے کہ ہمیں! جلدی آگئی؟

میرے مومن بندوں کو سمجھا دو کہ تبلیغ کے وقت نرمی اور خوش خلقی سے کام لیں کافروں کی گالیوں کا نرمی سے جواب دیں سخت کلامی مضر ہے اس سے آپس میں پھوٹ اور فساد پڑ جائیگا جو اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دینے میں رکاوٹ ہے۔ اور نرمی سے سمجھانے کا طریقہ یہ ہے کہ یوں سمجھاؤ کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو واقعی بڑے بڑے درجے دیتا ہے لیکن پکار سننا صرف اللہ کا کام ہے۔ کیونکہ ہمہ دان جو وہی اللہ ہے۔ دیکھو سب کچھ کرنے والا بھی اللہ ہے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت اسی نے دی۔ داؤدؑ کو زبور اسی نے دی پھر اس داؤد کو متصرف اور عالم الغیب سمجھ کر کیوں پکارتے ہو؟ نیز جب سب کچھ کرنے جاننے والا اللہ ہی ہے تو تم اپنے مزعومہ شفعا کو کیوں بلاتے ہو۔ وہ تو کسی چیز کے مالک نہیں۔ مالک ہونا تو رہا ایک طرف وہ تو خود ہی اللہ کو پکار پکار کر اپنا قرب الٰہی کی تلاش میں ہیں اور اللہ ہی سے مانگتے ہیں اور

اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

یہ مشرک ہمارے بیان پر غور نہیں کرتے معجزے مانگتے ہیں۔ لیکن ہم نہیں دیتے کیونکہ معجزات تخویف کے لیے آتے ہیں کہ جب معجزات دیکھ کر بھی نہ مانیگا اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اور ہم نے آپؐ کو مبلغ بنایا اور معجزہ اسراء کا تخویف کے لیے دیا۔ اور شجرہ ملعونہ کا ذکر بھی تخویف کے لیے کیا۔ پھر بھی یہ لوگ، سرکشی کرتے ہیں اور مانتے نہیں۔ ان کو بھی پہلوں کی طرح ہلاک کیا جائے گا۔ تو اب اتنا بڑا معجزہ دیکھ کر مان لو شیطان کے تابع نہ ہو۔ یہ تمہارا جدی پشتی دشمن ہے تم اسے دشمن ہی سمجھو اور اس کو ہم نے کہا تھا کہ میرے خاص بندوں پر تیرا کوئی بس نہ چلے گا۔ اسی لیے تم عباد اللہ بنو۔ پھر تم پر اس کا تسلط نہ ہوگا۔

دیکھو دریاؤں میں کشتیاں دبی چلاتا ہے۔ اللہ کی کونسی کونسی نشانیوں کا انکار کروگے۔ پھر تم ایسے ہو کہ کشتیوں میں مصیبت آتی ہے تب تو صرف اللہ کو پکارتے ہو اور جب اللہ نجات دے دیتا ہے تو تب خاص اللہ کی پکاریں بند نہیں رہتے۔ ارے تمہیں کچھ خطرہ نہیں؟ تمہاری اس خباثت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم کو اس دنیا میں بھی ہلاک کر سکتا ہے پھر تم اس خباثت سے باز کیوں نہیں آتے۔ او مشرکو! ذرا میرے انعامات کو تو دیکھو اور سوچو۔ پھر تم شرک سے باز کیوں نہیں آتے۔ اتنے دلائل کے بعد بھی جو شخص اس دعویٰ کو نہیں مانتا وہ قیامت میں جنت سے محروم رہیگا۔ بس آؤ۔ ڈرو۔ اور مان جاؤ۔ دعویٰ دلائل عقلیہ سے بھی ثابت ہوگیا اور اس دعویٰ کی سچائی کے لیے ایک بڑا معجزہ بھی دکھایا گیا۔ پھر بھی کفار کا یہ حال ہے کہ آپؐ کو اس دعویٰ کے خلاف کرانا چاہتے ہیں۔ شاید یہ کہتے ہوں گے کہ اللہ کا تصرف اور اللہ کا علم ہی بس

بیان کرتے رہو جو ایک متفق علیہ مسئلہ ہے اور ہمارے مذہب کی تردید نہ کرو۔
اور پھر ان کفار کا یہ حال ہے کہ میرے نبی کو مکہ سے نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ کان کھول کر سن لیں کہ اے نبی میرا وعدہ رہا کہ جب آپ یہاں سے نکل جاؤ گے تو ہم ان کو ہلاک کر دیں گے۔ یہ معاندین کو ہلاک کرنا اللہ کی سنت جاریہ ہے۔ اے نبی ص! یہ مکہ والے جو آپ کو مصائب پہنچاتے ہیں سو ان مصائب کے ازالہ کا علاج یہ ہے کہ آپ نمازیں پڑھ کر دعائیں مانگیں۔ یہ فعل دافع ہے مصائب کا۔ اور یہ کہیں کہ اسلام آگیا۔ کفر جاتا رہا کیونکہ کافر ان کو ہلاک کیا جائے گا۔ قرآن فی الواقع رحمت تو ضرور ہے مگر کفار کے لیے ان کے انکار کی وجہ سے زحمت بن گیا

یہ مشرک اس قدر ڈھیٹھ ہیں کہ اپنے معبودوں سے مایوس بھی ہو جاتے ہیں پھر بھی ان کی پکار نہیں چھوڑتے۔ اچھا! میں سب کو جان رہا ہوں

پھر یہ ضدی کہتے ہیں کہ ہمیں روح کی حقیقت بتا دو، ہم مان لیں گے آپ کہو لوگو! تم کو علم کم ہے تم اس چیز کو نہیں سمجھ سکتے۔ بس تمہارے لیے صرف معجزۂ قرآن کافی ہے جس میں ہم نے ہر قسم کے دلائل کے ساتھ توحید کو بیان فرمایا ہے اور یہ لوگ مسلسل انکار کیے جا رہے ہیں اور معجزے مانگتے ہیں اور پھر کہتے ہیں بھلا اللہ نے بشر کو رسول بنا بھیجا۔ اچھا اگر تم نہیں مانتے اور معجزات ہی مانگتے ہو اور بشر کا رسول ہونا تسلیم نہیں کرتے تو میں تمہیں جہنم میں داخل کر دوں گا۔ پھر سن لو سب کچھ کرنے والا اللہ ہے سب کچھ اسی کے قبضے میں ہے اور کسی کے قبضے میں کچھ نہیں۔ اور اگر اللہ کے خزانے کسی انسان کے ہاتھ میں ہوتے تو کسی کو کچھ نہ دیتا کیونکہ کان الانسان قتورا دل کا تھوڑا تو معلوم ہوا کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے عیسیٰ عزیر وغیرہ کے ہاتھ میں کچھ نہیں

پس اسی کو پکارو و سجدہ سجانا۔

یہ مشرک جو آپؐ کو مکہ سے نکالنے کی فکر میں ہیں انہیں علم نہیں کہ فرعون نے بھی موسیٰؑ کو اپنے شہر سے نکال دیا تھا۔ پھر فرعون اور اس کی قوم کو ہم نے ہلاک کر دیا تھا۔ اسی طرح جب آپؐ نکل جاؤ گے تو ہم ان کو بھی ہلاک کر دینگے نیز دعوٰی بالدلائل بیان ہو ضدی لوگوں نے معجزہ مانگا۔ معجزہ دیا گیا پھر بھی نہیں مانتے تو فرعون کی طرح اسی دنیا میں ان کو بھی عذاب دیا جائیگا۔

اور قرآن کو جس طرح اتارنا تھا اسی طرح ہم نے اتارا۔ اور اس کا دعوٰی بھی ایسا ہے جو بالکل سچ اور برحق ہے۔ آپؐ فقط مبلغ ہیں۔ الٰہ نہیں ہیں۔ اور قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے اتارا ہے تاکہ لوگ سمجھ کر مان لیں۔ آپ کہہ دو۔ او معاندین! تم مانو یا نہ مانو۔ مسلمان تو اس کو مانتے ہیں اور اس کو سن کر خشیہ طاری ہوتا ہے اور روتے ہیں۔ آپ یہی دعوٰی بیان کرتے رہو اور یہی دعوت دیتے جاؤ کہ ایک ذات اللہ کو پکارو خواہ اس کے ناموں میں سے کسی نام سے پکارو کیونکہ اس کے سارے ہی اچھے اچھے نام ہیں اور وہی ہمہ دان اور ہمہ کن ہے نہ اس کا کوئی نائب ہے نہ شریک نہ وہ کسی کا محتاج۔ اللہ کے برابر کسی کو نہ سمجھو۔

ساری سورہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ کو شرکاء وغیرہ سے پاک کہو وہی سمیع و بصیر ہے موسیٰؑ کو بھی یہی دعوٰی دیا گیا تھا۔ لیل و نہار وغیرہ کل اشیا اسی نے بنائیں۔ اگر کوئی اور الٰہ ہوتا تو صاحب عرش پر غالب آنے کی سبیل نکالتا۔ ہمہ دان بھی اسی کو کہتے ہیں اگر کسی بندے کے پاس خزانے ہوتے تو وہ کسی کو کچھ بھی نہ دیتا پس جب سب کچھ کرنے جاننے والا صرف اللہ ہے تو ادعوہ خاصۃً۔

مختصر یہ کہ اب ہم تمہیں مسئلہ توحید منوانے کے لیے ایک بڑا معجزہ معراج النبی م

دکھاتے ہیں۔ اب بھی نہ مانو گے تو قحط کی بجائے تمہیں فرعون وغیرہ کی طرح ہلاک کر دیا جائیگا۔

اب اگر کہو کہ ہم مسلمان ہو جائیں گے، مگر کچھ شبہات ہیں ان کا جواب مل جانا چاہیے۔ منجملہ ان شبہات کے ایک شبہ اصحاب کہف کے بارے ہے اور وہ یہ ہے کہ اصحاب کہف جو اسیر زادے تھے ۳۰۹ سال غار میں صحیح سالم رہے ان کو دھوپ بھی نہ لگی ان کے نام کی نذر و نیاز مشکوٰۃ حاجات روٹیاں ان کے نام کی اور ایک روٹی ان کے کتے کے نام کی یہ لوگ دیتے ہیں اور ان کا کام ہو جاتا ہے ان کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی طاقت سے سنتے ہیں، اور وہ ہمارے کارساز بھی ہیں۔

اور بعض معاملات میں جنات کو پکارا جاتا ہے اور ان کا کام بھی ہو جاتا ہے معلوم ہوا جنات بھی غیب دان اور متصرف فی الامور ہیں۔ اور جو لوگ جنات کی پکار کو برا سمجھتے ہیں وہ اولیاء کرام کی قبروں پر جا کر ان کے درختوں کی ٹہنیاں وغیرہ نہیں کاٹتے اس خیال سے کہ یہ بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور کئی آدمیوں کو نقصان پہنچ بھی جاتا ہے۔ تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ متصرف اور غیب دان ہیں۔

اور موسیٰ ؑ اگرچہ غیب دان نہ تھے مگر حضرت خضر کے متعلق تو یقیناً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب دان تھے کیونکہ وہ موسیٰ ؑ کو امور غائب کے بارے خبر دیتے رہے

اور اسی طرح ذوالقرنین کے بارے کہا گیا مکنا لہ فی الارض واتینٰہ من کل شئ سببا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو طاقت دی

گئی تھی اور ہر شے کے اسباب ان کو دیے گئے تھے۔ اس سے بھی معلوم ہوا
کہ ذی القرنین اللہ کی دی ہوئی طاقت سے متصرف تھے تو ان کا جواب

سورۃ الکہف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں دیا

ہر شے اللہ کے حوالے ہے لہٰذا حمد بھی اسی کی کرنی چاہیے سب کچھ وہی کرتا ہے
جانتا ہے کیونکہ اپنے بندہ توحید بیان کنندہ پر محکم اور پر از حکمت کتاب اتاری
تاکہ وہ بندہ اُن کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنے پیاروں کے بہت کچھ
سپرد کر رکھا ہے حالانکہ یہ نہایت جھوٹ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر شے اللہ
کے حوالے ہے اسی دعوے کے اثبات کے لیے اللہ نے اپنے بندے پر کتاب بھیج
دیا اصحاب کہف کے بارے شبہ تو ان سے جو امور خرق عادت کے
طور پر صرزد ہوئے ہیں کہ وہ ایسی جگہ پر تھے جہاں دھوپ جاسکتی تھی لیکن
وہ دھوپ سے محفوظ رہے یا غار میں ۳۰۹ سال سوئے رہے اس سے بعض
احمقوں نے سمجھ لیا کہ شاید اللہ نے ان کو تسلط دے دیا تھا اور وہ متصرف
تھے تو یہ ان کا سمجھنا غلط ہے کیونکہ دھوپ نہ لگنا ہمارے قبضہ میں تھا ان کو
اس بات پر نہ ہم نے تسلط دیا اور نہ ہم نے ان کو مالکی دی کیونکہ غار میں خود
انھوں نے ہم کو پکار کر کہا ربنا آتنا من لدنک رحمۃ...... اگر ان کو تسلط و
تصرف ہوتا تو بھی کاہے کو پکارتے۔ پھر ان کو چند سال ان کے کانوں پر تھپکی
دے کر ہم نے سلایا تھا پھر ۳۰۹ سال کے بعد ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ پتہ لگے
کہ غار میں ٹھہرنے کی مدت کس گروہ کو خوب یاد ہے ای الحزبین احصی...
پھر لگے ایک دوسرے سے پوچھنے کہ ہم کتنی مدت ٹھہرے ہیں آخر اسی بات
پر آئے کہ ربکم اعلم بما لبثتم یعنی مدت کا انہیں کچھ علم نہ تھا جب ان کو اپنے

حالات کی خبر نہیں تو پکارنے والوں کے حالات کی خبر ان کو کس طرح ہو سکتی ہے اور جب خبر نہیں تو اُن پکارنے والوں کو دے کیا سکتے ہیں۔

وہ تو خود اسی مسئلہ توحید کے بیان کرنے کی وجہ سے قوم کو مسلک کا انکاری سمجھ کر انہیں چھوڑا اور بھاگ گئے اور وہ خود یہ وعظ کرتے رہے کہ غیر اللہ کو مت پکارو اور غیر اللہ کی نذر و نیاز مت دو

میرا اس قصہ کے بیان کرنے میں دو فائدے مد نظر ہیں ایک یہ کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے اسی لیے اگر کوئی کام کرو تو ان شاء اللہ کہا کرو دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب بھول جاؤ تو اللہ کو یاد کر لیا کرو اور یوں کہا کرو کہ اللہ بہت اچھا کرے گا جس کام سے میں بھول گیا ہوں

ہاں تو جب اصحاب کہف کو اپنے سونے کی مدت معلوم نہیں تو کون ہاں کہ اللہ ہی ہے جو دانا و بینا ہے سب کی سنتا سب کو دیکھتا سب کچھ کرنے والا۔

آپ اسی وحی پر خود بھی قائم رہو اور اسی مسئلہ کی تبلیغ کرتے رہو یہ بڑا مسئلہ ہے۔ اگر اس مسئلہ کی تبلیغ نہ کی تو آپ کو بھی عذاب سے کوئی نہ بچا سکے گا۔ اور موحدین کے ساتھ رہو۔ اور کافروں دنیا داروں کی طرف التفات نہ کرو۔ اور ان کو دو باغوں والوں کا حال سنا دو کہ مشرک دنیا دار دنیا پر مغرور ہو کر حق بات سے اعراض کیا تباہ ہوا۔ دنیا تو متاع قلیل اور فانی ہے۔ صرف حیاۃ دنیا کی رونق ہے۔ اور ایسا شخص آخرت میں پکڑا جائیگا۔ دنیا پر مغرور ہونے والے مشرک کے انجام سے معلوم ہوا کہ کارسازی صرف اللہ ہی کی صفت ہے۔ اور جس طرح ابتداءً ہم نے پیدا کیا اسی طرح ہم دوبارہ پیدا کریں گے

خبردار! جنات اور ابلیس کے پھندے میں نہ آنا ابلیس تمہارا جدی دشمن ہے تم اس کو اور اس کی اولاد کو اپنا کارساز کیوں بناتے ہو؟ میں نے تو اُن کو کارساز

اور مالک و متصرف نہیں بنایا۔ اور بروز قیامت اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو یہ فرمائے گا کہ اب بلاؤ اپنے آباؤ و اجداد و مزعومہ شرکاء کو کہ تم کو اس عذاب سے چھڑائیں۔ وہ نہ چھڑا سکیں گے۔

تعجب کا مقام ہے کہ قرآن میں ہم نے بار بار عجیب عجیب دلائل کے ساتھ دعوئی کو ثابت کیا ہے پھر بھی نہیں مانتے اور جدال بالباطل کرتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے عناد کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی ہے ــــ اچھا! ــــ جدال کر لیں۔ ہم اپنے وقت مقررہ میں انہیں ہلاک کر دیں گے

اب جو خضر و موسیٰ کے بارے جو شبہ ہے کہ انبیاء کے خوارق عادت دیکھ کر احمق یہ سمجھ بیٹھے کہ اللہ نے ان کو تسلط اور مالکی دی ہے سو یہ ان کی نادانی ہے۔

دیکھو موسیٰ ؑ باوجود میرے پسندیدہ بندہ ہونے کے اور باوجود اس کے کہ ان کو احکام نبوت مل چکے تھے خضر کے کاموں کی حقیقت نہ دیکھ سکے اور خضر ؑ نے بھی ان کاموں کی حقیقت بتا کر فرمایا ما فعلتہ عن امری یعنی ان کاموں کے اختیارات مجھے بھی نہیں دیئے گئے پس جب خود متصرف نہ ہوئے تو پھر دوسروں کو کیا دے سکتے ہیں؟

اب رہا ذوالقرنین تو اس کو بھی اللہ نے مالک و متصرف نہیں بنایا۔ کیونکہ ذوالقرنین کو باوجودیکہ بڑے بڑے کمالات دیئے تھے پھر بھی اللہ کے تمام ملک کا حاوی نہ ہو سکا مغرب کی طرف گیا تو دلدل کا مقابلہ نہ کر سکا۔ عاجز ہو کر پیچھے لوٹا۔ پھر مشرق کی طرف گیا تو دھوپ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ عاجز ہو کر لوٹا۔ پھر ایک قوم یاجوج ماجوج کا مقابلہ نہ کر سکا آخر دیوار بنانی پڑی۔ غرضیکہ خوارق عادت سے یہ شبہ کرنا نہ چاہیے کہ اللہ نے ان کو مالک متصرف بنا دیا ہے۔

اب تو مشرکین ہماری توحید سے اعراض کر کے غیر اللہ کو غیب دان و متصرف

سمجھتے ہیں۔ قیامت کے دن ہم ان سب کو جہنم میں ڈالیں گے

الحاصل احمق لوگ میرے بندوں کو متصرف سمجھتے ہیں حالانکہ سب کچھ کرنے والا میں آپ ہوں۔ مشرک بلا حساب جہنم میں جائیں گے اور موحد جنت میں۔

دیکھو دان صرف اللہ ہے۔ اللہ کا اتنا وسیع علم ہے کہ اگر سمندر کو سیاہی بنایا جائے اور کئی سمندر سیاہی کے بنائے جائیں اور اللہ کے معلومات لکھے جائیں تو کبھی ختم نہ ہوں گے

جب حضرت محمدؐ کو قصص ماضیہ کا علم دیا گیا تو شاید اس سے بھی کوئی شبہ کرے کہ محمدؐ کو تمام علوم دیے گئے تو اے نبیؐ ان کے سامنے صاف اعلان فرما دو میں پیغمبر ہوں تمہارے جیسا ہی آدمی ہوں مجھے ہر چیز کا علم نہیں دیا ہاں دعوٰی توحید مع متعلقات کے میری طرف وحی کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جسے اللہ کی ملاقات کا یقین ہے اسے چاہیے کہ عمل صالح کرے لیکن شرک سے ضرور بچے یعنی غائبانہ حاجات میں خاص اللہ کو پکارو کسی بندے مصطفٰے کو اپنی حاجات میں نہ پکارے۔ یہ چند قصے بطور مثال کے بیان کیے گئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ تمام مصطفٰے بندوں کو ان پر قیاس لو اور کسی کو بھی اپنی حاجات میں مت پکارو۔

خلاصہ کہف کا: تمام عجائبات اور کارخانے اللہ کے جانے ہوئے ہیں ایسا ہی سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ دیکھو اصحاب کہف جن کو لوگ پوجتے تھے ان کو اپنے ٹھہرنے کی مدت کا بھی اندازہ معلوم نہ تھا اصحاب جنتین میں سے منکر توحید کو کس طرح گرفت الٰہی ہوئی۔ شیطان کو مردود کر دیا اور موسٰیؑ بھی احاطہ علم نہ کر سکے۔ ذوالقرنین مشرق مغرب میں پھر گئے مگر علم الٰہی کا احاطہ نہ کر سکے

تو اللہ کے سوا کون معبود ہو سکتا ہے ہل من خالق غیر اللہ

مختصر جب یہ مسئلہ ہر طرح سے واضح ہو گیا اور شبہات بھی زائل کر دیے گئے کہ غیب دان اور حاضر و ناظر اللہ کے سوا نہ اصحاب کہف ہیں اور کوئی اور۔ پس اللہ کے حکم میں کسی اور کو شریک مت کرو۔

سورۂ کہف میں چار شبہے دور کیے اب باقی شبے

سورۂ مریم

میں دور کیے جائیں گے بسم اللہ الرحمن الرحیم

شبہ ۱ زکریاؑ کو آخر عمر میں فرزند ملا۔ اس خرق عادت کو دیکھ کر احمق سمجھے کہ اللہ اپنے پیاروں کو تسلط اور مالکی دیدیتا ہے وہ جس طرح چاہتے ہیں کر سکتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ زکریاؑ کو آخر عمر میں فرزند مل جانے سے عباد مصطفون کو مالک و متصرف ہونے کا اعتقاد رکھ لینا غلط ہے۔ کیونکہ زکریاؑ نے تو مجھ کو پکارا تھا رب ہب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء۔ پھر میں نے اپنے بندے زکریاؑ پر رحمت کی کہ آخر عمر میں ان کو یحییٰ فرزند عطا فرمایا

شبہ ۲ مریم کو بغیر شوہر کے فرزند ملا اس خارق عادت امر کو دیکھ کر احمق سمجھے کہ عباد مصطفون کو اللہ تعالیٰ تسلط اور مالکی دیدیتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ مریم کو بغیر شوہر کے فرزند مل جانا ان کو تسلط و تصرف کی صفت مل جانے کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ ان کے پاس فرشتہ آیا تو وہ اس کو بھی نہ پہچان سکیں اور فرشتے سے کہنے لگیں انی اعوذ بالرحمٰن منک .... اگر متصرف ہوتیں تو مجھ سے پناہ کیوں مانگتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس بے شوہر کے فرزند ملنے میں مریم کا کمال نہ تھا۔ بلکہ یہ ہمارا کمال تھا کہ ہم نے ان کو بغیر شوہر کے بھی فرزند دے دیا اس لیے کہ لوگ سمجھیں کہ اللہ بن باپ بھی بشر کے دے سکتا ہے

شبہ ۳: بعض حمقاء نے بن باپ کے علی سبیل خرق عادت عیسیٰ کا تولد دیکھ کر عیسیٰ کو متصرف سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو سب کچھ دے دیا ہے

جواب یہ ہے کہ عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا ان کے متصرف ہونے کی دلیل نہیں کیونکہ عیسیٰ نے تو خود فرمایا تھا انی عبد اللہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ نے نبی بنایا نیز انہوں نے خود کہا تھا ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم یعنی میرا اور تمہارا متصرف خاص اللہ ہے اسی سے اپنی تمام حاجات مانگو ہذا صراط مستقیم اگر عیسیٰ مالک و متصرف ہوتے تو وہ خود اس طرح کیوں کہتے۔ ہاں ان کے بعد ان کو لوگوں نے متصرف سمجھ لیا

آج تو مشرک لوگ عباد مصطفین کے خوارق عادۃ دیکھ کر ان کو پکارتے ہیں، اور دفع شبہات کے بعد بھی ان کی پکار نہیں چھوڑتے لیکن بروز قیامت ان کے لیے عذاب ہوگا اور بڑے سمیع و بصیر ہو جائیں گے۔ اور اب دنیا میں دلائل عقلیہ و نقلیہ کی پرواہ نہیں کرتے کیونکہ وہ غفلت میں پڑے ہیں۔ اگر غفلت میں نہیں تو پھر ضدی ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ ہم خطۂ زمین کے مالک ہیں۔ مگر ان کا یہ زعم باطل ہے کیونکہ انا نحن نرث الارض کہ آخر کار زمین کے تو ہم وارث ہیں۔ ان کو اس دن سے ڈرا۔ آج تو غفلت میں پڑ کر مانتے نہیں بعد کو ہم ہی ہر چیز کے مالک ہوں گے اور یہ سب فنا ہو جائیں گے والینا یرجعون پس ان کو چاہیے کہ ڈریں اور عناد نہ کریں۔

شبہ ۴: جد انبیاء ابراہیمؑ کو بھی مالک و متصرف سمجھتے ہیں جواب یہ ہے کہ انہوں نے خود اپنے باپ کو یہی سمجھایا تھا کہ غیر اللہ کو مالک و متصرف سمجھ کر مت پکارو صرف اللہ ہی نافع و ضار ہے پھر اس دعویٰ کے اظہار کی وجہ سے ان کو گھر سے نکالا گیا۔ اگر خود ابراہیمؑ مالک و متصرف ہوتے تو وہ یہ مسئلہ کیوں کر بیان

کرتے اور ان کو گھر سے کیوں نکالا جاتا

موسیٰ ہارون اسماعیل ادریس وغیرہ سب کے سب میرے برگزیدہ بندے تھے اس میں شک نہیں اور ان خوارق عادت چیزیں بھی دی گئیں مگر وہ متصرف و کارساز نہ تھے کیونکہ ان کا حال تو یہ تھا اذا تتلی علیہم .... جب ان کے سامنے رحمٰن کی آیات پڑھی جاتیں تو یہ لوگ روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے ہیں یعنی یہ تمام میرے آگے عاجزی کرنے والے تھے اور خاص مجھے ہی پکارتے تھے

اب اگر کوئی کہے کہ یہ شرک کارسازی کا کہاں سے آگیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ عباد مصطفوں کو پکارنے کا سبب یہ ہے کہ ان بزرگوں کے بعد ان کے جانشین گندے اور برے ہوگئے تھے انہوں نے اللہ کی پکار کو ضائع کر دیا اپنی خواہشات پر نذر و نیاز کے لیے۔ اور ہمیشہ یہی طریقہ چلا جائیگا۔

شبہ ہ ملائکہ کو متصرف سمجھ کر پکارتے ہیں کام ہو جاتا ہے جواب یہ ہے کہ ملائکہ بھی پکارنے کے لائق نہیں کیونکہ وہ خود کہتے ہیں کہ بغیر امر رب کے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہر چیز اللہ کے قبضے میں ہے اور ہمہ دان بھی وہی ہے وہی ہے رب السمٰوت والارض پس اسی کو پکارو اور اسی کی پکار پر پختہ رہو کوئی اس جیسا نہیں اور ان کے حوالے بھی کچھ نہیں

اور مقام تعجب ہے کہ مشرک ایک تو یہ مسئلہ نہیں مانتے دوسرے پھر سے اٹھنے کے بھی منکر ہیں۔ اچھا! اب نہیں مانتے اور قسم قسم کے بکواس بکتے ہیں۔ قیامت کے دن ان سب کو جہنم میں ڈالیں گے

پھر مقام تعجب ہے کہ آیات سن کر یہ بکواس بکتے ہیں کہ بتاؤ بھلا ہم بہتر ہیں یا تم حق پر ہو۔ کس کی مجلس میں رونق ہوتی ہے

جو لوگ دلائل کے بعد بھی ضد کرتے ہیں اور مانتے نہیں ان کے حق میں کہو کہ خدا کرے تم کو ہمیشہ گمراہی میں رکھے اور جب عذاب دیکھیں گے تو جان لیں گے کہ واقعی ہم جھوٹے تھے۔ اور متبعین کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تو استقامت بخشیگا اور آخرت میں ان کو اجر دیگا

پھر مشرکین اللہ کے سوا دوسروں کو اس لیے الٰہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے شفیع ہوں گے سو اُن کا یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ جن معبودوں پر انہوں نے امید لگا رکھی ہے وہ ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کو شفاعت کا کوئی حق نہ ہوگا ہاں مومنوں کے حق میں اللہ اجازت دے گا تب شفاعت کریں گے

احمق لوگ اللہ کا نائب بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے بہت کچھ ان کے حوالے کر دیا ہے یہ بہت بڑی نامعقول بات کہتے ہیں اس بُری بات کی وجہ سے اللہ کو اتنا غصہ آتا ہے کہ قریب ہے کہ زمین آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ اللہ کے لیے نائب ہونا ہرگز مناسب نہیں بلکہ قیامت کے دن سب لوگ دربار ایزدی میں عبد ہو کر حاضر ہوں گے۔ پس ان کا شفیع غالب اور نائب سمجھنا سراسر غلطی ہے

خلاصہ سورہ مریم کا یہ ہوا کہ زکریا مریم عیسیٰ ابراہیم موسیٰ ہارون اسمٰعیل ادریس وغیرہ نبی ولی سب خدا سے حاجات مانگتے تھے پھر وہ مالک و متصرف کیسے ہو سکتے تھے اور کس طرح شفیع غالب ہو سکتے ہیں۔ ہر چیز تو اللہ کے قبضہ میں ہے کسی کے حوالے کچھ نہیں کیا۔ یہ سب منعم علیہم تھے اور اللہ ہی کو پکارتے تھے۔ ابتدائے خلق سے یہی دین صحیح تھا بعد میں لوگوں نے خراب کیا۔

مختصر خلاصہ: سب انبیاء اللہ کی دربار میں حاضری کر رہے ہیں اور رو رہے

ہیں۔ پھر وہ حاجت روا کس طرح ہو سکتے ہیں

کہف و مریم میں مسئلہ توحید پر کیے جانے والے شبہات کو دور کیا گیا

سورۃ طٰہٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں بتایا کہ اب مسئلہ توحید کا بہادر ہو کر پہنچاؤ اور مصائب مردوں کی طرح برداشت کرو جیسے موسیٰ نے برداشت کیے

آپ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں بلکہ اس شخص کی نصیحت کے لئے اتارا جو اللہ کا خوف رکھتا ہو یعنی منیب ہو۔ اور اگر قدرے تنگی آ بھی جائے تو ضرور برداشت کرنا چاہیے کیونکہ یہ بڑے بادشاہ کا حکم ہے کہ تخت شاہی پر وہ آپ ہی قائم ہے سب کچھ اپنے قبضے میں رکھ رکھا ہے کسی کے حوالے کچھ نہیں کیا وہی ہمہ دان ہے فائدہ خاصۃ کیونکہ لائق پکارنے کے اسے کے نام ہیں یعنی اس کے ناموں سے یہی بات نکلتی ہے کہ اسی کو پکارو دیکھو کہ سمیع علیم قدیر وغیرہ نام سب اسی پر دال ہیں کہ سب کچھ کرنے جاننے والا وہی ہے اور کوئی نہیں ہے۔

اب یہ دعویٰ مرد ہو کر پہنچاؤ۔ قرآن مصائب دینے کے لیے نہیں بھیجا بلکہ نصیحت کے لیے بھیجا ہے اور بڑے بادشاہ کا حکم نامہ ہے اگر تکلیف آ بھی گئی تو کیا ہوا۔ دیکھو موسیٰ نے اس دعویٰ کے پیچھے کتنے مصائب جھیلے

ان تکالیف سہتے ہوئے بھی یہی فرمایا انما الٰہکم اللہ الذی لا الٰہ الا ہو وسع کل شیء علماً پہلے فرعون کے ساتھ مقابلہ کیا پھر اپنی قوم کے ساتھ مقابلہ کیا غرضیکہ مسئلہ توحید کے پیچھے بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں پس آپ بھی موسیٰ کی طرح بہادر بنو اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جو مصائب آئیں برداشت کرو۔ اور موسیٰ کی طرح باقی

۹۹

انبیاء کے حالات بھی سنائے گئے ہیں انہوں نے بھی اس دعوٰی کی وجہ سے بڑے بڑے مصائب برداشت کیے اور دعوٰی کو مرد ہو کر پہنچایا پس آپ بھی ان کی طرح بہادر بنو اور اس دعوٰی کو مرد ہو کر پہنچاؤ۔

اور کہو کہ قیامت میں مشرک اپنے شرک کا وبال اٹھائیں گے اور ایک دوسرے کو آہستہ سے کہیں گے تم تو صرف دس دن ٹھیرے تھے اور ان میں سے جو دنیا میں بڑا عقاوہ کہیگا تم صرف ایک ہی دن ٹھیرے تھے۔

مقصود اس ترتیب سے یہ ہے کہ مشرکوں کو ڈرا کر اپنا دعوٰی سمجھاؤ۔

مشرکوں کو دیکھو کہ جب قیامت کا ذکر ان کو سنایا جاتا ہے تو پوچھتے ہیں کہ یہ بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے جواب دو کہ اللہ ان کو اڑا دیگا اور زمین کو چٹیل میدان بنا دے گا۔ جواب تو سُن لیا۔ نرا سوال و جواب کر کے معلومات میں اضافہ کرنا مقصود نہیں۔ اصل مقصد یہ سمجھانا ہے کہ اس دن لوگ ایک داعی کے تابع ہوں گے اور اللہ کے خوف سے آوازیں پست ہوں گی اور اس دن شفاعت کچھ نافع نہ ہو گی اور نہ کوئی اس اللہ سے اذن ملے بغیر شفاعت کر سکیگا یعنی جن کی شفاعت کرنے کو اللہ پسند کریگا اور وہ ہیں انبیاء، اولیاء، شہداء، صالحین۔ اور شفاعت بھی صرف ان کے حق میں کریں گے جو لائق شفاعت کے ہوں گے یعنی جو مومن ہوں گے الا من شہد بالحق وہم یعلمون۔ لا یشفعون الا لمن ارتضٰی۔ یعنی مومن گنہگار کے لیے جن کو اللہ تعالٰی معاف نہ کرے گا بلکہ سزا کا مرتکب بنا دیگا ان کے لیے اللہ کے اذن دینے کے بعد انبیاء و صالحین شفاعت کریں گے۔ اور کافر کے حق میں کوئی بھی شفاعت نہ کرے گا۔ اور اگر بالفرض کسی نے شفاعت کی بھی تو اس کو اس کی شفاعت سے نہ چھوڑا جائیگا۔

اللہ سب کچھ جاننے والا ہے اور شافعین سب کچھ جاننے والے نہیں ہیں
یہ تو دنیا میں بھی حی قیوم ذات کے سامنے عاجزی کرنے والے ہیں
آدمؑ کی طرح بھول نہ جانا
الٰہی صل لے میرے محبوب! میرے دعویٰ توحید کو مرد بن کر پہنچاؤ
موسیٰؑ کی طرح مصائب برداشت کرو۔ آدمؑ کی طرح نہ بننا اور کفار
کے بکواس پر صبر کرنا نفی شرک کرتے رہنا۔ کافروں کی دنیا کا خیال نہ
کرنا۔ یہ تو آزمائش ہے
یہ مشرک یوں ہی بکواس کرتے ہیں اور ماننے کے لیے بہانہ بنا کر معجزے
طلب کرتے ہیں۔ کیا اس قرآن میں پہلی امتوں اور کتابوں کا حال بیان
نہیں کیا گیا۔ اور وہ صداقت کے لیے کافی نہیں؟ ہم نے عذاب سے پہلے ہی
لیے رسول بھیجا ہے تاکہ یہ مشرک لوگ یوں نہ کہہ سکیں کہ ربا! تو نے ہمارے
پاس رسول کیوں نہ بھیجا کہ اس عذاب سے رسوائی سے پہلے ہم تیرے احکام کی
پیروی کر لیتے۔ اچھا نہیں مانتے تو ہم ان کو عذاب دیں گے۔ اس وقت انہیں
پتہ لگ جائے گا کہ کون حق پہ تھا اور کون باطل پہ

خلاصہ سورۃ: قرآن نصیحت کے لیے اتارا ہے۔ اس کو گراں بار نہ سمجھنا
دیکھو موسیٰؑ نے کلمۂ توحید کی تبلیغ و اشاعت میں کس قدر تکالیف برداشت کیں
کیا ہوا اگر آپ پر بھی تبلیغ و اشاعت کلمۂ توحید کی وجہ سے کچھ تکلیف آ گئی۔
آدمؑ کی طرح نہ ہونا۔ دوسرا مسئلہ کہ ہمہ دان اللہ ہی ہے ہر شے کا علم اللہ ہی
کے پاس ہے۔ تخت شاہی پہ وہ آپ ہی قائم ہے منعم علیہم کے حوالے کچھ نہیں کیا۔
سب کچھ اپنے ہی قبضہ میں رکھ رکھا ہے۔ یہ مسئلہ مرد ہو کر پہنچاؤ۔
مختصر خلاصہ یہ مسئلہ مرد بن کر بہادروں کی طرح پہنچاؤ جیسے موسیٰ نے پہنچایا

سورۃ الانبیاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب کچھ کرنے جاننے والا صرف اللہ ہے۔ تمام انبیاء صرف مجھے ہی متصرف و عالم الکل سمجھ کر پکارتے رہے وکانوا لنا عابدین۔ یدعوننا رغبا و رہبا وکانوا لنا خاشعین

مختصر المختصر سب انبیاء نے یہی اعتقاد بیان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی حاجت روا نہیں۔ باوجودیکہ حساب کا دن قریب آرہا ہے پھر بھی یہ لوگ اعراض ہی کر رہے ہیں اور غافل بیٹھے ہیں۔

سورۃ الحج

نذر و نیاز اللہ کی برحق ہے اس کو برقرار رکھو۔ اور غیر اللہ کی نذر و نیاز حرام ہے۔ اسے حرام سمجھو یت دو۔ حلال چیزیں بندوں کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہو جاتیں۔ ان کو حرام کہنا غلط اور گناہ ہے۔ وہ حلال ہیں کھاؤ۔ اور اللہ کی حرام کردہ چیزیں حرام ہی ہیں ان کو حرام ہی سمجھو۔

المختصر تمہیں چاہیے کہ غیر اللہ کو پکارنا بھی چھوڑ دو۔ اور غیر اللہ کی نذر و نیاز بھی چھوڑ دو ورنہ قیامت کا زلزلہ ایک سخت ترین عذاب ہوگا

سورۃ المومنون

اس زلزلے اور عذاب سے بچنے کے لیے شرک نہ کرو۔ ظلم بھی نہ کرو۔ اور نئی نئی رسمیں بھی نہ نکالو۔ بلکہ احسان کرو

المختصر: معبود ایک اللہ ہے۔ قضائے حاجات میں اسی کو پکارو۔ اور مغفرۃ اسی سے مانگو

سورۃ النور

مومنوں کی بدنامی مشہور کرنے کے حیلے نہ بناؤ۔ اور جو چیزیں مفضی الی الزنا ہیں ان سے بچو۔ اور سب کچھ کرنے والا صرف اللہ ہے۔ پس اسی کو پکارو۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ

المختصر انبیاء کے اہل خانہ پر اتہامات نہ لگاؤ۔ اتہامات لگانے سے تبلیغ واشاعت مسئلہ توحید رک جائے گی۔ نقصان ہوگا۔

سورۃ الفرقان

اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کو تم نے برکات دہندہ سمجھ رکھا ہے وہ کسی چیز کے خالق و مالک نہیں ہیں۔ اس لیے اللہ کے سوا کسی کو برکات دہندہ نہ سمجھو

المختصر برکتیں دینے والا صرف اللہ ہے برکتیں دنیویہ ہوں یا اخرویہ

سورۃ الشعراء

جب سورۂ فرقان میں ثابت ہوگیا کہ برکات دہندہ صرف اللہ ہے۔ تو پھر لاتدع مع اللہ الٰہا آخر یعنی غائبانہ حاجات میں اسی اللہ کو پکارو۔ اور اس دعویٰ کو نہ ماننے والے ہلاک ہوں گے

المختصر مشرکین کے سامنے امم سابقہ کے واقعات بیان کرو تاکہ نصیحت پکڑیں اور معبودان باطلہ کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔

سورۃ النمل

پیغمبر جب غیب دان بھی نہیں اور کسی کو عذاب سے بچا بھی نہیں سکتے تو پھر وہ برکات دہندہ کس طرح بن سکتے ہیں۔ یہ مسئلہ تمہاری ہدایت کے لیے ہے اسے مان لو

المختصر: برکات دہندہ صرف اللہ ہے اس دعویٰ کو بیان کرنے میں اللہ پر توکل کرو اور اسی کو پکارو

سورۃ القصص

یہ مسئلہ "کہ برکات دہندہ صرف اللہ ہے" مرد ہو کر بیان کرتے رہو۔ اس مسئلہ توحید کے بیان کرنے میں کسی قسم کی لچک اور نرمی نہ ہو۔ اللہ کے سوا کسی کو اِلٰہ نہ بنانا لا الٰہ الا ھو اس کے سوا سب چیزیں فانی ہیں۔ حکم بھی اللہ ہی کا چلتا ہے۔ پھر اس کے سوا کوئی دوسرا معبود کس طرح بن سکتا ہے؟

خلاصہ یہ ہوا کہ رسول اللہ اور مومنین کو تسلی دی گئی ہے کہ دل تنگ نہ ہوا تبلیغ واشاعتِ توحید میں مصائب آتے ہی رہتے ہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ کامیاب فرماتا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ ؑ کا حال۔ اور یہی مسئلہ بیان کیے جاؤ کہ لا تدع مع اللہ الٰہا آخر......

المختصر: مسئلہ مرد ہو کر بہادری کے ساتھ پہنچاؤ۔ مصائب آتے ہی رہتے ہیں۔ صبر کرو۔

سورۃ العنکبوت

مصائب آئیں گے مگر تبلیغ واشاعت اس مسئلہ کی ہرگز نہ چھوڑنا اگرچہ اپنا ماں باپ ہی کیوں نہ کہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ کفار کی ایذا رسانی کو عذابِ الٰہی کے مقابلہ میں کچھ نہ سمجھو۔ دیکھو تمام انبیاء پر تکالیف آئیں۔ پر انہوں نے اس مسئلہ کی تبلیغ واشاعت نہیں چھوڑی۔ آخر وہ فتحیاب ہوئے اور کفار ہلاک کیے گیے۔ مشرک شرک کرتے ہیں مگر ان کے مزعومہ معبود کر کچھ نہیں سکتے تو اس کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ اس کا گھر کتنا کمزور ہوتا ہے اور ان مشرکوں کا ضمیر مانتا ہے کہ دینی سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے اسی لیے جب ان پر کوئی بڑی مصیبت آ پڑتی ہے تو اس وقت آپ ہی اللہ کو پکارنے لگتے ہیں اور اپنے مزعومہ معبودوں کو پکارنا چھوڑ دیتے ہیں۔

المختصر: مومنو! ایمان لانے کے بعد تم پر بھی آزمائشیں آئیں گی مضبوط رہنا

سورۃ الروم

جب تم آزمائشوں میں پورے اترو گے اور مضبوط رہو گے تو آخر کار اللہ تعالیٰ تم کو فتحیاب کرے گا۔ کیا تم کو اطمینان نہیں آیا کہ پہلے دور میں مکذبین کو ہلاک کر کے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی نصرت فرمائی۔ اس واسطے تم مطمئن رہو اور دعویٰ توحید پر محکم رہو یعنی سب کچھ کرنے جاننے والا صرف اللہ کو سمجھ کر پکارو اور یہی مسئلہ لوگوں کو بتاؤ۔

المختصر: آزمائش کے بعد اللہ تعالیٰ تم کو فتحیاب کرے گا۔

سورۃ لقمان

عقلی دلائل سے یہ مسئلہ محقق ہو چکا ہے کہ ہمہ کن اور ہمہ دان صرف اللہ کی ذات پاک ہے اور حق پکارنے کا صرف اسی کے لیے ہے نہ کسی غیر کے لیے۔ لہٰذا اسی یگانہ و یکتا ذات باری تعالیٰ کو پکارو

المختصر: فتحیاب تب ہو گے جب توحید پر قائم اور مضبوط رہو گے

سورۃ السجدہ

سب کچھ کرنے جاننے والا صرف اللہ ہے۔ پس اسی کو پکارو۔ نیز اللہ کا کوئی شفیع غالب نہیں تاکہ وہ پکار کے لائق ہو

المختصر: کامل موحد تب ہو گے جب کسی کو اللہ کا شفیع غالب سمجھو گے۔

سورۃ الاحزاب

اور کسی کو شفیع کہنے سے کوئی شفیع بن نہیں جاتا۔ جیسے کسی کو ماں کہنے سے وہ ماں بن نہیں جاتی ماں وہی ہوتی ہے جو جنتی ہے۔ اور جیسے کسی کے لڑکے کو بیٹا کہنے سے کہنے والے کا بیٹا بن نہیں جاتا۔

سورۃ السبا

سب کچھ کرنے جاننے والا صرف اللہ ہے اسی کو پکارو شفیع غالب سمجھ کر کسی کو نہ پکارو - انبیاء تو ہمارے مامور بندے تھے - اور جن غیب دان نہیں ملائکہ بھی پکارنے کے لائق نہیں کیونکہ نہ وہ مالک ہیں نہ غیب دان ہیں - اور قیامت میں تمہاری پکاروں سے انکار کریں گے -

المختصر: پیغمبروں کو بے شک ہم نے کمال دیا تھا - لیکن ان کے قبضے میں کوئی چیز نہیں اور جنات غیب دان ہی نہیں اور ملائکہ خود گھبرا رہے ہیں تو یہ کس طرح شفیع غالب ہو سکتے ہیں

سورۃ الفاطر

سب کچھ کرنے والا سب نعمتیں دینے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ ہی ہے پھر اسی کو پکارو اسی سے عزت مانگو - جن کو تم پکارتے ہو وہ نہ تو کچھ کر سکتے ہیں اور نہ تمہاری پکار سنتے ہیں ولو سمعوا ما استجابوا لکم

المختصر: لہٰذا کسی کو شفیع قہری سمجھ کر غائبانہ حاجات میں نہ پکارو -

سورۃ یٰس

ہم نے مشرکین کو ہلاک کر دیا اور ان کے مزعومہ شفعاء نے ان کو نہ بچایا -

سورۃ الصّٰفّٰت

کوئی شفیع قہری نہیں - جن کو یہ لوگ شفیع قہری سمجھتے ہیں وہ خود آپ اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے لیے ندائیں اور فریادیں کر رہے ہیں پس وہ شفیع کس طرح ہو سکتے ہیں -

المختصر: نبی ولی کا مصائب سے دوسروں کو چھڑانا تو رہا ایک طرف وہ خود مصائب میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کر رہے ہیں - اور

اسی ذات پاک کو پکار رہے ہیں۔

سورۃ ص

مشرک لوگ جن جن کو شفیع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں ان کا اپنا یہ حال ہے کہ ان پر مصائب آتی تھیں پھر ان کو شفیع سمجھ کر کیوں پکارتے ہو۔ شیطان تو ملعون ہے۔ اس کے تابع کیوں ہوتے ہو؟

المختصر: عاجزی کرنا تو بجائے خود اللہ نے بطور آزمائش کے ان کو پکڑ لیا ہے۔

سورۃ الزمر

غائبانہ حاجات میں ایک اللہ کو پکارو۔ کیونکہ سب کچھ کرنے والا ایک اللہ ہے الیس اللہ بکاف عبدہ۔ اور جن جن کو مشرک پکارتے ہیں وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اور قیامت کے دن فرشتے کہیں گے الحمد للہ رب العلمین یعنی لائق پکارنے کے صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کیونکہ دنیا و آخرت میں اسی کا تصرف ہے۔

المختصر: جب انبیاء و ملائکہ وغیرہ کچھ نہیں کر سکتے تو اللہ ہی کو معبود سمجھو اور اس کے نبی و ولی فرشتوں وغیرہ کو معبود نہ بناؤ۔

سورۃ حم مؤمن

یہ حکم جو اس سورۃ میں بیان ہوگا وہ بڑے بادشاہ کا ہے۔ ماننا ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ غائبانہ حاجات میں غیر اللہ کو مت پکارو۔ صرف اللہ کو پکارو۔ کل انبیاء نے یہی دعویٰ بیان کیا۔ بھلا دیکھو اللہ کا سب کچھ کرنا برحق ہے۔ اور جن کو تم پکارتے ہو وہ کیا کر سکتے ہیں۔ فرعون اور اس کی قوم اس دعویٰ کو نہ ماننے کی وجہ سے غرق ہوگئی تھی اور قیامت میں مشرکین کو خزنۂ جہنم کہیں گے کہ اب بلاؤ اپنے باپ دادوں اور مزعومہ شرکاء کو۔ موسیٰ کو بھی یہی ھدٰی دی گئی تھی۔

المختصر پس اللہ ہی کو حاجات میں پکارو۔ غیر اللہ کو نہ پکارو

سورۃ حم سجدہ

شبہوں کا جواب ہے۔ شبہ ۱؎ ہم نے دیکھا ہے کہ ایک شخص مصیبت میں پڑا ہوا ہے۔ پھر جب وہ کسی پیر فقیر وغیرہ غیر اللہ کو پکارتا ہے تو اس مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے۔ یا مثلاً کوئی خواب دیکھتا ہے تو اس میں اس کو معبودانِ باطلہ (پیر فقیر وغیرہ) کہتے ہیں کہ تجھ پہ فلاں سختی ہماری وجہ سے آئی ہے کہ تو نے ہماری مخالفت کی ہے یا توہین کی ہے یا ہماری نذر و نیاز دینے میں قصور یا کوتاہی کی ہے۔ تو اس شبہ کا جواب دیا کہ یہ سب کچھ قرناء (شیاطین) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ شیاطین پکڑ لیتے ہیں پھر شرک کروانے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں۔ اور گمراہ کرنے کے بعد شیاطین خواب میں آتے ہیں۔

اور وہ خواب میں آنے والے عباد اللہ نہیں ہوتے بلکہ شیاطین ہوتے ہیں وقیضنا لہم قرناء فزینوا ...... (یعنی ہر قسم کے شبہات ڈال کر گمراہ کرتے ہیں

شبہ ۲؎ قرآن عجمی زبان میں کیوں نہ اترا؟ جواب دیا کہ اگر عجمی زبان میں قرآن اترتا پھر انہوں نے کونسا مان لینا تھا؟ پھر تو یہ کہتے کہ اس کی آیات ہم کو کھول کر کیوں نہ بتائی گئیں

شبہ ۳؎ قرآن دفعۃً کیوں نہ اترا؟ جواب دیا کہ اگر تم کہتے ہو کہ دفعۃً قرآن اترتا تو ہم مان لیتے تو یہ بتاؤ تورات شریف جو دفعۃً اتری تھی تو اس کے ماننے میں کیوں اختلاف ہوا۔

شبہ ۴؎ جب ہم نہیں مانتے تو عذاب کیوں نہیں آتا؟ جواب دیا کہ لکل اجل کتاب، کل امر مرہون باوقاتہا وعدہ الٰہی ہے کہ فیصلہ آخرت ہوگا اگر یہ وعدہ نہ ہوتا تو عذاب آ ہی جاتا

سورۃ الزخرف

خود ان سے پوچھو کہ ارض و سما کس نے بنائے تو یہ کہیں گے کہ اللہ نے۔
تو جیسے یہ بات مانتے ہیں اسی طرح سب کچھ کرنے والا بھی اللہ کو مانتے ہیں
اب کہتے ہیں کہ ہم ان کو اللہ کا شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں نہ حاجت روا۔
تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ شفاعت کے بھی مالک نہیں ہیں۔ ہاں البتہ
مومنوں کی شفاعت کریں گے اور وہ بھی اس وقت جب کہ اللہ کا اذن ہو
اور تم خود بھی ان کو اللہ کا پیدا کردہ مانتے ہو۔ پھر ان کے پکارنے سے باز
کیوں نہیں آتے۔

المختصر اگر شفعاء کو اس لیے پکارتے ہو کہ یہ ہمارا کام اللہ سے کروا
دیں گے تو ان کو صاف کہہ دو کہ شفاعت کا مالک کوئی نہیں۔

الدخان

اگر مشرک کہیں کہ ہم انہیں شفیع نہیں مانتے۔ بلکہ ہم ان کو اس لیے پکارتے
ہیں کہ ہمارے حق میں دعا کریں تو اس کا جواب یہ ہے کہ صرف اللہ ہی السمیع
العلیم ہے نہ کوئی اور۔ جب وہ ہستیاں جن کو تم پکارتے ہو سنتے ہی نہیں ہیں
جانتے بھی نہیں تو تمہارے حق میں دعائیں کس طرح کریں گے

المختصر اگر مشرک کہیں کہ ہم ان کو اس لیے پکارتے ہیں کہ وہ ہماری ہر
بات سنتے ہیں تو کہہ دو کہ ہر بات سننے والا صرف یگانہ و یکتا اللہ ہے۔

الجاثیہ

جب معلوم ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ ہے اور تورات کا بھی یہی دعویٰ
تھا تو پھر ہماری بات کے تابع بن جاؤ۔ اور مشرک لوگوں کے فاسد
عقیدہ کے پیروکار نہ بنو۔ کیونکہ ان پر تو جباریت کی مہر لگ چکی ہے الی اصل

لہ ملک السموٰت والارض فلله الحمد فادعوہ خالصۃً ولا تجعلوا الا انداداً

المختصر اگر یہ مشرک کہیں کہ ہم انہیں اس لیے پکارتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اطلاع دے دیتا ہے جب وہ چاہتا ہے۔ اگرچہ وہ ہماری بات نہیں سنتے تو ان کو کہہ دو کہ شریعتِ حقہ کا قانون مقرر ہو چکا ہے۔ اس لیے اب اپنی خواہشات نفسانیہ اور توہمات کی اتباع نہ کرو۔

الاحقاف

جب مشرکین کے پاس نہ کوئی دلیل عقلی ہے نہ نقلی، تو پھر غائبانہ حاجات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ایسے کو پکارنے والا جو سنتا ہی نہیں، بہت بڑا کافر ہے۔ تورات کا بھی یہی دعویٰ تھا اور یہ کتاب (قرآن) بھی اسی کی مصدق ہے پس غائبانہ حاجات میں صرف اللہ کو پکارو۔ اگر غیر کے پکارنے سے کچھ نفع ہوتا، تو عاد و ثمود وغیرہ کیوں تباہ ہوتے جنات نے بھی اپنی قوم کو یہی کہا تھا کہ غائبانہ حاجات میں صرف ذات اللہ کو پکارو

المختصر۔ مشرک اگر یہ کہیں کہ ہم تو ان کو اس لیے پکارتے ہیں کہ ہمارے کام ہو جاتے ہیں اور ہماری مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔ تو ان کے پکارنے میں اور ان کا نام جپنے میں برکات ضرور ہوتی ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے ان مزعومہ شرکاء کے پکارنے والوں اور ان کا نام جپنے والوں کو تباہ کیا تھا اور ان کے وہ مزعومہ شرکاء معبودانِ باطلہ ان کو نہ چھڑا سکے۔ اور نہ ہی ان کے وظیفے کام آئے۔

محمدؐ

محاربین کے ساتھ جہاد کرو تاکہ حکمِ توحید غالب رہے۔ اور چونکہ جہاد سوائے خرچ کے نہیں ہو سکتا اس لیے فی سبیل اللہ خرچ بھی کرو۔

الفتح

جہاد کرو۔ سستی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے گا

الحجرات

اپنے بادشاہ کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرو اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ بھی اچھی طرح برتاؤ کیا کرو۔ تاکہ تم میں اتفاق قائم رہے۔ اتفاق پیدا کرکے کفار کے ساتھ جہاد کرو

ق

کافروں کے ساتھ جہاد اس لیے بھی ہے کہ وہ قیامت کے منکر ہیں۔ حالانکہ قیامت کا آنا ضروری ہے سب انسان قبروں میں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ لوگوں کو چاہیے کہ قیامت سے ڈر کر توحید مان لیں

الذاریات

قیامت میں قبروں میں سے نکل کھڑے ہوں گے پھر اس دن جزا و سزا بھی ہوگی۔ اس لیے ڈرو اور اللہ کا بتایا ہوا دعویٰ توحید مان لو۔ ورنہ دنیا و آخرت میں معذب ہو گے۔

الطور

جب مشرکوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا تو کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس عذاب کو اس مشرک سے دفع کر سکے۔ آپ تبلیغ کرتے رہیے ہم آپ کے نگہبان ہیں۔

النجم

حضرت محمدؐ سچے رسول ہیں۔ اور جو کہتے ہیں وحی سے کہتے ہیں۔ تمہارا اللہ کے سوا کسی دوسرے کو شفیع غالب بنانا درست نہیں لیس لہا من دون اللہ کاشفۃ۔ ای دافعۃ اللہ کے سوا کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ لہٰذا اسی کو پکارو۔

القمر

قیامت قریب ہے۔ ڈرو۔ اور توحید کا دعویٰ سچا ہے۔ مان لو۔ ورنہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ نہ ماننے والوں کو ہلاک کرے گا۔

الرحمٰن

سب کچھ کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے یسئلہ من فی السمٰوٰت والارض آسمان زمین میں جس قدر مخلوق ہے سب اسی سے مانگتے ہیں۔ پس اسی ذات کو برکات دہندہ سمجھ کر اسی کو پکارو۔

الواقعہ

قیامت میں کئی سابقون ہوں گے۔ کئی اصحاب میمنہ ہوں گے۔ ان کے تو درجات ہوں گے اور کئی اصحاب الشمال ہوں گے جن کو عذاب ہوگا اور ان کو کہا جائے گا انہم کانوا قبل ذلک مترفین وکانوا یصرون علی الحنث العظیم (اس سے پہلے بڑے خوش عیش اور ناز پروردہ تھے اور آسودگی کے غرے میں شرک جیسے بڑے گناہ پر اصرار کرتے رہتے تھے یعنی شرک بر کتی۔ بعثت پر بھی اللہ تعالیٰ قادر ہے اس لیے فسبح باسم ربک العظیم یعنی اللہ تعالیٰ کو شرک بر کتی سے پاک سمجھو۔ اور اصحاب الشمال میں سے نہ ہو۔ بلکہ اصحاب المیمنہ اور السابقون میں سے ہو۔

الحدید

سب کچھ کرنے جاننے والا صرف اللہ ہے پس اسی کو پکارو اور شرکیہ
امور کسی کو نہ بناؤ۔ اور اس دعویٰ کو ثابت کرنے میں جہاد و انفاق

المجادلة

ظہار کرنے سے بیویاں مائیں نہیں بن جاتیں۔ کفارہ دے کر رجوع کرو۔
منافقین اس بات کو نہیں مانتے۔ اور الرسول کے مخالف سرگوشیاں کرتے
ہیں اور یہود کے ساتھ دوستیاں رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا
ہے ان کو عذاب دے گا۔ اور مومنین جو اس مسئلہ ظہار پر عمل کرتے ہیں
ان کو جنت میں داخل کرے گا۔

الحشر

المجادلہ میں مخاطب منافقین سے کم درجہ منافقین کو زجر ہے جن کا نفاق
پہلے منافقین سے اظہر تھا

الممتحنہ

کمزور مومنین کو زجر ہے کہ خبردار! کافروں کے ساتھ دوستی نہ بناؤ

الصف

بلکہ جہاد کرو۔ قوم موسیٰ جہاد نہ کرنے کے سبب خوار ہوئی۔

الجمعہ

مومنو! الرسول کی امداد کرو۔ موت سے نہ ڈرو فانہ ملاقیکم اور انفاق
فی سبیل اللہ کرو۔

المنافقون

جو مسائل جہاد و انفاق کے جمع کردہ ہیں ان پر عمل کرو۔ خود خرچ کرو
خزائن سب اللہ کے ہیں تم کو اللہ دیگا مال و اولاد کی وجہ سے انفاق فی سبیل اللہ

الحاقۃ

تو یہ بات سن کر ڈرو۔ اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک فی الپرکرۃ نہ بناؤ۔

المعارج

عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو ان امور مذکورہ فی السورۃ پر کاربند ہو جاؤ۔

نوح

نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو یہی کہا تھا یا قوم اعبدوا اللہ ای ادعوا اللہ خاصۃً۔
عذاب آنے سے پہلے اس دعویٰ کو مان لو۔ جب عذاب آئے گا۔ پھر مہلت نہ دی جائے گی۔

الجن

جنات نے بھی اپنی قوم کو یہ کہا تھا کہ شرک نہ کرو۔ پس مطلب یہ ہے کہ فلا تدعوا مع اللہ احدًا۔ قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدًا کیونکہ وہی ہے عالم الغیب۔

المزمل

دعویٰ توحید پر اس وقت تک قائم رہو گے جب تک قرآن مجید پڑھتے رہو گے
اس دعویٰ توحید کے لیے مال خرچ کرو اور جہاد کرو

المدثر

خود بھی قرآن پڑھو اور پھر لوگوں کو بھی پڑھاؤ اور ڈراؤ۔ کہ

القیامۃ

قیامت ضرور آئے گی اور اس سے اعراض کرنا مناسب نہیں ہے

الدھر

تذکر یوم القیامۃ و تذکر نفس لوامہ کو چھوڑ دو۔ پہلے خود تمہارا پیدا ہونا ہی دوبارہ پیدا ہونے پر شاہد ہے۔ اس لیے آؤ۔ وقوع قیامت کو مان لو۔

الانشقاق

جب تم وہاں سے نکل نہ سکو گے تو وہاں تم پر کئی قسم کے حالات وارد ہوں گے لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔

البروج

مومن مشرکوں کو عذاب میں دیکھیں گے۔ یعنی مومن شاہد ہوں گے اور مشرک مشہود۔ (مومن مشرکوں کا تماشا دیکھیں گے)

الطارق

اور تم میں سے ہر ایک پر نگہبان ہوں گے۔ اب اگر یہ نہیں مانتے تو تم ان کو مہلت دے دو۔ میں ان کو دنیا میں بھی عذاب دوں گا اور آخرت میں بھی

الاعلیٰ

آپ شرک کی نفی کرتے رہیں۔ منیب تو مانے گا۔ ضدی معاند نہ مانے تو کیا ہو گیا۔ یہ مسئلہ توحید و قیامت کا کوئی نیا نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی مذکور ہے

الغاشیہ

آپ کا کام توحید مسئلہ کی تبلیغ و اشاعت ہے آپ یہ کرتے رہیں لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ آپ ان پر داروغہ لگے ہوئے نہیں۔ ہاں جو شخص نہ مانے گا اس کو اللہ تعالیٰ کا عذاب ہوگا موت کے بعد ہماری طرف ہی ان کا رجوع ہوگا اور ہم ہی ان کا حساب لیں گے

الفجر

مال کی طرف رغبت نہ کرنا بلکہ مطمئن بالایمان ہو جاؤ۔ جب محب مال والے مالداروں کا حال سن لیا۔ تو پھر آرام طلب نہ بنو۔ مال کے ساتھ محبت نہ کرو۔ بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

المرسلات

جس کا وعدہ تمہیں دیا جا رہا ہے وہ ضرور واقع ہو کے رہیگا۔ ڈرو۔

النبا

جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں انعامات و عذابات دیتا ہے اسی طرح آخرت میں دے گا اس لیے اس دن کے عذاب سے ڈر کر اور ثواب کے شوق میں مسئلہ توحید مان لو جنت ملے گی ورنہ دوزخ میں گرو گے۔

النٰزعات

اور جس طرح دنیا میں تمہاری رُوح نکالنے کیلئے فرشتے مقرر ہیں جو مومنین کے ساتھ نرمی اور کافروں پہ سختی کرتے ہیں اسی طرح قیامت کے دن بھی تم پر فرشتے مقرر ہوں گے

عبس

پھر فرشتوں کے تسلط ہونے کے بعد عذاب کے وقت ایک دوسرے نفسی نفسی کہتے ہوئے بھاگو گے

التکویر

پھر نفسی نفسی کہتے ہوئے ایک دوسرے سے بھاگنے کے بعد اپنے اپنے مقامات کی طرف سیدھے جاکر وہیں رہ پڑو گے اور وہاں تم پر مختلف حالات بھی گذریں گے

الانفطار

اور وہاں سے تنگ پڑ کر کسی اور جگہ نکل جانے کی کوئی کوشش کرے تو وہ اس کوشش میں کامیاب ہو سکیگا بلکہ ہمیشہ وہیں رہیگا وماہم عنہا بغائبین۔

المطففین

اور کسی سفارشی کی سفارش سے بھی نہ نکل سکو گے کیونکہ جنتیوں اور دوزخیوں کا دفتر مہر زدہ ہے کوئی شخص اپنا نام اس دفتر سے خارج نہ کرا سکے گا۔

البلد

کافر انسان کو میں سختی دے سکتا ہوں۔ لہٰذا مجھ سے ڈرو مسلمان لو۔ اور تبلیغ واشاعت مسلک میں دنیوی مشقت اٹھاؤ۔ اور مال بھی صحیح مصارف میں خرچ کرو۔ اجر دوں گا۔

الشمس

یاد رکھو ایمان اور کفر، مومن اور کافر یکساں نہیں ہو سکتے جس طرح چاند سورج رات دن آسمان زمین، تقویٰ فجور یکساں نہیں۔ دیکھو ثمود نے رسول کی مخالفت کی اللہ نے مشرکوں کو ہلاک کیا اور مومنوں کو بچا لیا۔

اللیل

اور تمہارے اعمال بھی یکساں نہیں انفاق وعدم انفاق میں بڑا فرق ہے جیسے رات دن، مذکر مؤنث یکساں نہیں

الضحیٰ

یارسول اللہ آپ تسلی رکھیں جس طرح ضحیٰ ولیل یکساں نہیں۔ کبھی ضحیٰ ہوتی ہے اور کبھی لیل ہوتی ہے اسی طرح وحی کا حال کبھی آتی ہے کبھی نہیں آتی۔ لہٰذا آپ غمگین نہ ہوں۔ آپ کو رب نے نہ چھوڑا ہے نہ ناراض ہے۔ اور کفار کی ثروت کی طرف خیال نہ کرو کیونکہ آخرت بہ نسبت دنیا کے اچھی ہے اور آخرت میں آپ کو بڑی بخشش عطا کرے گا اور آپ راضی ہو جاؤ گے

الانشراح

دیکھو آپ پر کتنا انعام ہم نے کیا آپ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہے اور کفر وشرک آپ کے پاس آنے ہی نہیں دیا۔ وہ کفر وشرک اگر ہوتا تو آپ کی پیٹھ توڑ دیتا۔ اور آپ کا ذکر یعنی آپ پر جو قرآن نازل کیا ہے

ہی جاری رہیگا پس جب آپ پر اتنی نعمت ہے تو تنگی سے مت گھبرانا تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے۔ اور جب اپنے کاموں سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی عبادت میں لگ جاؤ اور اللہ ہی کے آگے عاجزی کرو۔

التین

اگر مشرکوں نے دنیا کی وجہ سے حق قبول نہ کیا تو آخرت میں ذلیل ہوں گے لیکن جو مان گئے ان کے لیے اجر غیر ممنون ہوگا۔ تمام انبیاء کو یہی کہا کہ منکر توحید کو ہم عذاب دیں گے

العلق

اتنے بیانات کے بعد بھی جو نہ مانے آپ پرواہ کریں آپ اپنا مشن نہ چھوڑیں قرآن پڑھ پڑھ کر سمجھاتے رہو اور اللہ کے انعامات کو یاد کرو۔

القدر

قرآن ضرور پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خاص رحمت کے وقت اپنے خاص فضل و کرم سے یہ قرآن نازل فرمایا ہے

البینۃ

جب تک ایسا رسول نہ آتا اور ایسی کتاب سے تبلیغ نہ ہوتی تو مشرکین و اہل کتاب پر حجت قائم نہ ہوتی۔ اب تبلیغ ہو چکی۔ اب تو محض ضد اور عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔ یہ مسئلہ تو پہلی کتابوں میں بھی تھا۔ اب اس کے خلاف باغیوں نے نکالا ہے۔ چونکہ علماء ثقاۃ نے اس مسئلہ کو مان لیا ہے اور کتاب منزل من اللہ بھی آچکی ہے لہٰذا اگر بعد میں آنے والوں کو باغیوں کا لکھا ہوا مل جائے تو وہ معذور نہ ہوں گے۔

الزلزال

مشرک اب تو ضد کرتے ہیں۔ قیامت میں جب زلزلہ آئیگا اور دوبارہ آدمی

پیدا ہو جائیں گے' اس دن ذرہ ذرہ کی جزا پا لیں گے

العادیٰت

انسان کافر جو مال کی محبت میں بڑا حریص ہے یہ اتنا نہیں جانتا کہ مُردے جب قبروں سے نکلیں گے اور سینوں کی باتیں ظاہر کی جائیں گی تو ان کا کتنا بُرا حال ہوگا

القارعۃ

قیامت کے دن جب لوگ پروانے کی طرح پراگندہ ہوں گے اور پہاڑ دُھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے اس دن مومن تو جنت میں ہوں گے اور کفار ہاویہ میں جائیں گے

التکاثر

دنیا سے تو بے اتفاقی چاہیے تھی مگر یہ لوگ رغبتِ دنیا کی وجہ سے آخرت سے غافل ہیں مگر تم بکثرت رغبتِ دنیا کر کے سچے دعویٰ سے غافل ہو جاؤ

العصر

کیونکہ راغب الدنیا تباہ ہوں گے سوائے ان کے جن میں چار صفات ہوں ایمان' عمل صالح' ایک دوسرے کو اتباع حق کی ہدایت' ایک دوسرے کو مصیبت میں صبر کرنے کی ہدایت

الھمزۃ

اس لیے چاہیے تو یہ تھا کہ نصیحت پکڑتے اور مال سمیٹنے کی رغبت نہ کرتے مگر اس کے برعکس ہمیشہ مال سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں

الفیل

حالانکہ جو شخص اصحاب فیل کی طرح دنیا پر مغرور ہو کر شعائر اللہ کو مٹانے کی فکر میں رہتا ہے وہ مٹا دیا جاتا ہے۔

قریش

اصحاب فیل کا حال دیکھ کر اہل مکہ کو سوچ لینا چاہیے تھی کہ ہم نے ان کو کھانے کو دیا خوف دشمن سے پر امن رکھا تو بیت اللہ کے رب کو ہی پکارتے اور گرما سرما کے سفر کے اتنے گرویدہ نہ ہوتے

الماعون

گر دنیا سے نفرت کرنے کی بجائے یتیموں مسکینوں کو دھکے دیتے ہیں نہ تو خود کھلاتے ہیں اور نہ کسی کو دینے دیتے ہیں۔

الکوثر

آپ کو تو خیر کثیر (قرآن مجید) جیسی نعمت عظمیٰ مل چکی ہے لہٰذا آپ صرف اللہ کو ہی پکاریں اور اسی کے نام کی نذر و نیاز دیں اللہ آپ کے دشمن کو برباد کریگا۔

الکافرون

اگر کفار آپ کا دعویٰ نہیں مانتے تو ان سے آپ متارکت (بائیکاٹ) کر دیجیے اور صاف اعلان کر دو کہ میں تمہارے معبودان باطلہ کو کبھی نہ پکاروں گا تمہیں اپنے کیے کی سزا ملے گی اور مجھے اپنے کیے کی

النصر

اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہو گی اور تم فتحیاب ہو گے بس مسلسل ہر قسم کے شرک کی نفی کرتے رہو اور اللہ سے دعائیں مانگتے رہو۔ اللہ کی نصرت ہو گی اور

تبت

آپ کے مخالفین جیسے ابو لہب کو ہم دنیا میں بھی ہلاک کریں گے اور آخرت میں بھی آگ میں جھونک دیں گے اور آپ توحید کے مخالف کو صاف کہہ دو کہ تو جہنمی ہے اگرچہ آپ کا چچا ہو یا چچی

الاخلاص

آپ کا یہ اعلان ہمیشہ سے ہے کہ غائبانہ حاجات میں پکارنے کے لائق جس کی نذر و نیاز دی جائے وہ صرف اللہ ہے جس نے اپنی بادشاہی کسی کے حوالے نہیں کی۔ اور کسی کو اپنا نائب نہیں بنایا اور اس کے جوڑ کا بھی کوئی نہیں۔

الفلق

دنیا کی آفات سے اگر پناہ مانگنا چاہو تو صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو

الناس

اور دینی آفات سے اگر پناہ مانگنا چاہو تو بھی صرف اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو

تمت

بالخیر

قرآن پاک اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریمؐ کو حکم ہے کہ منافقوں سے مؤثر بات کرو وقل لھم فی انفسھم قولاً بلیغا

〃 〃 کہ متوجہ گنہگاروں سے صدقہ لو اور دعا دو خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بہا وصل علیھم

〃 〃 اسی دین پر قائم رہو واستقم کما امرت

〃 〃 〃 کی طرف دعوت دیتے رہو فلذلک فادع

〃 〃 کہ بتائے کہ ہر کتاب منزل من اللہ پر میرا ایمان ہے قل آمنت بما انزل اللہ من کتاب

〃 〃 کہ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو وامرت لاعدل بینکم

نبی کریمؐ کا مرسل ہونا اطاعت کے لیے ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

نبی کریمؐ کی اطاعت عین اطاعت اللہ ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

نبی کریمؐ کی بیعت اللہ کی بیعت ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ

نبی کریمؐ کی اطاعت موجب رحم ہے اطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون

نبی کریمؐ کی اطاعت ہی میں فوز وکامیابی ہے ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما

نبی کریمؐ کی اطاعت سے منعم علیھم کی معیت و رفاقت حاصل ہوتی ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین ... وحسن اولئک رفیقا

نبی کریمؐ کا مولیٰ اللہ تعالیٰ ہے فان اللہ ھو مولاہ

〃 〃 جبریل و صالح مومنین ہیں وجبریل وصالح المؤمنین

〃 〃 تمام فرشتے ہیں والملائکۃ بعد ذلک ظہیر

نبی کریمؐ کی امداد کا حکم مؤمنوں کو دیا گیا ونصروہ .... اولئک ہم المفلحون
نبی کریمؐ کو اللہ نے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھا واللہ یعصمک من الناس
آپؐ بالخصوص مؤمنوں پر بڑے ہی شفیق مہربان تھے بالمؤمنین رؤف رحیم
آپؐ لوگوں کی بھلائی کے خواہاں تھے حریص علیکم

نبی کریمؐ بے حد نرم دل تھے — فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم
نبی کریمؐ جبار نہ تھے — وما انت علیہم بجبار
نبی کریمؐ انوکھے رسول نہ تھے — ما کنت بدعا من الرسل
نبی کریمؐ مفتری نہ تھے — قالوا انما انت مفتر بل اکثرہم لا یعلمون
نبی کریمؐ تکلف کر کے کچھ نہ بیان کرتے تھے وما انا من المتکلفین۔
نبی کریمؐ وحی کے بغیر کوئی شرعی حکم نہ لگاتے تھے وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی
نبی کریمؐ کو وحی سے پہلے شرع کا علم نہ تھا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان
نبی کریمؐ کسی مرد کے باپ نہ تھے — ما کان محمد ابا احد من رجالکم
نبی کریمؐ اللہ کے رسول ہیں — محمد رسول اللہ
نبی کریمؐ برحق رسول ہیں — وشہدوا ان الرسول حق
نبی کریمؐ ہمارے پاس برہان بن کر آئے یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم
نبی کریمؐ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے وکان فضل اللہ علیک عظیما
نبی کریمؐ سیدھی راہ پر ہیں — انک لعلی صراط مستقیم
نبی کریمؐ بشر رسول ہیں — قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا
نبی کریمؐ کی بیویاں ہیں جو تمام مومنوں کی مائیں ہیں وازواجہ امہاتہم
نبی کریمؐ کی صاحبزادیاں ہیں یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک
نبی کریمؐ سچ لائے — والذی جاء بالصدق
نبی کریمؐ حق لائے — بل جاء بالحق

نبی کریمؐ نے تمام پہلے رسولوں کی تصدیق کی ومصدق المرسلین

نبی کریمؐ کو ابراہیمؑ کی ملت حنیفیہ پر چلنے کا حکم تھا واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا

نبی کریمؐ لکھنے والے نہ تھے ماکنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک

نبی کریمؐ کفار پر داروغہ نہ تھے لست علیہم بمصیطر

نبی کریمؐ لوگوں کے اعمال کے نگران نہ تھے ما انت علیہم بحفیظ

نبی کریمؐ مختار کل نہ تھے — وما انت علیہم بوکیل

نبی کریمؐ حاضر و ناظر نہ تھے وما کنت من الشاہدین ۔ وما کنت لدیہم اذ یلقون اقلامہم ... وما کنت لدیہم اذ یختصمون ... وما کنت بجانب الطور

نبی کریمؐ کاہن نہ تھے — فما انت بنعمۃ ربک بکاہن ولا مجنون

نبی کریمؐ مجنون نہ تھے — ما انت بنعمۃ ربک بمجنون ۔ وما صاحبکم بمجنون

نبی کریمؐ شاعر نہ تھے — وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہٗ

نبی کریمؐ کی شان ہی شاعری نہ تھی — وما ینبغی لہٗ

نبی کریمؐ ضال نہ تھے — ما ضل صاحبکم

نبی کریمؐ غوی نہ تھے — وما غویٰ

نبی کریمؐ عالم الغیب نہ تھے — ولا اعلم الغیب

مگر غیب کی کچھ باتیں آپؐ کو وحی ہوئیں تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک

وحی کردہ باتیں بتانے پر آپؐ بخیل نہ تھے وما ہو علی الغیب بضنین

نبی کریمؐ جمیع خزائن اللہ کے مالک نہ تھے قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ

نبی کریمؐ فرشتہ (نوری مخلوق) نہ تھے ولا اقول لکم انی ملک

نبی کریمؐ سخت دل و بدخو نہ تھے ولو کنت فظا غلیظ القلب ......

نبی کریمؐ خائن نہ تھے — ما کان لنبی ان یغل

نبی کریمؐ کسی غلطی پر اصرار کرنے والے نہ تھے

نبی کریمؐ کسی کی طرف سے دل میں کینہ یا رنج نہ رکھتے تھے

نبی کریمؐ کے بارے فرمایا گیا کہ آپؐ کا ابراہیمؑ کے ساتھ گہرا تعلق ہے ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وہٰذا النبی والذین آمنوا ما کان النبی ان یغل

نبی کریمؐ کے فرائض ہے رستہ بتا دینا انک لتدعوہم الی صراط مستقیم۔ فانما علی رسولنا البلاغ المبین۔ انما علیک البلاغ وعلینا الحساب

نبی کریمؐ کے فرائض جنت میں پہنچانا نہیں۔ لیس علیک ہدٰہم ولکن اللہ یہدی ... انک لا تہدی من احببت

نبی کریمؐ پر اللہ تعالیٰ نے کتاب اتاری انزل علیک الکتاب

نبی کریمؐ کو توحید کی شہادت دینے کے لیے بھیجا انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم

نبی کریمؐ خوشی سناتے ہیں ان کو جو آپؐ کی مان لیں ومبشرا

نبی کریمؐ ڈر سناتے ہیں ان کو جو آپؐ کی نہ مانیں ونذیرا

نبی کریمؐ انہی لوگوں میں سے ایک ہیں لقد جاءکم رسول من انفسکم

نبی کریمؐ پر شاق گزرتا تھا کہ لوگ اخروی تکلیف میں پڑیں عزیز علیہ ما عنتم

نبی کریمؐ اعلیٰ اخلاق والے تھے انک لعلیٰ خلق عظیم

نبی کریمؐ خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

نبی کریمؐ مومنوں کی جان سے بھی زیادہ مومنوں کے خیر خواہ ہیں النبی اولیٰ بالمومنین

بلکہ ہر اس پر مہربانی کا برتاؤ کرتے ہیں جو بھی ظاہرا ایمان کرے ویؤمن للمؤمنین ورحمۃ للذین آمنوا منکم

نبی کریمؐ کی دعا، امت کیلئے باعث حصولِ راحت و تسکین ہے ان صلوتک سکن لہم

نبی کریمؐ کی آمد پر تمام انبیاء سے آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کا تعاون کرنے کا وعدہ لیا واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ....

نبی کریمؐ کا اسم گرامی اور آپؐ کی آمد کی پیش گوئی کتب سابقہ میں تھی النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوراۃ والانجیل یا مریم

انبیاء کے متعلق

قرآن پاک اور بائیبل کا تقابل

موجودہ بائیبل میں انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین ہے چنانچہ پیدائش ۹: ۲۱ میں ہے نوح نے مَے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا۔

۲۔ سمو ئیل ۱۱: ۲ تا ۱۵ میں ہے داؤد نے اوریا سے زنا کیا۔

سلاطین ۱۱: ۲ تا ۱۳ میں ہے سلیمان آخر عمر میں مرتد ہوئے۔ بُت پوجے۔ بُت خانے بنائے

پیدائش ۳۸: میں ہے داؤد و سلیمان و عیسٰی حرام زادوں کی اولاد میں یعنی فارض بن یہودا کی (یہودا اپنی بہو تمر سے زنا کیا۔ فارض پیدا ہوا)۔

پیدائش ۳۹: ۲ و ۳ میں ہے بنی یوسف غلام زادے ہیں۔

پیدائش ۱۹: ۳۳ تا ۳۸ میں ہے لوط کو بیٹیوں نے مَے پلائی۔ اور ہم بستر ہوئیں۔ حاملہ ہوئیں۔ اولاد ہوئی۔

خروج ۳۲: ۲ تا ۳۵ میں ہے ہارون نے بچھڑا بنوایا اور پجوایا۔

گنتی ۱۱: ۱۱ تا ۱۶ میں ہے موسٰی نے خدا سے بدکلامی کی۔

پیدائش ۲۷: ۳۰ میں ہے اس (خدا) نے کہا تیرا بھائی (یعقوب) دغا سے آیا۔ اور تیری برکت لے گیا۔

گنتی ۱۲: میں ہے اور موسٰی نے ایک کوشی عورت سے بیاہ کر لیا۔ سو اس کوشی عورت کے سبب سے جسے موسٰی نے بیاہ لیا تھا مریم اور ہارون اس کی بدگوئی کرنے لگے

نبی کریم ﷺ کی بشارت حضرت عیسیٰؑ نے بھی دی۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد
نبی کریم ﷺ ایسے کام کی ہمیں دعوت دیتے ہیں جو ہماری روحانی زندگی کا سبب ہو
دعاکم لما یحییکم
نبی کریم ﷺ بحکم خدا سخت احکام کے بوجھ اور بندشیں ہٹاتے ہیں ویضع عنھم
اصرھم والاغلال التی کانت علیھم
نبی کریم ﷺ توحید اور نیکی کا حکم دیتے ہیں یامرھم بالمعروف
نبی کریم ﷺ کفر و شرک اور بدی سے روکتے ہیں وینھٰھم عن المنکر
نبی کریم ﷺ پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں ویحل لھم الطیبات
نبی کریم ﷺ خبیث چیزوں کو حرام بتاتے ہیں ویحرم علیھم الخبائث۔
نبی کریم ﷺ داعی الی اللہ ہیں باذن اللہ۔ انا ارسلنٰک ... وداعیا باذنہ
نبی کریم ﷺ سراج منیر ہیں وسراجا منیرا
نبی کریم ﷺ کو حکم ہوا کہ امت کے حق میں اللہ سے معافی مانگو واستغفر لھم
نبی کریم ﷺ کو حکم ہوا کہ صحابہ کرام کے ساتھ مشورہ کریں وشاورھم فی الامر
نبی کریم ﷺ جس کے حق میں استغفار کریں اس کے گناہ معاف ولو انھم ظلموا انفسھم
جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما
نبی کریم ﷺ کی اطاعت فرض ہے اطیعوا الرسول
نبی کریم ﷺ کی چال قابل تقلید ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
نبی کریم ﷺ کے حکم کے بعد بندہ اپنا اختیار استعمال نہیں کر سکتا وما کان لمومن
ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم
نبی کریم ﷺ کو حکم ہے کہ کھول کر اور صاف صاف حکم بیان کرو فاصدع بما تومر
نبی کریم ﷺ کو حکم ہے کہ منافقوں سے اعراض کرو فاعرض عنھم
نبی کریم ﷺ کو حکم ہے کہ ان کو نصیحت کیے جاؤ وعظھم

قرآن مجید نے انبیاء علیہم السلام کی خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ
انبیاء کرام علیہم السلام سب سچے تھے راستباز تھے وصدق المرسلون
انبیاء کرام منصور ہوئے انہم لہم المنصورون
انبیاء برگزیدہ اور بہترین بندوں اور چیدہ بندوں میں سے تھے وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار۔
حضرت آدمؑ کے بارے فرمایا کہ رب نے اس کو نوازا ثم اجتباہ ربہ
حضرت نوحؑ کے بارے فرمایا کہ وہ بڑے شکرگزار بندے تھے انہ کان عبداً شکورا
حضرت ادریسؑ کے بارے فرمایا کہ وہ بڑی راستی والے نبی تھے انہ کان صدیقاً نبیا
ابراہیمؑ کے بارے فرمایا کہ وہ بڑی راستی والے نبی تھے انہ کان صدیقاً نبیا۔
نیز فرمایا ابراہیمؑ بڑے ہی نرم دل اور بُردبار تھے ان ابراہیم لاواہ حلیم۔
نیز فرمایا ابراہیم بڑے مقتدا تھے اللہ کے فرمان بردار اور اس کی طرف یکسُو رہنے والے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے اللہ کی نعمتوں کے بڑے شکرگزار تھے۔ اللہ نے ان کو چن لیا تھا اور انہیں سیدھی راہ پہ ڈال رکھا تھا ان ابراہیم کان امۃ قانتاً للہ حنیفاً ولم یک من المشرکین شاکراً لانعمہ اجتباہ وھداہ الی صراط مستقیم۔
نیز فرمایا اللہ نے ابراہیم کو خوش فہمی عطا کی ولقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل۔
نیز فرمایا اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنا لیا واتخذ اللہ ابراہیم خلیلاً۔
نیز فرمایا ابراہیم ہمارے ایمان داروں میں سے تھے انہ من عبادنا المومنین۔
نوح و الیاس و موسیٰ و ہارون کے بارے بھی یہی فرمایا انہ من عبادنا المومنین۔
موسیٰ کے بارے فرمایا کہ اللہ کے ہاں وہ بڑے معزز تھے کان عند اللہ وجیہا۔
نیز فرمایا کہ موسیٰ اللہ کے خاص کیے ہوئے بندے، رسول نبی تھے انہ کان مخلصاً وکان رسولاً نبیا۔

اسماعیلؑ کے بارے فرمایا کہ وہ وعدہ کے بڑے سچے تھے انہ کان صادق الوعد
اور نبی رسول تھے وکان رسولا نبیا
اور اپنے گھر والوں کو نماز و زکوٰۃ کا حکم دیتے رہتے تھے وکان یامر اہلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ

اور اسماعیلؑ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے وکان عند ربہ مرضیا۔
ادریسؑ کے بارے فرمایا ہم نے ان کو بلند مرتبہ تک پہنچایا ورفعناہ مکانا علیا۔
یونسؑ کے بارے فرمایا رب نے اس کو نوازا فاجتباہ ربہ
اور ان کو اور زیادہ اپنا مقرب بنایا فجعلہ من الصالحین۔
یحییٰ کے بارے پیش گوئی فرمائی کہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والا ہوگا اور مقتدا اور پاک دامن اور نبی اور خدا کا مقرب ہوگا مصدقا بکلمۃ من اللہ وسیدا و حصورا ونبیا من الصالحین۔
اور فرمایا ہم نے ان کو لڑکپن ہی میں سمجھ دی تھی اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی۔ اور وہ بڑے پرہیزگار تھے اور نیکی کرنے والے تھے اپنے والدین کے ساتھ۔ اور سرکش و نافرمان نہ تھے وآتینا الحکم صبیا وحنانا من لدنا وزکوٰۃ وکان تقیا وبرا بوالدیہ ولم یکن جبارا عصیا۔
اور فرمایا انہیں سلام پہنچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس دن کہ وہ وفات پائیں گے اور جس دن کہ وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔
یوسفؑ کے بارے فرمایا ہم نے اسے علم اور حکومت عطا فرمایا آتیناہ حکما وعلما۔
نیز فرمایا کہ یوسف ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے انہ من عبادنا المخلصین۔
یعقوبؑ کے بارے فرمایا کہ وہ بڑے صاحب علم تھے اس لیے کہ ہم نے ان کو علم عطا فرمایا تھا وانہ لذو علم لما علمناہ

داؤدؑ کے بارے فرمایا کہ وہ بڑی قوت والے بڑے رجوع الی اللہ کرنے والے تھے
واذکر عبدنا داؤد ذا الاید انہ اواب
نیز فرمایا ہم نے پہاڑ ان کے تابع کر رکھے تھے کہ ان کے ساتھ شام و صبح تسبیح کیا کرتے تھے انا سخرنا الجبال معہ یسبحن بالعشی والاشراق
اور پرندوں کو بھی ان کے تابع کیا جو اُن کے پاس جمع ہو جاتے تھے۔ سب ان کی وجہ سے بڑے رجوع کرنے والے تھے والطیر محشورۃ کل لہ اواب۔
نیز فرمایا ہم نے ان کی سلطنت کو قوت دی تھی اور ہم نے انہیں حکمت اور فیصلہ کرنے والی تقریر عطا کی تھی وشددنا ملکہ وآتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب۔
نیز فرمایا داؤدؑ کے واسطے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا کہ تم پوری زرہیں بناؤ۔ اور ان کے جوڑنے میں مناسب اندازہ رکھو والنا لہ الحدید ان اعمل سابغات وقدر فی السرد۔
نیز فرمایا کہ ہمارے ہاں داؤد کے لیے خاص قرب اور نیک انجامی ہے وان لہ عندنا لزلفیٰ وحسن مآب۔
نیز فرمایا ہم نے داؤد کو زبور کتاب عطا کی وآتینا داؤد زبورا۔
نیز فرمایا ہم نے داؤد کو زمین پر خلیفہ بنایا یاداؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض
سلیمانؑ کے بارے فرمایا وہ بہت اچھے بندے تھے بہت رجوع الی اللہ کرنے والے تھے ووھبنا لداؤد سلیمان نعم العبد انہ اواب
نیز فرمایا سلیمانؑ نے تو کبھی کفر نہیں کیا وما کفر سلیمان
نیز فرمایا ہم نے ہوا کو اُن کے تابع کر دیا کہ وہ ان کے حکم سے جہاں وہ چاہتے نرمی سے چلتی فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب۔
نیز فرمایا سرکش جنوں کو بھی ان کا تابع کر دیا یعنی تعمیر کرنے والوں کو اور غوطہ

خوروں کو اور دوسروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے والشیاطین کل بناء وغواص وآخرین مقرنین فی الاصفاد۔

نیز فرمایا ان کے لیے بھی ہمارے ہاں قرب اور نیک انجامی ہے وان لہ عندنا لزلفیٰ وحسن مآب۔

نیز فرمایا ہم نے ان کے لیے تانبے کا چشمہ بہادیا واسلنا لہ عین القطر

ایوبؑ کے بارے فرمایا ہم نے ان کو صابر پایا۔ کیا اچھے بندے تھے اور بڑے رجوع الی الحق کرنے والے تھے انا وجدناہ صابرا۔ نعم العبد۔ انہ اواب۔

عیسیٰؑ کے بارے فرمایا عیسیٰ بن مریم تو بس اللہ کے ایک پیغمبر ہی ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچا دیا تھا مریم تک اور رحمت ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ۔

نیز فرمایا عیسیٰ تو بس ہمارے ایک بندے تھے کہ ان پر ہم نے اپنا فضل کیا تھا۔ اور انہیں بنی اسرائیل کے لیے ایک نمونہ بنایا تھا ان ھو الا عبد انعمنا علیہ وجعلنا مثلاً لبنی اسرائیل

نیز فرمایا وہ تو ایک ذریعہ ہیں قیامت کے یقین کا وانہ لعلم للساعۃ

نیز فرمایا دنیا و آخرت دونوں میں معزز وجیہا فی الدنیا والآخرۃ

نیز فرمایا عیسیٰ مقرب بندوں میں سے تھے ومن المقربین۔

نیز فرمایا عیسیٰؑ صالحین (میں سے ہیں ومن الصالحین)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے لکھنا، حکمت اور انجیل سکھائی ویعلمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔ اذ علمتک الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل۔

نیز عیسیٰؑ کو مخاطب ہو کر فرمایا جب تم نے مٹی سے پرندہ جیسی ایک شکل میرے حکم سے وجود میں لاتے تھے پھر تم اس میں پھونک مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے

پر ندہ بن جاتا تھا واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیہا فتکون طیرا باذنی
نیز فرمایا کہ تم مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کر دیتے تھے:
تبرئ الاکمہ والابرص باذنی
نیز فرمایا تم مُردوں کو میرے حکم سے نکال کھڑا کرتے تھے واذ تخرج الموتی باذنی
نیز فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ہاتھ کو تم سے مَیں نے روکا واذ کففت بنی اسرائیل عنک
نیز عیسیٰ نے انزال مائدہ کی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگی تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کر کے کھانا اتارا قال عیسی بن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء ..... قال اللّٰہ انی منزلہا علیکم۔
یوسفؑ کو ملکِ مصر میں تمکین اللہ ہی نے دی وکذلک مکنا لیوسف فی الارض۔
یوسفؑ سے سوء و فحشاء سے اللہ ہی نے ہٹایا لنصرف عنہ السوء والفحشاء
یوسفؑ کو اللہ نے ملک دیا لقد اٰتیتنی من الملک
یوسفؑ کو اللہ نے تعبیرِ رؤیا سکھائی • وعلمتنی من تاویل الاحادیث۔
پیغمبر اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ
پیغمبر اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں الذین یبلغون رسالات اللہ
پیغمبروں کی رفاقت بہترین رفاقت ہے وحسن اولٰئک رفیقا
پیغمبر کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
پیغمبر کی مخالفت موجبِ جہنم ہے من یشاقق الرسول من بعد ..... ونصلہ جہنم
پیغمبر اُن کو خوشی سناتے ہیں جو مسئلہ مان لیتے ہیں مبشرین
• [illegible] ہیں جو مسئلہ نہیں مانتے ومنذرین
پیغمبر کا کام ہے مسئلہ لوگوں تک پہنچا دینا ما علی الرسول الا البلاغ
ہر پیغمبر لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دینے آیا وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا

بشر مثلنا / ذلک بانہم کانت تاتیہم رسلنا بالبینات فقالوا ابشر یہدوننا
نوح ؑ کو کہا تو بشر ہے ما نراک الا بشرا مثلنا
ہود ؑ کو بشر کہا ما ہذا الا بشر مثلکم یاکل مما تاکلون منہ ویشرب مما تشربون۔
صالح ؑ کو بشر کہا فقالوا ابشرا منا واحدا نتبعہ
محمد ؐ کو بشر کہا ءانزل علیہ الذکر من بیننا
قوم نے صالح کو بڑا جھوٹا شیخی باز کہا بل ہو کذاب اشر
موسیٰ ؑ کو فرعون نے کافر کہا انت من الکافرین
〃 〃 ذلیل کہا ام انا خیر من ہذا الذی ہو مہین
〃 〃 نے کہا بات کھل کر نہیں کر سکتا ولا یکاد یبین۔
〃 〃 〃 موسیٰ پر سونے کے زیور کیوں نہیں گرے تھے فلولا القی علیہ اسورۃ من ذہب
〃 〃 نے کہا فرشتے اس کے ساتھ کیوں نہیں آتے او جاء معہ الملائکۃ مقترنین
موسیٰ کے بارے فرعون نے کہا کہ یہ تمہارا دین بدل ڈالیگا انی اخاف ان یبدل دینکم
یا ملک میں فساد پھیلائے گا او ان یظہر فی الارض الفساد۔
فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور موسیٰ ؑ اپنے رب کو پکار
دیکھے قال فرعون ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ۔
موسیٰ کو فرعون نے جھوٹا کہا وانی لاظنہ کاذبا / وانی لاظنہ من الکاذبین
فرعون نے معجزات موسیٰ کو جادو کہا فلما جاءہم موسیٰ بایاتنا بینٰت قالوا ما ہذا الا سحر مفتری
فرعون نے موسیٰ کو جادوگر کہا ان ہذا لساحر علیم
ہر نبی کے دشمن مجرم رہے وکذلک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیہا
〃 〃 〃 شیطان رہے ہیں وہ شیطان انسان ہوں یا جن وکذلک جعلنا لکل
نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضہم الی بعض ....

انبیاء ورسل مطاع ہوتے ہیں وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

ہر رسول کو طیب وحلال کھانا کھانے کو کہا گیا یاایہا الرسل کلوا من الطیبات

و عمل صالح کرنے کو کہا گیا واعملوا صالحاً۔

انبیاء کی بیویاں ہوتی تھیں ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک وجعلنا لہم ازواجاً وذریۃ

• اولاد تھی وذریۃ

• سب کے سب مرد تھے وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیہم

• کھاتے پیتے بھی تھے وما جعلناہم جسداً لا یاکلون الطعام۔ وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام

• بازاروں میں بھی جاتے تھے ویمشون فی الاسواق

• سدا رہنے والے غیر فانی نہ تھے وما کانوا خالدین

• ہر قوم میں آئے وما اہلکنا من قریۃ الا لہا منذرون ذکریٰ

مگر ہر قوم نے اپنے نبی کی تکذیب تو عذاب آیا ان کل کذب الرسل فحق عقاب

ہر قوم نے اپنے نبی سے استہزاء کیا ولقد استہزئ برسل من قبلک

ہر قوم نے اپنے نبی کو ساحر یا مجنون کہا کذلک ما اتی الذین من قبلہم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون

چنانچہ نوحؑ کو کہا یہ تو ایک آدمی ہے جس کو جنون ہو گیا ان ہو الا رجل بہ جنۃ۔

موسیٰؑ کو کہا کہ یہ مجنون ہے قال ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون۔

عیسیٰؑ کو کہا کہ یہ جادو ہے فلما جاءہم بالبینٰت قالوا ہٰذا سحر مبین۔

محمد رسول اللہ صلعم کو بھی وہی کچھ کہا گیا جو دوسرے رسولوں کو کہا گیا ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک

پہلے انبیاء کو کفار نے بشر ہونے کا طعنہ دیا اور کہا بشر نبی نہیں ہو سکتا قالوا ما انتم الا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مختصر
خلاصۂ قرآن حکیم
واصطلاحات قرآنی
باربط
مع
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا
علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی
سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحٰبہ واھل بیتہ وذریاتہ وعترتہ ومحبیہ وناصریہ ومشیدی دینہ واولیاءہ اجمعین

امابعد: یہ مختصر سے مختصر خلاصہ جات قرآن پاک کی سورتوں کے پیر طریقت مفسر قرآن رازی دوران فقیہ النفس حضرت مولٰنا حسین علی رحمہ اللہ العزیز القوی کے انداز بیان کے موافق مربوط طریقہ کے ساتھ شائقین طلباء تفسیر قرآن حکیم کی سہولت کے لئے تحریر کر دئے گئے ہیں تاکہ سارے قرآن عزیز کا ماحصل ہر طالب قرآن کے ذہن میں رہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو قرآن حکیم کے سمجھنے سمجھانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ توحید وسنت پر ہو اور عالم قبر (برزخ) میں سرور اور خوشی نصیب فرمائے اور یوم آخر میں سعادت ابدیہ سرمدیہ نصیب فرمائے اور عذاب قبر اور عذاب جہنم سے دور رکھے آمین یا رب العٰلمین وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

طالب الخیر فی الکونین محمد حسین (النیلوی) سابق مدرس مدرسہ امینیہ دھلی (بھارت) حال صدر مدرس جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا

الحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ ورسولہ محمد تواليٰ وعلیٰ الہ واصحابہ المتادبین بآدابہ

سورۃ الفاتحۃ

کہو کہ ہم صرف اللہ سے مافوق الاسباب امور میں مدد مانگتے ہیں اور آئندہ بھی صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگا کریں گے

سورۃ البقرۃ

یہود کی طرح گائے وغیرہ کی پوجا نہ کریں گے بلکہ ہر باطل کے پجاری کے ساتھ جہاد کریں گے

سورۃ آل عمران

اور نصاریٰ کی طرح آلِ عمران (عیسیٰؑ ومریمؑ وغیرہ) کو بھی قابلِ پرستش نہ سمجھتے ہیں اور نہ سمجھیں گے۔ بلکہ معاندین کے ساتھ جہاد کریں گے۔

سورۃ النساء

لوگو! معاندین کے ساتھ جہاد کرنے سے پہلے پہلے تمہاری تنظیم اور باہمی اتحاد کی اشد ضرورت ہے لہٰذا توحید و رسالت و معاد پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ امورِ انتظامیہ کی تعلیم حاصل کر کے ان پر کاربند ہو جاؤ تاکہ منظم و متحد ہو کر مشرکین سے جہاد کر کے فتحیاب ہو سکو۔ اس طرح توحید کا مسئلہ

چاردانگ عالم میں پھیل جائے گا اور شرک کا زور ٹوٹ جائے گا

سورۃ المائدۃ

امور انتظامیہ پر مکمل کاربند ہونے کے بعد ابھی ٹھیرو۔ معاندین سے جہاد کرنے سے پہلے ان مشرکین کے روبرو ایک بار پھر پوری تفصیل کے ساتھ شرک اور شرک کی دونوں قسموں (شرک فعلی اور شرک اعتقادی) پر روشنی ڈالو یعنی انہیں سمجھادو کہ غیر اللہ کی نذر میں جانور ذبح نہ کرو

سورۃ الانعام

صرف جانور ہی نہیں بلکہ جانوروں کے علاوہ اناج وغیرہ بھی غیر اللہ کی نذر نہ کرنا۔ کیونکہ وہ بھی مردار، خون اور خنزیر کی طرح حرام ہے، اور شرکِ اعتقادی سے بھی بچو جس کو دلائل عقلیہ کے ساتھ واضح کردیا ہے

سورۃ الاعراف

اے پیارے نبی! یہ مسئلہ مردانہ وار بیان کرو۔ مخالفین کی طرف سے تکالیف آئیں گی مگر تکالیف برداشت کرنا اور مسئلہ توحید کی تبلیغ نہ چھوڑنا اور شرک اعتقادی و فعلی پر نقلی و دلائل بالتفصیل سنادو

سورۃ الانفال

اب جب دلائل عقلیہ و نقلیہ و وحییہ بیان کرنے کے ساتھ معاندین پر اتمام حجت ہوچکا پھر بھی یہ مشرک نہ مانیں تو سمجھ لو کہ یہ لوگ معاند اور ضدی ہیں اب وقت آگیا کہ تم مسلمان موحد ان ضدی مشرکوں سے جہاد کرنے کے لیے تیار ہوجاؤ اور اپنی پوری تیاری کرلو اور اس سے پہلے جہاد کے

قوانین سیکھ لو۔ جہاد میں تمہیں فتح یابی ہو اور مالِ غنیمت ہاتھ لگے تو اس کے لئے آپس میں لڑ نہ پڑنا کیونکہ باہم تنظیم اور اتحاد اشد ضروری ہے

سورۃ التوبہ

قوانینِ جہاد کی پوری تعلیم حاصل کر چکے اور آپس میں تمہاری تنظیم بھی ہے اتحاد بھی ہے اب اللہ کا نام لے کر ان معاندین مشرکین کافرین سے جہاد کرنے کا کھلم کھلا اعلان کر دو۔

سورۃ یونس

ہاں اب اگر مشرک یوں کہیں کہ ابھی ٹھیرو۔ ہمارے ذہن میں کچھ شبہات ہیں۔ ہمیں اگر آپ تسلی بخش جواب دو گے تو ہم مان جائیں گے مثلاً ان شبہات میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ ہم جو اللہ کے سوا دوسرے بزرگوں کو پکارتے ہیں تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ ہم ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو صرف شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں۔ تو تم مسلمان ان کے اس شبہ کا جواب یوں دو کہ یہ بھی شرک ہے اور اس کے ساتھ ہی نفی شرک فی التصرف پر بھی تفصیلی عقلی دلائل بیان کر دو

سورۃ ھود

عقلی دلائل کے بعد نقلی دلائل بھی بیان کر دو۔ اور مسئلہ بتانے کی وجہ سے مخالفین کی طرف سے تکلیفیں آئیں تو وہ برداشت کرو۔ اور مشرکین سے صاف کہہ دو کہ تم کا فر لوگ دراصل ضدی ہو جو بدیہی مسئلہ کا انکار کرتے ہو اور صاف صریح مسئلہ کو نہیں مانتے ہو

سورۃ یوسف

اور ان معاندین سے یہ کہو کہ ہمہ گن اور ہمہ دان نہ حضرت یوسف علیہ السلام
نے اور نہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور نہ ہی کوئی دوسرا نبی پیغمبر پھر پیغمبر
یا ان سے نیچے درجے کے پیر فقیر کیسے معبود بن سکتے ہیں

سورۃ الرعد

یہ میرا بیان کردہ دعویٰ تو بالکل بدیہی اور واضح ہے۔ نظری ہرگز نہیں
جس کو ثابت کرنے کے لئے نظر و فکر اور استدلال کی ضرورت محسوس
ہو۔ پھر بھی اگر کچھ خفاء باقی رہ گیا ہو تو اس کو دور کرنے کے لیے اب ان
معاندین کے سامنے تنبیہات بیان کر دو

سورۃ ابراھیم

اس قدر بدیہی اور واضح مسئلہ کے اندر جو خفاء تھا اسے تنبیہات کے
ذریعے دُور کرنے کے بعد بھی یہ ضدی کافر نہ مانیں تو اُن کو گذشتہ اقوام
کے واقعات یاد دلاؤ۔ شاید یہ لوگ ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آئیں،

سورۃ الحجر

تنبیہات اور اقوامِ گذشتہ کے واقعات یاد دلانے کے بعد بھی اگر یہ کافر
اپنی اسی ضد پہ اڑے رہیں تو انہیں اب اتنا کہہ دو کہ اب بھی وقت ہے،
مسئلۂ توحید مان لو۔ ورنہ پچھتاؤ گے

٥

سورۃ النحل

اس قدر سمجھانے کے باوجود اب بھی اگر دعویٰ توحید کو تسلیم نہیں کرتے تو عذاب

کا مطالبہ کرتے ہیں تو پھر انہیں کہہ دو کہ لو اب تم پر قحط کا عذاب مسلط کر دیا جا رہا ہے

سورۃ بنی اسرائیل

اس قحط والے معمولی عذاب کے بعد عظیم الشان معجزہ (معراج النبیؐ) دکھایا جا رہا ہے۔ تاکہ مافوق العادت چیز کو دیکھ کر دعوی مان لیں لیکن اگر اس کے بعد پھر بھی نہ مانیں تو قوم موسیٰ ؑ کی طرح ان کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔

سورۃ الکہف

پھر اگر یہ کافر کہیں کہ ذرا ٹھیر جائیے ذہن میں اور بھی کچھ شکوک ہیں جو اولیاء اللہ جنات اور شاہان وسلاطین کے بارے ہیں تو ان کے ان شبہات کا تسلی بخش قرآنی جواب سنا دو

سورۃ مریم

ان کے علاوہ باقی ماندہ دیگر شبہات کے بھی قرآنی جوابات بتا دو جو اُن کے ذہن میں انبیاء کرام علیہم السلامؑ اولیاء اللہ اور فرشتوں کے بارے ابھرتے ہیں۔

سورۃ طٰہٰ

شبہات کا کما حقہ جواب دینے کے بعد یہی مسئلہ توحید حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جوانمردی کے ساتھ پھیلاؤ۔ تکالیف برداشت کرنی ہوں گی جیسے حضرت موسیٰؑ نے برداشت کیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی طرح عہد نہ بھول جانا۔

سورۃ الانبیاء

یہ وحی صرف حضرت موسیٰ ؑ ہی پر نہیں آئی بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر یہی وحی آتی رہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا مشکل کشا اور بگڑی بنانے والا کارساز نہیں ہے۔ خود انبیاء کرام علیہم السلام پر مصائب آئے تو وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے رہے۔ لہٰذا تم بھی حاجات و مصائب میں صرف ایک اللہ تعالیٰ کو پکارا کرو

سورۃ الحج

ان انبیاء کرام علیہم السلام میں سے تمہارے اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خصوصاً حج بیت اللہ کے موقع پر یہی اعلان فرمایا تھا کہ غیر اللہ کی پکار بھی شرک ہے اور غیر اللہ کی نذر بھی شرک ہے نیز یہ اعلان فرمایا کہ حلال چیز مخلوق کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتی۔ اور حرام چیز مخلوق کے حلال کرنے سے حلال نہیں ہوتی۔

سورۃ المؤمنون

مگر جدِ امجد کی اس مبارک تعلیم کے باوجود ان مشرکوں کا حال یہ ہے کہ غیر اللہ کی تحریمات سے بھی باز نہ آئے۔ بلکہ الٹا نئی نئی تحریمات گھڑ لیں۔ اگر یہ لوگ شرک اور ظلم سے باز آجاتے اور عدل و احسان کرتے تو عذاب سے بچ جاتے

سورۃ النور

جب مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ و نقلیہ و وحییہ کے ساتھ کما حقہٗ مبرہن کردیا اور مشرکین کے ہر طرح کے شکوک اور شبہات کے تسلی بخش جوابات بھی دے

چکے تو اب ان کو چاہیئے تھا کہ مسئلہ توحید تسلیم کر لیتے لیکن اس کے برعکس یہ مشرک اور منافق اس قدر پلید ہیں کہ تمہارے مقتدا آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی تہمتیں لگانا شروع کر دیں تاکہ جاہل قوم تمہارے مقتدا سے بدظن ہو کر مسئلہ توحید کو سننا ہی چھوڑ دیں۔ لہٰذا مومنو! تم کو معاشرہ کے اصول سکھائے جاتے ہیں تاکہ تم ان اصول معاشرہ پر پوری طرح کاربند ہو جاؤ پھر کوئی شخص تم پر تہمت نہ لگا سکے گا اور مسئلہ توحید کی خوب اشاعت کرتے رہو

سورۃ الفرقان

اور جب تم نے مسئلہ توحید کو دلائل قاہرہ باہرہ کے ساتھ خوب سمجھا دیا تو اب ان کو اس کے نتیجہ اور ثمرہ سے آگاہ کر دو کہ غائبانہ برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہ سمجھو۔ اور اس پر بھی دلائل عقلیہ تفصیلاً اور دلائل نقلیہ اجمالاً سنا دیں

سورۃ الشعراء

پھر اسی نفی شرک برکتی پر نقلی دلائل بھی لبسط کے ساتھ سنا دیں، تاکہ یہ لوگ ماضی کے واقعات سن کر تدبّر اور غور و فکر کریں اور ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آئیں اور اپنے مزعومہ معبودوں کو برکات دہندہ نہ سمجھیں۔

سورۃ النمل

اب اس دعوی نفی شرک برکتی کی علتیں بھی بتا دو کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہ کارساز ہے اور نہ غیب دان ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے سوا

کوئی دوسرا برکات دہندہ بھی نہیں ہے

سورۃ القصص

اے نبی ﷺ! یہ مسئلہ نفی شرک برکتی والا بھی حضرت موسیٰ ؑ کی طرح مُردوں کو پہنچاؤ۔ اور مشرکین کی ایذاء برداشت کرو۔ انبیاء پر ایسی آزمائشیں تو آتی ہی رہی ہیں۔ آخرکار موسیٰ ؑ کی طرح فتح تمہاری ہی ہوگی۔ اس لئے مسئلہ نفی شرک برکتی کے بتلانے میں ہرگز نرمی نہ برتنا

سورۃ العنکبوت

مسلمانو! دعویٰ ماننے کے بعد تم پر بھی مصائب آئیں گے۔ تاکہ تم میں سے سچے جھوٹے ممتاز ہوجائیں۔

سورۃ الروم

جب تم آزمائشوں میں پورے اترو گے تو آخرکار فتح تمہاری ہی ہوگی

سورۃ لقمان

آخر میں پھر ان کو یہی مسئلہ توحید عقلی نقلی دلائل کے ساتھ مفصل طور پر علی وجہ الکمال سنادو۔ خود بھی توحید پر پختہ رہو۔ کیونکہ تم کو فتح یابی بھی اسی صورت میں ہوگی جب اس مسئلہ توحید پر مضبوط رہوگے کہ ہمہ کُن، ہمہ دان، اور برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہے

سورۃ الم سجدہ

جب یہ سبق یاد ہوگیا تو اب آؤ، اس مسئلہ کے بعد دوسرا مسئلہ یہ بھی یاد کرو کراؤ کہ خدا پاک کے آگے شفیع قہری بھی کوئی نہیں جو بچالینے کے

لائق ہو۔ جب یہ مسئلہ بھی مان لوگے، تب مکمل موحد بنو گے۔ اور

سورۃ الاحزاب

مشرکین کے کہنے میں ہرگز نہ آنا کیونکہ کسی کے شفیع قہری کہہ دینے سے کوئی شفیع قہری بن نہیں جاتا، جیسے کسی کا اپنی بیوی کو ماں کہہ دینے سے وہ بیوی اس شوہر کی ماں نہیں بن جاتی۔ اور جیسے کسی غیر کو اپنا بیٹا کہہ دینے سے وہ غیر اس کا بیٹا نہیں بن جاتا۔

سورۃ سبا

مشرکین کو اس مسئلہ نفی شفاعت قہریہ پر بھی کچھ شکوک اور شبہات ابھرتے ہیں۔ اس لئے ان کو تسلی بخش قرآنی جواب دیں تاکہ ان کے ذہن میں یہ شکوک و شبہات پیش آنے والے زائل ہو جائیں۔

سورۃ الفاطر

اب جب تمام شبہات رفع ہو گئے اور یہ مسئلہ بغیر کسی شک کے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی شفیع قہری نہیں ہے تو اب ان سے کہو ارے نادانو! پھر غیر اللہ کو پکارتے کیوں ہو۔

سورۃ یٰس

دیکھتے نہیں ہو کہ ماضی کے عہد میں جن لوگوں نے اپنے اپنے زعم کے مطابق شفعاء بنا رکھے تھے، تو جب ہم نے ان پجاریوں کو ہلاک کر دیا تھا تو ان کے وہ مزعومہ شفعاء ان کو نہ بچا سکے۔ پس ان ماضی کے حالات پر ان کو غور کرنا چاہیئے اور یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی شفیع قہری نہیں

سورۃ الصّٰفّٰت (ترقی)

ان مزعومہ شفعاء کا ان مشرکین کو بچانا تو کجا رہا وہ مزعومہ شفعاء تو خود ہی مصائب میں رہ کر اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزی کرتے ہیں اور کرتے رہے خواہ وہ نوری ہوں یا ناری ہوں یا خاکی ہوں۔ اب بتاؤ ایسے ایسے شفیع غالب کیسے بن سکتے ہیں؟

سورۃ صٓ (ترقی)

ادھر ان کفار کے مزعومہ شفعاء کا خدائے تعالیٰ کے حضور میں عاجزی کرنا تو رہا بجائے خود، ان کو تو اللہ تعالیٰ بطور آزمائش کے پکڑ بھی لیتا رہا جب ان مزعومہ شفعاء کا یہ حال ہے تو اب بتاؤ وہ شفیع غالب کیسے بن سکتے ہیں

سورۃ زمر

اب جب دلائل قاہرہ باہرہ سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی واحد ذات کے سوا نہ تو اور کوئی ہمہ کن ہے نہ ہمہ دان ہے اور نہ ہی برکات دہندہ نیز اس کے آگے شفیع غالب بھی کوئی نہیں تو اب غیر اللہ کو پکارنا چھوڑ دو۔ بلکہ

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ

سورۃ حٰمٓ المومن

فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین کا مطلب یہی ہے کہ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کیونکہ عبادت کی جزو اعظم پکارنا ہے۔ اس لئے غائبانہ حاجات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کسی کو نہ پکارو۔

سورۃ حٰمٓ سجدہ

اگر تمہیں یہ شبہ ہو کہ ہمیں بزرگ خواب میں ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تکلیف تمہیں فلاں گستاخی کی وجہ سے پہنچی ہے۔ لہٰذا یہ مشرکانہ وظیفہ پڑھو تب یہ تکلیف ہٹ جائے گی۔ یا فلاں بزرگ کے نام کی نذر و نیاز دو۔ تکلیف جاتی رہے گی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل شیطان بکرو لیتے۔ بزرگ خواب میں نہیں آتے۔

سورۃ حٰمٓ شوریٰ

اور اگر کہو کہ ہمیں بڑوں کی کتب سابقہ میں لکھا ہوا یہ مسئلہ نداء غیر اللہ وغیرہ کا ملتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل وہ مسئلہ نداء غیر اللہ وغیرہ کا باغیوں کا لکھا ہوا ہے جو بعد میں آنے والوں کے لئے عذر نہیں بن سکتا

سورۃ زخرف

اور اگر کہو کہ ہم غیر اللہ کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ کر نہیں پکارتے۔ بلکہ وہ ہماری سفارش خدا کے حضور پیش کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کو شفیع سمجھ کر پکارتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہیں شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی شرک ہے۔

سورۃ دخان

اور اگر کہو کہ ہم ان کو شفیع غالب سمجھ کر بھی نہیں پکارتے۔ بلکہ یہ سمجھ کر پکارتے ہیں کہ دور و نزدیک سے ہمیں دیکھتے ہیں اور ہماری ہر بات سنتے ہیں پھر وہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کرتے ہیں پھر خدا کی مرضی قبول کرے یا نہ قبول کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی غلط ہے ہر کسی کی دیکھ بھال اور ہر کسی

کی ہر بات دور نزدیک سے سننا صرف خدا پاک کی صفت مختصہ ہے

سورۃ جاثیہ

اور اگر کہو کہ چلو ٹھیک ہے کہ وہ مزعومہ شفعاء کچھ نہیں سنتے۔ لیکن ہم ان کو اس امید پہ پکارتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کو اطلاع دے تو وہ ہمارے حق میں بارگاہ ایزدی میں دعا کریں گے تو یہ بھی غلط ہے۔ شریعت میں عقلی و نقلی دلائل بیان ہو چکے ہیں۔ اس کے سوا باقی سب باغیوں کا لکھا ہوا ہے

سورۃ الاحقاف

اگر کہو کہ چلو ہمیں یہ بھی تسلیم ہے کہ خدا پاک ان کو اطلاع نہیں دیتا۔ مگر ان خدا رسیدہ بزرگوں کے نام جپنا اور وظیفہ کرنا برکت سے خالی نہیں ہے۔ ہم ان کے نام کا وظیفہ کرتے ہیں تو ہمارے کاموں میں برکت ہوتی ہے اور ہمارے کام ہو جاتے ہیں اور ہم مصائب سے محفوظ رہتے ہیں۔ تو یہ بات بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہم نے جب یہی عقیدہ رکھ کر وظیفہ کرنے والے مشرکوں کو تباہ کیا تھا تو نہ ان کو ان کے مزعومہ شفعاء اس عذاب سے چھڑا سکے اور نہ ہی ان کے وظیفے ان کے کچھ کام آئے۔

سورۃ محمد ﷺ

جب توحید کا مسئلہ دلائل نقلیہ و عقلیہ و وحیتیہ کے ساتھ اور وقائع و علل کے بیان کے ساتھ اور تذکیر آلاء اللہ اور تذکیر بما بعد الموت کے ساتھ غرض ہر طرح سے سمجھا دیا گیا۔ پھر ذہن میں ابھرنے والے شکوک اور شبہات کا بھی تسلی بخش اور مسکت جواب دیا گیا پھر بھی نہیں مانتے تو معلوم ہوا کہ یہ ضدی

صرف اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کو ناحق تنگ کرتے ہیں، اب ایسوں کا یہی علاج ہے کہ ان کو مارو اور ان کی سرکوبی کرو۔ لہٰذا ان کے ساتھ جہاد کا اعلان کر دو

سورۃ الفتح

آخر کار فتح تمہاری ہی ہوگی خوش ہو جاؤ اس لئے جہاد کرنا سستی نہ کرنا

سورۃ الحجرات

البتہ جہاد سے پہلے منظم و متحد و متفق رہنے کے لئے آداب سیکھ لو۔

سورۃ ق

اور جہاد صرف اسی لئے نہیں کہ وہ شرک کرتے ہیں۔ بلکہ وہ شرک کے ساتھ ساتھ قیامت کے بھی منکر ہیں۔ اس لئے ان کو یہ مسئلہ بھی سمجھا دو کہ مر کر ایک دن جی اٹھنا بھی ضرور ہے۔ اس لئے قیامت سے ڈر کر توحید مان لو

سورۃ والذاریات

اور صرف قبروں سے نکل کھڑا ہونا ہی نہیں بلکہ حشر بھی ہوگا جس میں جزا و سزا کے لئے سب کو جمع ہونا ہوگا۔

سورۃ والطور

پھر وہاں مشرکین میں سے کوئی ایک بھی عذاب اخروی سے جان بچا کر کہیں نہیں جا سکے گا۔

سورۃ والنجم

اور نہ یہاں کوئی شفیع غالب وہاں ہوگا جو انہیں اس عذاب سے چھڑا سکے

سورۃ القمر

غیروں کی پکار اس لئے منع ہے کہ اللہ کے سوا نہ کوئی ہمہ دان ہے اور نہ ہی کوئی کارساز نہ بگڑی بنانے والا۔

سورۃ الرحمٰن

اور اسی طرح اللہ کے سوا اور کوئی برکات دہندہ بھی نہیں ہے

سورۃ الواقعۃ (ثمرہ و نتیجہ)

پس اس صفت (برکات دہندگی) میں بھی اللہ کو غیروں سے پاک سمجھو

سورۃ الحدید

اور جو یہ مسئلہ نہ مانے۔ الٹا ماننے والے کو تنگ کرے زد و کوب کرے تو اس سے جہاد کرو اور جہاد کی خاطر انفاق فی سبیل اللہ بھی کرو جو اللہ ضرری ہے

سورۃ المجادلۃ

جہاد و انفاق میں کوتاہی کرنے والے کٹر منافقین کو زجرات سناؤ

سورۃ الحشر

جہاد و انفاق میں کوتاہی کرنے والے چھوٹے منافقین کو زجرات سناؤ

سورۃ الممتحنہ

جہاد و انفاق میں کوتاہی کرنے والے کمزور مؤمنین کو بھی زجریں سناؤ

سورۃ الصف

جہاد و انفاق میں کوتاہی کرنے والے کمزور ترین مؤمنین کو بھی زجریں سناؤ۔ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو جہاد کرو۔ دنیا میں فتح پاؤ گے

اور آخرت میں جنت دائمی ملے گی۔

سورۃ الجمعۃ

مومنو! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ کے ساتھ تعاون کرو۔ موت سے نہ گھبراؤ۔ موت سے تو مفر نہیں۔ انفاق فی سبیل اللہ کرو۔ خطبہ جمعہ میں اگر انفاق وغیرہ کے بارے ہدایات سُنو۔

سورۃ المنافقون

تم نے جمعہ کے خطبہ میں انفاق کے جو مسائل سُنے ہیں ان پر بدل و جان عمل کرو۔ انفاق کرو۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ دیکھو خزانے سب اللہ کے ہیں، وہی دے گا۔ مال اور اولاد کے خوف سے انفاق نہ چھوڑ بیٹھنا۔

سورۃ التغابن

چونکہ ہمہ کن، ہمہ دان، اور برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے آگے کوئی شفیع غالب نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے نہ نائب نہ معین، نہ وزیر، نہ نظیر، نہ مُشیر تو اٰمِنُوا باللّٰہِ ورسولہ والنور الذی انزلنا۔ اور کفار سے نہ ڈرو۔ اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ رکھو۔ باہم منظم اور متحد رہو۔ انفاق فی سبیل اللہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اجر دے گا

سورۃ الطلاق

آپس میں متحد رہو۔ نااتفاقی والے کام نہ کرو۔

سورۃ التحریم

اور اپنے نبیؐ کی اتباع کرو۔ اسی میں نجات ہے۔ ایمان کے بغیر نسبی تعلق کا کچھ

فائدہ نہیں ہے۔ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو آگ سے بچاؤ۔

سورۃ الملک

اور پھر نفی شرک بر کتی کی بھی کرتے رہو

سورۃ ن

اور کفار کے ایذا اور رسانی کی وجہ سے مسئلہ بتانے میں سست نہ بن بیٹھنا۔

سورۃ الحاقۃ

بلکہ قیامت کے عذاب سے ڈر کر شرک بر کتی سے خود بھی باز رہو اور دوسروں کو بھی روکو۔

سورۃ المعارج

اور دفع عذاب کے اسباب پر عامل اور کاربند رہو

سورۃ نوح

حضرت نوح علیہ السلام کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ اور اسی مسئلہ کی دعوت دیتے تھے

سورۃ الجن

جنوں نے بھی سن کر یہی مسئلہ اپنی جن برادری کو جا کر سکھایا

سورۃ المزمل

پس اے نبی ! آپ بھی قرآن پاک کے اسی دعویٰ پر قائم رہو کہ لا الٰہ الا هو فاتخذه وکیلاً

سورۃ المدثر

اور دوسروں کو بھی بتاؤ قُمْ فَأَنْذِرْ

سورۃ القیامۃ

اور یہ بھی سمجھاؤ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس سے ڈر کر دعوی توحید کا مان لو۔ قیامت تو آکر ہی رہے گی۔

سورۃ الدھر

اور پھر حشر بھی ہوگا۔ اس کے یقین کیلئے لئے بطور نمونہ کے انسان کی پیدائش کو ہی دیکھ لو

سورۃ المرسلٰت

اور اس کے علاوہ عذاب کے نمونے سُن لو۔

سورۃ النبا

اور پھر اس کے دلائل بھی تفصیل کے ساتھ سُن لو

سورۃ والنّٰزعٰت

اور پھر یہ بھی سوچو کہ قیامت کے دن فرشتے مقرر ہوں گے جو اچھوں کے ساتھ نرمی برتیں گے۔ اور بُروں کے ساتھ سختی برتیں گے۔

سورۃ عبس

تو پھر اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ بلکہ سب ایک دوسرے سے بھاگیں گے

سورۃ التکویر

پھر اپنے اپنے مقامات کی طرف سیدھے جا پہنچیں گے اور ان پر کئی طرح کے حالات وارد ہوں گے

سورۃ الانفطار

پھر وہ اپنی جگہوں سے نکل بھی نہ سکیں گے۔

سورۃ التطفیف

بلکہ نکلنے کے لئے کسی سفارشی کی سفارش بھی نہ چل سکے گی۔

سورۃ الانشقاق

پھر تم پر مختلف قسم کے کئی کئی حالات وارد ہوں گے

سورۃ البروج

پھر وہاں سے بھی نہ بھاگ سکو گے

سورۃ الطارق

بلکہ ہر ایک کے سر پہ فرشتہ نگران مقرر ہوگا

سورۃ الاعلیٰ

اس لئے ترکِ دنیا اختیار کرو۔ اور مسئلہ توحید مان لو

سورۃ الغاشیہ

اور عذابِ آخرت سے ڈرو۔

سورۃ الفجر

اور اسباب حبِ دنیا سے اعراض کرو۔ اور امورِ مصلحہ بجالاؤ تاکہ تمہارے
دل سے دنیا کی محبت نکلے۔

سورۃ البلد

اور مال کو صحیح مصارف میں لگاؤ تاکہ تمہارے دل سے دنیا کی محبت نکلے۔

سورۃ والشمس

دیکھو موحّد اور مشرک یکساں نہیں

سورۃ واللیل

اور نیک و بد بھی یکساں نہیں

سورۃ والضحٰی

یارسولؐ اللہ ! آپ تسلّی رکھیں

سورۃ الانشراح

اور آپ کے صحابہ کرام رضہ بھی تسلی رکھیں

سورۃ والتّین

دنیا کوئی چیز نہیں

سورۃ العلق

قرآن بڑی دولت ہے قرآن پڑھو پڑھ سناؤ۔ کوئی مانے یا نہ مانے

سورۃ القدر

یہ قرآن وہ ہے جو برکت کی رات (لیلۃ القدر) میں اترنا شروع ہوا۔

سورۃ البیّنۃ

اور اس قرآن میں مسئلہ توحید کا بیان ہے اور یہ مسئلہ سب کو ملا ہے۔ اگر کافر معاند نہیں مانتے تو کیا ہوگیا

سورۃ الزلزال

آخرت میں ہر نیک و بد اپنے اپنے کئے کا بدلہ دیکھ لے گا

سورۃ والعٰدیٰت

مگر افسوس کہ قرآن جیسی غیر مترقبہ نعمت ملنے کے باوجود کافر ناقدر شناس ہیں

سورۃ القارعۃ

تو ایسے ناقدر شناس کافروں کا قیامت کے دن بُرا حشر ہوگا۔ البتہ نیک
لوگ خوش ہوں گے

سورۃ التکاثر

کہ کافر اب حبِّ دنیا میں غترہ ہیں

سورۃ العصر

مگر یہی محبتِ دنیا ان کو تباہ کرے گی

سورۃ الھمزۃ

جو کہ مال کے نشے میں مست ہیں

سورۃ الفیل

انا نہیں سوچتے کہ ہاتھی والوں کا کیا انجام ہوُا

سورۃ قریش

قریشیو! انہیں اسی بیت اللہ کی بدولت عزت ہے۔ انہیں تو چاہئے تھا کہ
صرف اللہ پاک کو پکارتے

سورۃ الماعون

مگر ان پر افسوس ہے کہ عقائد کے علاوہ ان کا معاشرہ بھی خراب ہے کہ یتیموں اور
مسکینوں کو دینے کی بجائے کسی کو کوئی چیز صرف برتنے کیلئے بھی نہیں دیتے۔

سورۃ الکوثر

اچھا ! یارسول اللہ ! آپ کو تو قرآن پاک مِلا ہے۔ آپ بدستور نفی شرک اعتقادی و عملی میں مشغول رہیں

سورۃ الکافرون

اور کافروں سے بائیکاٹ کریں

سورۃ النصر

اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے

سورۃ اللھب

اور کفار کو ہلاک کرے گا

سورۃ الاخلاص

اور کامل توحید کا اعلان کر دو

سورۃ الفلق

اور خود بھی اسی پر بدستور قائم رہو اور اس کی تبلیغ کرتے رہو اور دنیوی آفات سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آؤ

سورۃ الناس

اور اخروی و دینی آفات سے بچنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ میں آؤ

سورۃ الفاتحۃ

اور یہی کہو کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے رہیں گے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِصطِلاحات القرآن

(۱) دعویٰ یا موضوع سورۃ

سورت کا وہ مرکزی مضمون جو تمام سورۃ کے لئے بمنزلہ محور کے ہے اور سورۃ کے باقی مضامین اسی کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ دعویٰ کی مثال بیج کی سی ہے۔ تو جیسے درخت کے ہر پتے اور شاخ میں بیج کا اثر ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ہر درخت دوسری نوع کے درختوں سے ممتاز نظر آتا ہے اسی طرح سورت کی ہر آیت کو اصل دعویٰ سے ضرور کوئی نہ کوئی تعلق ہوتا ہے۔ اور اس دعویٰ کی بنا پر ایک سورت دوسری سورت سے ممتاز نظر آتی ہے۔

(۲) دلیل

دلیل وہ بیان ہے جس سے دعویٰ ثابت کیا جائے۔ دلائل قرآنی تین قسم کے ہیں دلیل عقلی۔ دلیل نقلی۔ دلیل وحی۔ دلیل عقلی دو قسم ہے ۱۔ عقلی محض ۲۔ عقلی مع اعتراف الخصم۔ دلیل عقلی میں وہ امور ذکر ہوتے ہیں جن کا تعلق عقل سے ہو۔ دلیل عقلی مع اعتراف الخصم مخالف کے سامنے بطور استفہام کے بیان ہوتی ہے۔ پھر ساتھ ہی مخالف کے تسلیمی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب دیا جاتا ہے۔

دعویٰ کے اثبات کے لئے کوئی نقل پیش کی جائے تو وہ دلیل نقلی ہے۔

دلیل نقلی کی سات قسمیں ہیں :-

○ گزشتہ آسمانی کتابوں سے ○ انبیاء سابقین کو اجمالاً ○ انبیاء سابقین سے تفصیلاً نام بنام ○ کتب سابقہ کے جاننے والے ان علماء سے جو عہد نبوی میں تھے
○ جنات سے ○ ملائکہ سے ○ ملحد سے

○ دلیل وحی: دعوے کے ساتھ حضورؐ کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوتا ہے کہ کہہ دو کہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ نے بذریعہ وحی مجھے حکم دیا ہے کہ تم یہ دعوے لوگوں تک پہنچاؤ۔

(۳) تنویر دعویٰ

بعض دفعہ مخالفین سے دعوے کا ایک حصہ تسلیم کرا کے اس کے باقی حصے نہایت وضاحت سے ان کے سامنے بیان کر دئیے جاتے ہیں جن کی وہ سرائحۃً تردید نہیں کر سکتے۔ اس طرح گویا انہوں نے دعویٰ کے تمام حصے صراحۃً و ضمناً تسلیم کر لئے ہیں۔

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ بیان کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے کسی پہلو کو زیادہ واضح کرنے یا اس سے متعلق کسی شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے کلام لایا جاتا ہے جو پہلے بیان کی تنویر کہلائے گا۔

(۴) تخویف

دعویٰ منوانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے ڈرانا۔

تخویف دو قسم ہے ۱۔ تخویف دنیوی اگر اس گرفت کا تعلق دنیا سے ہو
۲۔ تخویف اخروی اگر اس گرفت کا تعلق آخرت سے ہو۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی اصطلاح میں "تذکیر بایام اللہ اور تذکیر بما بعد الموت" ہے

⑤ بشارت یا تبشیر

دعوے ماننے والوں کے لئے انعامات کی خوشخبری کا بیان۔

تبشیر بھی دو قسم دنیوی و اخروی۔

⑥ شکوئی

منکرینِ دعوئی جب مقابلہ میں دعوئی پیش کرنے والوں کو مختلف طریقوں سے ذلیل وعاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے عجز کو دیکھ کر ان کے پیش کردہ دعوئی کو چھوڑ دیں، تو ایسے لوگوں کے حالات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شکایت کی جاتی ہے اس کا نام شکوئی ہے۔ بعض اوقات جوابِ شکوئی بھی ساتھ ذکر ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات خالی شکوئی ہوتا ہے۔

شکوئی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی ابتداء قَالَ یا قَالُوْا سے ہوگی

⑦ زجر

منکرینِ دعوئی کو ان کی ناجائز حرکات اور نامعقول مطالبات پر جھڑکنا زجر ہے

تنبیہ

انبیاء کرام علیہم السلام سے خلافِ اولیٰ فعل سرزد ہو جائے اللہ کی طرف سے تنبیہ آتی ہے

⑧ تسلیۃ (تسلی)

دعوئی توحید پیش کرنے والوں پر جب منکرینِ دعوئی کی طرف سے طرح طرح کی تکالیف آتی ہیں اور نکتہ چینی بھی کرتے ہیں اس پر اللہ کی طرف سے دعوئی پیش کرنے والوں کو تسلی دی جاتی ہے۔ جس سے ان کے دلوں کو مضبوط اور زیادہ مطمئن کرنا ہوتا ہے۔

(۹) امور مصلحہ

دعویٰ ملنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ دعویٰ پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ امور انتظامیہ کے بیان کردہ احکامات کے مطابق عمل کریں تاکہ مسلمین باہم منظم اور متحد اور اتفاق سے رہیں۔ اور یہ پابندیٔ احکام دشوار امر ہے اس لئے ان کے ساتھ کچھ ایسے امور کا بیان ضروری ہے جو استقامت اور عملِ صالح پر ممد ہوں اور جن سے باطن کی اصلاح ہو اور موحد ہر مشکل سے مشکل حکم پر آمادہ عمل ہو جائیں۔ ایسے امور کو امور مصلحہ کہتے ہیں۔

(۱۰) اندماج یا ادماج

کسی مثال یا واقعہ کے مقصودی حصے کو صراحتہً بیان کیا جائے اور غیر مقصودی حصے کو حذف کر دیا جائے جو معمولی غور و فکر سے سمجھا جا سکے اس کو اندماج یا ادماج کہتے ہیں۔ اور قرآن پاک میں اندماج کثرت سے ہے۔

(۱۱) ادخالِ الٰہی

کوئی قصہ نقل ہو رہا ہو یا کوئی مضمون بیان ہو رہا ہو تو اثنائے کلام میں اللہ تعالیٰ اپنی بات ارشاد فرما دیتے ہیں جو اس قصہ یا مضمون کا حصہ تو نہیں ہوتا۔ مگر اس سے متعلق ضرور ہوتا ہے

(۱۲) اعادۂ بُعدِ عہد

ایک مضمون بیان ہو رہا ہو مگر اس کا نتیجہ اور حکم اس مضمون کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا اس سے پہلے اس مضمون کے متعلقات آجاتے ہیں پھر نتیجہ ذکر کرنے سے پہلے اس مضمون کو دہرایا جاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ مرتبط ہو جائے یہ اعادۂ بعد عہد ہے

(۱۳) جبّاریّۃ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو حق سمجھنے، دیکھنے، اور سُننے کے لئے دل، آنکھیں، اور کان دیے ہیں، اور حق سمجھانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان کتابیں نازل کیں، اِن تمام امور کے باوجود جو شخص حق کو نہ سمجھے نہ دیکھے اور نہ سُنے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے حق کا مقابلہ کرے اور اپنے عقائد باطلہ اور اعمالِ مشرکانہ پر ڈٹا رہے تو ایسے لوگوں کی حق سننے اور سمجھنے کی توفیق ماؤف ہوجاتی ہے۔ اور اس طرح ان سے ایمان لانے کی توفیق سلب ہوجاتی ہے، اس حالت کا نام مہرِ جبّاریت ہے۔ اور یہ جَبر نہیں۔ کیونکہ جَبر تب ہوتا کہ حق سمجھنے کی قوت ہی نہ دی جاتی، اور حق پہچاننے کے وسائل مہیا نہ کیے جاتے۔ قال العارف الرومی

این نہ جبر و معنئ جبار نیست — معنئ جبّاریت راز اری است

(۱۴) ربط القلب

مہرِ جبّاریت کی ضد ہے۔ جب انسان ہدایت کی راہ اختیار کرلیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو یقین محکم اور اس کے ایمان کو دولتِ استقامت سے مالامال فرمادیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص گمراہی اور ضلالت سے محفوظ ہوجاتا ہے، دل کی اس کیفیت کا نام ربط القلب ہے۔

فائدہ

ہدایت کے چار درجے ہیں ایک انابت یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔ اور ضدٗ عناد اور تعصّب کو چھوڑ کر راہِ ہدایت کی تلاش کرنا۔ ہدایت صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن میں انابت الی اللہ کا جذبہ موجود ہو

دوسرا درجہ **ہدایت** (سیدھی راہ پانا) یہ درجہ انابت کے بعد حاصل ہوتا ہے
تیسرا درجہ **استقامت** ہدایت کے بعد ہے۔ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق سیدھی راہ پر چلنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے استقامت عطا فرما دیتا ہے
چوتھا درجہ ربط القلب جو ایمان کی پختگی کا سب سے اونچا درجہ ہے۔ جیسے یہ درجہ حاصل ہو جائے' دنیا کی کوئی طاقت اسے ایمان اور اسلام سے برگشتہ نہیں کر سکتی۔ مگر یہ درجہ اللہ کی ہدایت اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع کے بغیر ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا؛

فائدہ

ضلالت کے بھی چار درجے ہیں۔ ریب، ضلال، جدال، مہر جباریت،
پہلا درجہ ریب: شک، گمراہی کا پیش خیمہ ہے۔ پہلے پہلے آدمی کے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں جو اس کو صراط مستقیم اور راہ ہدایت سے بھٹکاتے ہیں۔
دوسرا درجہ **ضلالت**: دین حق سے متعلق شکوک کا ازالہ نہ کیا جائے اور وہ شکوک کسی کے دل میں بیٹھ جائیں تو ضلالت میں گر جاتا ہے اور راہ حق کو چھوڑ کر باطل کی راہ اختیار کرتا ہے
تیسرا درجہ **جدال**: گمراہ آدمی اپنے غلط عقائد کو صحیح وحق ثابت کرنے کیلیے اہل حق سے جدال (جھگڑا) کرتا ہے اور ضد وعناد سے ہر حق بات کو رد کر دیتا ہے
چوتھا درجہ مہر جباریت (طبع علی القلب یا ختم علی القلب): جب آدمی حق کے مقابلہ میں جدال اور جھگڑا شروع کرتا ہے اور تمام عقلی ونقلی دلائل سے حق کے واضح اور ثابت ہو جاتے پر بھی حق کو نہیں مانتا اور اپنی ضد اور عناد پر ڈٹا

رہتا ہے تو اب اس کے دل پر مُہر لگ جاتی ہے۔ یعنی اس کے دل میں جو کفر و نفاق اور شرک ہے وہ دل سے باہر نہیں نکل سکتا، اور جو اس کے دل سے باہر ہے یعنی ایمان و یقین اور توحید و اخلاص وہ اس کے دل میں داخل نہیں ہو سکتا۔

جب آدمی گمراہی کے اس درجہ میں پہنچ جائے تو اس کا راہِ حق پر آنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس درجہ میں اس سے ہدایت کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے اسی کا نام ہے طبع علی القلب یا ختم علی القلب اور اسی کیفیت کو مُہر جبّاریت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

پیرِ طریقت محدث و مفسر و فقیہ العصر حضرت مولانا حسین علی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے تفسیر بے نظیر صفحہ ۲ میں لکھا ہے کہ

تمام خلاصہ اور کتاب قرآن شریف کا حٰمٓ مؤمن میں ہے۔ خلاصہ حٰمٓ مؤمن کا فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ہے

تفسیر مواہب الرحمٰن اور تفسیر عزیزی میں ہے کہ حضرت شاہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ تمام قرآن الحمد شریف میں ہے۔ اور سورتِ فاتحہ تمام بِسْمِ اللّٰهِ میں ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ 'ب' میں ہے۔

اَلْحَمْد شریف کا خلاصہ یہ ہے: صفتوں (مخصوصہ) کے لائق تمام اللہ تعالیٰ ہے۔ خاص اسی کو پکاروں گا۔

بِسْمِ اللّٰه شریف کا خلاصہ: خاص اللہ تعالیٰ ہی سے مانگوں گا غائبانہ، ب کا معنٰی اِسْتِعَانَۃ ہے۔ اس کا متعلق محذوف ہے۔ اخیر میں متعلق

نکالنا فائدہ حصر کا دیتا ہے (تقدیم ما حقہ التاخیر یفید الحصر)
یعنی خاص اللہ تعالیٰ سے مانگوں گا

بس تمام قرآن ب میں آگیا۔

الحمد للہ رب العلمین سب بادشاہی اور نعمتیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں ہر شے ہر وقت جاننے والا خاص اللہ تعالیٰ ہے۔ تسلّط فوق الاسباب خاص اللہ تعالیٰ کو ہے۔ علم غیبی فوق الاسباب خاص اللہ تعالیٰ کو ہے پس کہو الیسی حمدیں خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں نہ اور شرکاء کے لئے۔ پس ہم خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور خاص اسی کو پکارتے ہیں۔ اے اللہ! اسی راستہ پر ثابت رکھ۔

عبادت کے معنے ہامش مدارج السالکین ص ۴۰ میں ہے العبادۃ ان یعتقد ان للمعبود (للمعظم) سلطۃ غیبیۃ ای فی العلم والتصرف فوق الاسباب ھذہ عبادۃ اعتقادیۃ۔ فکل مدح اوثناء او تعظیم ینشاء من ھذہ الاعتقاد فھو عبادۃ۔ یعنی تسلّط غیبی فوق الاسباب تصرّف میں یا علم میں کسی کے لئے ثابت کرنا عبادت اعتقادی ہے۔ پس ہر مدح یا تعظیم جو اس اعتقاد سے ہو وہ عبادت ہے: پس عبادت خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اگر عبادت غیر کی بھی کرے تو مشرک ہوجائیگا۔ عبادت غیر اللہ کی کرنی شرک ہے۔ بڑی عبادت حاجات میں غائبانہ پکارنا قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی (ای دعائی)۔ (ابن جریر وابن کثیر وسندہ) سیدخلون جھنم داخرین ؀
واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واھل بیتہ وذریاتہ اجمعین ۔ کتبہ محمد حسین نیلوی غفرلہٗ

کیا قرآنی آیات
اسماء الحسنیٰ، ادعیه مسنونه
کا تعویز لکھ کر لٹکانا
جائز ہے یا نہیں؟

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا

علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمہ اللہ

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

سوال: کیا قرآنی آیات اور ادعیۂ مسنونہ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ کو لکھ کر بطور تعویذ گلے میں لٹکانا جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگ اس قسم کے تعویذوں کو شرک اور حرام کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کا نظریہ کیا ہے۔ (صوفی محمد نواز نصر خیل میانوالی)

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے، عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ ﷺ قال اذا فزع احدکم فی النوم فلیقل اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ھمزات الشیٰطین وان یحضرون فانہا لن تضرہ۔ وکان عبد اللہ بن عمرو یعلمہا من بلغ من ولدہ ومن لم یبلغ منہم کتبہا فی صک ثم علقہا فی عنقہ (مشکوٰۃ ص ۲۱۷)

یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو نیند میں گھبراہٹ ہو جائے اور وہ گھبرا اٹھے تو یہ دُعا پڑھے: اعوذ بکلمات اللہ

التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ھمزات الشیطین وان یحضرون۔ اس طرح پڑھنے سے شیطان نہ آئیں گے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو کا معمول تھا کہ وہ اپنے بالغ بچوں کو یہ دُعا زبانی یاد کرادیتے تھے کہ یہ دُعا مانگتے رہا کریں، اور نابالغ بچوں کے گلے میں یہی دُعا لکھ کر لٹکا دیا کرتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کے علاوہ یہ حدیث ابوداؤد ج ۲ ص ۱۸۷، اور ترمذی ج ۲ ص ۱۹۶ میں بھی آئی ہے۔

نیز تفسیر قرطبی ج ۱۰ ص ۳۱۶ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اعوذ بکلمات اللہ التامات واسمائہ کلہا عامۃ من شر السامۃ والھامۃ ومن شر العین اللامۃ ومن شر حاسد اذا حسد ومن ابی فروۃ وما ولد۔ یہ الفاظ زعفران یا گیرو کے ساتھ لکھنا برص، جنون، جذام، اسہال، سل، بخار اور تنگی نفس کی بیماریاں دُور کرنے کے لیے مفید ہیں۔ باذن اللہ تعالیٰ۔

اسی واسطے امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن مجید کی آیت یا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی دُعا لکھ کر کھلائی پلائی جائے یا گلے میں لٹکائی جائے تو یہ جائز ہے۔ صحابۂ کرامؓ میں سے ① ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ② حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ③ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کی روایات بھی ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں۔ اور تابعین میں سے ④ سعید بن المسیب ⑤ محمد بن سیرین ⑥ محمد باقر رحمہم اللہ تعالیٰ کی روایات بھی ہیں۔ ان کے علاوہ ⑦ امام مالک ⑧ امام شافعی ⑨ سفیان ثوری، اور ⑩ ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی روایات موجود ہیں کہ قرآنی آیات یا ادعیۂ ماثورہ لکھ کر کھلانا پلانا یا گلے میں لٹکانا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے علامہ زرکشیؒ کی اصول تفسیر "البرہان فی علوم القرآن" اور تفسیر قرطبی۔

ہمارے اکابرین میں ① حضرت شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) ② شاہ محمد معصوم ③ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ④ شاہ عبدالعزیز ⑤ شاہ محمد اسحٰق جد علماءِ دیوبند،

⑥ شاہ قطب الدین صاحب مظاہر حق ⑦ مولانا رشید احمد گنگوہی ⑧ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ⑨ مولانا عبد الحی لکھنوی ⑩ مولانا سید حسین احمد مدنی ⑪ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن ⑫ مولانا مفتی محمد شفیع ⑬ مولانا عاشق الٰہی ⑭ مولانا احمد علی سہارنپوری کے علاوہ ⑮ استاذی المکرم مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ محدث دہلوی اور ہمارے پیر و مرشد ⑯ رئیس المفسرین والمحدثین مولانا شاہ حسین علی الوانی۔ اور ان کے پیر و مرشد ⑰ حضرت شاہ محمد عثمان دامانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ یہ تمام قرآنی آیات سے تعویذ لکھنے کو جائز کہتے ہیں۔ چودہ صدیوں میں سب علماء جواز کے قائل ہیں۔ کسی نے قرآنی آیات کو شرک نہیں کہا۔ البتہ دو ہستیوں ① حضرت حسن بصری اور ② حضرت ابراہیم نخعی رحمہا اللہ تعالیٰ کا نام پیش کیا جاتا ہے کہ وہ تعویذ لکھنے سے منع فرماتے تھے اگرچہ ان میں قرآنی آیات ہی ہوں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایسے نومسلموں میں رہتے تھے جو شرکیہ تعویذات لکھ کر لٹکاتے اور تعویذات کو ہی نافع اور موثر سمجھتے تھے۔ اس لیے ان بزرگوں نے تعویذات لکھنے اور گلے میں لٹکانے سے ان لوگوں کو مطلقاً منع فرمایا کہ "نہ ہوگا بانس نہ بجے گی بانسری" کیونکہ خدشہ تھا کہ اگر ان لوگوں کو تعویذات لکھنے کی اجازت دے دی گئی تو یہ لوگ آیاتِ قرآنیہ والے تعویذوں کو بھی مؤثر سمجھ کر شرکیہ عقائد میں ملوث و مبتلا نہ ہو جائیں، کیونکہ موثرِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اس کی مثال اس طرح ہے جس طرح سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تیمم کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرما دیا تھا۔ ان کا موقف تھا کہ یہ سست اور کاہل لوگ ایسے ہیں کہ اس رعایت سے ناجائز فائدہ اٹھائیں گے اور معمولی سی تکلیف میں بھی تیمم کرنا شروع کر دیں گے۔

التمائم شرک کی حقیقت

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد حاضر ہوا، جس نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر

شرک سے توبہ اور اسلام قبول کرنے کی بیعت کی۔ ان لوگوں میں سے ایک کے گلے میں تعویذ لٹک رہا تھا۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے ہاتھ نہ ملایا، اور فرمایا: التمائم شرك کہ تعویذ تو شرک ہے اور تم تو شرک سے توبہ کرنے کے لیے آئے ہو اس لیے پہلے اس تعویذ کو اپنے گلے سے اتار کر پھینکو، پھر مجھ سے بیعت کرنا۔ آج کل جو لوگ قرآنی آیات، اللہ تعالیٰ کے نام اور ادعیۂ ماثورہ کے تعویذوں کو شرک بتلاتے ہیں وہ اسی واقعہ کو استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ اس واقعہ میں جس وفد کا ذکر ہے وہ وفد تو مشرکین کا تھا جو شرک سے توبہ اور اسلام کی دعوتِ توحید کو قبول کرکے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرکے مشرف بہ اسلام ہونے کے لیے حاضر ہوا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان میں سے اگر کسی ایک کے گلے میں تعویذ تھا تو وہ یقیناً کسی مشرک، یہودی یا عیسائی کا لکھا ہوا ہی ہوگا اور اس میں یقیناً قرآنی آیت بھی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تعویذ جو تمہارے گلے میں لٹکا ہوا ہے چونکہ اس میں مشرکانہ الفاظ ہیں اس لیے اسے اتار پھینکو۔

اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی کا مطلب یہی ہوتا کہ قرآنی آیت اور اللہ تعالیٰ کے نام کا تعویذ بھی شرک ہے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو شرک سے کوسوں دور بھاگتے تھے اور شرک کے معاملے میں ہم لوگوں کی نسبت بہت زیادہ حساس تھے، وہ تو کبھی بھی تعویذ لکھ کر گلے میں نہ ڈالتے۔ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کا نام، قرآنی آیات اور ادعیہ ماثورہ لکھ کر گلے میں ڈالا تو یہ ہرگز شرک نہ ہوا۔ اور اب یہ لوگ جو ایسے تعویذوں کو بھی شرک کہتے ہیں جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں تو ان کا یہ کہنا در پردہ صحابۂ کرام کو مشرک کہنا ہوا (نعوذ باللہ) اور یہ بڑی بیباکی اور جرأت کی بات ہے، جو گناہِ کبیرہ ہے۔ اللہ ہمیں اس بیباکی اور گناہِ عظیم سے محفوظ رکھے۔ آمین

اب رہی وہ حدیث جو ترمذی، ابو داؤد اور مشکوٰۃ کے حوالے سے تعویذوں کے جواز میں ہم نے تحریر کی ہے تو اس حدیث کو مخالفین ضعیف کہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اس حدیث کی سند منقطع ہے جو ضعف کی علامت ہے لیکن ان کا یہ کہنا غلط ہے، کیونکہ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایسی احادیث کو جن میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ آتا ہے کئی مقامات پر حسن صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح حضرت امام بخاری، حضرت امام احمد بن حنبل حضرت اسحٰق بن راہویہ اور اسی طرح کے دیگر بڑے بڑے اساطین اسلام اس حدیث کو دلیل میں پیش کرتے ہیں جس میں یہ سند عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٗ ہوتی ہے۔ اور اگر کسی محدث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے تو اسے غلط فہمی ہوئی ہے، کیونکہ حضرت شعیب نے اپنے والد حضرت محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص سے چند احادیث سنیں، اس کے بعد ان کے والد وفات پا گئے، اپنے والد کی وفات کے بعد حضرت شعیب اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پڑھتے رہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے جو احادیث رسول کا مجموعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں "الرسالۃ الصادقہ" کے نام سے تحریر فرمایا تھا، اور کسی دوسرے شخص کو اس کے مطالبے پر بھی نہ دیتے تھے، اپنے پوتے شعیب بن محمدؒ کو عنایت فرما دیا اور ہدایت کی کہ اس رسالۃ الصادقہ کو دیکھتے اور پڑھتے رہنا، اور یہ بھی فرمایا کہ اس میں سے آگے بیان کرنے کی بھی تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ جو صحیفہ خود ایک صحابیٔ رسول نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ان کے سامنے بیٹھ کر تحریر فرمایا اور پھر اپنے شاگرد اور پوتے کو اس کی تبلیغ و اشاعت کی غرض سے دے دیا اور پھر پوتے نے بھی اسی صحیفہ کو دیکھ کر بے کم و کاست آگے اپنے شاگردوں کے سامنے بیان کر دیا تو اس میں عیب، سقم یا ضعف کی کونسی

بات ہے، اسے کس اصول سے منقطع یا ضعیف کہا جا سکتا ہے۔ بہرحال تعویذات جو قرآنی آیات یا اسم ذات یا ادعیہ ماثورہ سے لکھے جائیں اور ان میں شرکیہ الفاظ بھی نہ ہوں تو ان میں کچھ حرج کی بات نہیں۔

۱

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ○

اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بیشک جو لوگ میری بندگی سے تکبر کرتے ہیں تو وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے

قرآن مجید کی بتائی ہوئی

انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام

کی

اِدْعِيَہ مُبَارَکَہ

مؤلفہ:

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا

علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی قال فی کتابہ الحمید العزیز المجید الکریم الحکیم الذی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین وقال واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلہم یرشدون وقال ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین وقال ومن یدع مع اللہ الٰہاً آخر لا برہان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ انہ لا یفلح الکافرون وقال قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا وقال قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الارض وما لہم فیہما من شرک وما لہ منہم من ظہیر ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ وقال قل اندعو من دون اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا الآیۃ وقال تعالیٰ فی ذکر الانبیاء انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا ورہبا وکانوا لنا خاشعین وقال وکانوا لنا عابدین

والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد الذی ارسل الینا بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وشہد انہ لا الٰہ الا اللہ وقال اللہ تعالیٰ لہ قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاہلون ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین بل اللہ فاعبد وکن من الشاکرین

وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین کانوا معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اشاعوا الدین واقاموہ وشادوہ

الغرض آج ہم اس دَور سے گذر رہے ہیں کہ دنیا کی دوڑ دھوپ میں اپنے خالق، مالک، رازق کو بالکل بھول گئے ہیں بعض تو سرے سے اللہ تعالیٰ کے وجود ہی کے منکر ہیں۔ اور بعض خدا کے قائل تو ہیں مگر ساتھ ہی اس کے شریک، معاون، نائب، ذیل دار، وزیر، مشیر اور شفیع نبی کے قائل ہیں۔ اور جو دعائیں اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہییں وہ اللہ کی مخلوق سے مانگتے ہیں۔ اور کبھی مانگتے تو اللہ تعالیٰ سے بھی ہیں مگر مخلوق میں سے کسی معظم ہستی کو وسیلہ پیش کرتے ہیں

جیسے مسیحی لوگوں کا طریقہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعائیں مانگتے ہیں چنانچہ دعائے عام مسیحی کی نماز صفحہ میں مرقوم ہے

اے قادر مطلق خدا! ہم پر رحم کر، ہمارے سب گناہوں کو بخش دے ہمیں ساری برائی سے بچا۔ ہر طرح کی نیکی میں ہم کو مستحکم و مضبوط کر۔ اور ہمیں ابدی زندگی کو پہنچا ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے۔ آمین

۲: اے خداوند ہمارے آسمانی باپ!..... تو نے ہمیں آج کی صبح تک بسلامت پہنچایا ہے اپنی بڑی قدرت سے دن بھر ہماری حمایت کر۔ اور یہ بخش کہ آج نہ تو ہم کسی گناہ میں پھنسیں اور نہ کسی طرح کے خطرے میں پڑیں بلکہ تیری حکومت سے ہمارے سب کاموں کا ایسا انتظام ہو کہ جو کچھ تیرے حضور راست ہے وہی ہمیشہ کیا کریں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے۔ آمین

۳: اے خدا تمام پاک خواہشیں، سب اچھی تدبیریں اور کل نیک اعمال تیری طرف سے آتے ہیں اپنے بندوں کو وہ اطمینان دے جو دنیا نہیں دے سکتی تاکہ ہمارے دل تیرے حکم بجا لانے پر مستعد رہیں۔ اور ہم تیری پناہ میں اپنے

دشمنوں سے بے خوف ہو کر اپنا وقت امن اور چین سے گذاریں۔ یہ ہمارے منجی یسوع مسیح کے ثواب کے وسیلے سے ہو۔ آمین۔

ص ۳۰۹ : اے خداوند ہم تجھ سے منت کرتے ہیں کہ تُو اس مقام پر توجہ کر۔ اور یہاں سے دشمن کے پھندوں کو دُور کر۔ یہ بخش کہ تیرے پاک فرشتے یہاں رہ کر ہمیں صحیح سلامت رکھیں۔ اور تیری برکت ہم پر ابد تک قائم رہے ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے آمین۔

اے خداوند ہم اپنے عزیزوں اور دوستوں (خصوصاً فلاں) کو اس رات تیری حفاظت اور رحمت کے سپرد کرتے ہیں۔ ہم تجھ سے منت کرتے ہیں کہ تُو ان کی تمام ضروریات پوری کر۔ اور انہیں سب آزمائشوں سے رہائی بخش اس زندگی میں ان کی رہنمائی کر۔ اور اپنی آسمانی بادشاہت میں انہیں صحیح سلامت پہنچا، ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے۔ آمین

اے قادر مطلق خدا ہم پر رحم فرما۔ ہمارے گناہوں کو معاف کر، ہمیں نیک کاموں کے لیے قوت بخش۔ اور ابدی زندگی کی راہ پر ہمیں لے چل ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے۔ آمین

اسی طرح بیشمار دعائیں ہیں۔ آپ کتاب منگوا کر دیکھ سکتے ہیں کہ اکثر مقام میں دعا کے اخیر یہ لفظ ہیں "ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے۔
اور کئی مقامات میں ہے "یسوع کی خاطر سے" مثلاً ص ۳۱۳ و ص ۴۳
اور کئی جگہ ہے "خداوند یسوع مسیح کا فضل" مثلاً ص ۳۱۴، ص ۳۱۳
اور کئی جگہ ہے "خداوند یسوع مسیح کا فضل و رحم" مثلاً ص ۳۵۲
اور کئی جگہ ہے "یسوع مسیح کے ثواب کے طفیل سے" مثلاً ص ۵۵ اور کئی جگہ ہے "یسوع مسیح کا واسطہ دے کر" مثلاً ص ۴۶ کہیں ہے "شفیع یسوع مسیح کی عزت کے واسطے" مثلاً ص ۴۶

اور خود حضرت عیسیٰ ؑ کو براہ راست بھی پکارتے ہیں چنانچہ اسی دعائے دعائے عام ۲۳ میں ہے اے مسیح! تو جلال کا بادشاہ ہے۔ تو باپ کا ازلی بیٹا ہے..... ہم تیری منت کرتے ہیں کہ تو اپنے بندوں کی مدد کر جن کا فدیہ تو نے اپنے قیمتی خون سے دیا ہے..... اے خداوند اپنی امت کو سلامت رکھ۔ اور اپنی میراث کو برکت بخش ان پر حکومت کر اور ابد تک انہیں سرفراز فرما۔ روز بروز ہم تیری [illegible] کرتے ہیں۔ اور تیرے نام کی پرستش ابد الآباد کرتے رہیں گے۔ اے خداوند مہربانی کر کے آج ہمیں گناہ سے بچائے رکھ۔ اے خداوند ہم پہ رحم کر۔ ہم پہ رحم کر۔ اے خداوند! اپنی رحمت ہم پر نازل کر کیونکہ ہمارا بھروسہ تجھ ہی پر ہے.....

۲۵: خداوند! ہم پہ رحم کر۔ مسیح! ہم پہ رحم کر۔

۳۶: اے خدا بیٹے جہان کے فدیہ دینے والے! ہم عاجز گنہگاروں پر رحم کر۔

۲۷: اے خدا کے بیٹے! ہماری سن اے خدا کے برے تو جو جہان کا گناہ اٹھا لے جاتا ہے اپنا اطمینان ہمیں بخش..... ہم پہ رحم کر۔ اے مسیح ہماری سن۔

۳۴ اے مسیح! ہمیں دشمنوں سے پناہ دے، ہماری مصیبتوں پر مہر کی نظر کر۔ ترس کھا کے ہمارے دل کے غموں پہ نگاہ کر۔ رحم کر کے اپنے لوگوں کے گناہ معاف فرما۔ کرم کے ساتھ ہماری دعاؤں پر توجہ فرما۔ اے ابنِ داؤد ہم پر رحم کر۔ اے مسیح! اب اور ہمیشہ مہربانی کر کے ہماری سن اے مسیح مہر سے ہماری سن۔ اے خداوند! تیری رحمت ہم پر نازل ہو کیونکہ ہمارا تجھ پہ [illegible] ہے۔

۳۵ اے خداوند یسوع مسیح! تو نے اپنے رسولوں سے کہا تھا کہ میں تمہیں اپنا اطمینان دیئے جاتا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں۔ ہمارے گناہوں

پر نہیں بلکہ اپنی کلیسیا کے ایمان پر نظر کر۔ اور اسے وہ اطمینان اور یگانگی عنایت کر جو تیری مرضی کے مطابق ہے۔ تو باپ اور روح القدس کے ساتھ واحد خدا ابدالآباد جیتا اور سلطنت کرتا ہے۔ آمین۔

اسی طرح اور بہت سی دعائیں حضرت عیسیٰ کو ندا کر کے مانگی گئیں

اور روح القدس کو ندا کر کے روح القدس سے دعائیں مانگتے ہیں

پیشوا: اے خدا روح القدس! تو جو باپ اور بیٹے سے صادر ہے ہم عاجز گنہگاروں پر رحم کر۔

جماعت: اے خدا روح القدس! ہم پر رحم کر۔

اے روح القدس اپنے ایمان داروں کے دلوں کو بھر دے اور ان میں اپنی محبت کی آگ بھڑکا۔

اور اماں مریم کو ندا کر کے ان سے دعائیں مانگتے ہیں

اے خدا کی پاک والدہ! ہمارے واسطے دعا کر تاکہ ہم مسیح کی وعدوں کے لائق بنائے جائیں۔ اے ملکہ آسمان کی! شادماں ہو ہلیلویاہ! اس لیے کہ جس کو تو رحم میں رکھنے کے لائق ہوئی ہلیلویاہ! وہ جی اٹھا جس طرح اس نے کہا تھا ہلیلویاہ! ہمارے واسطے خدا سے دعا کر ہلیلویاہ! خوش و خرم ہو اے کنواری مریم! ہلیلویاہ! کیونکہ خداوند درحقیقت جی اٹھا ہے ہلیلویاہ خوش و خرم ہو اے کنواری مریم! ہلیلویاہ

سلام اے ملکہ رحم کی ماں۔ ہماری زندگی ہماری شیرینی اور ہماری امید! تجھے سلام۔ ہم حوا کے جلاوطن فرزند تیرے آگے چلاتے ہیں۔ اس آنسوؤں کی وادی میں ہم روتے ہیں اور ماتم کرتے ہوئے تیرے سامنے آہ کھینچتے ہیں پس اے ہماری وکیلہ ہماری طرف اپنی پر رحم نگاہ کر۔

اور ہماری اس جلاوطنی کے بعد ہم کو اپنے رحم کا مبارک پھل یسوع دکھلا
اے رحم دل - اے مہربان - اے شیریں کنواری مریم - اے مریم جو بے داغ
حمل میں لی گئی ہمارے واسطے جو تیری طرف رجوع کرتے ہیں دعا کر۔
اے مبارک مریم! میری ماں بن - اے میرے مہربان اور نیک فرشتے!
سب راستوں میں میری حفاظت کر۔

اے خدا کے سب فرشتو! اور مقدسو! میرے واسطے دعا مانگو کہ ہمارا
خداوند ہمیں برکت دے اور سب بدی سے بچائے اور ہمیشہ کی زندگی میں
ہم کو جلائے۔ اور مرحوم ایمان داروں کی روحیں آرام میں رہیں۔ آمین

راجہ اندر دیوتا

اے اندر دیوتا جیسے گائیں گوسالے میں ٹھہری ہیں ویسے ہی میں بدن شالا
میں ٹھہرا تیرے وید منتر بناتا ہوں (رگ وید ۲۲)

اے سب کے خالق! اندر سے بڑھنے والے! تو نے اندر کو لاثانی محافظ
بنایا ہے۔ اسی لیے اسکو اگلے لوگوں نے سجدہ کیا۔ کیونکہ اندر طاقتور اور
پرستش کے لائق (یجر وید ۳۴)

سبز رنگ کے گھوڑوں کو اپنی رتھ میں جوتنے والے اندر دیوتا! ہم
تیری ثنا کرتے ہیں۔ اور تیری شان میں وید منتر بناتے ہیں۔ تو ہم کو اپنی کرپا
(مہربانی) سے وید منتروں کے بنانے کی عقل دے (رگ وید منڈل ۱ سوکت ۶۲ منتر ۱۳)

وشنو دیوتا

اناج والے دیوتا - دودھیل گایوں والے دیوتا - لذیذ کھانے والے دیوتا
وشنو تم زمین اور آسمان کے بنانے والے ہو اور تم ہی زمین کو ٹھیرائے
ہوئے ہو میخوں کے ساتھ تم کو یہ نذر پیش کی گئی ہے۔ ۱۰ ...

ز مجوری بر آمد جانِ عالم — ترحم یا نبی اللہ ترحم
یا فرید و یا فرید و یا فرید — ہر زماں وردِ زبانے می کنم
اسمِ اعظم اسمِ پاکت یا فرید — کیمیا بود وعا نے می کنم
عجز از ادراکِ تو ادراکِ تو — ناتوانی را توانے می کنم
روئے بُت رُوئے خدا دانستم — نقل از پیرِ مغانے می کنم
بُت پرستی ہست ایمانِ دلم — کافرم گر خوفِ جانے می کنم
ما ہمہ بندگانِ درگاہش — ہست مولائے ما فرید الدین
حل مشکل گرہمی خواہی — ہست مشکل کشا فرید الدین

سلامی فیض کے دل میں ضیاءِ ایمان کی بھر دیجیے
گھرا ہے بحرِ ظلمت میں خدا را اِک نظر کیجیے

یا فرید الزماں! کرم کرنا — کیا کمی ہے ترے خزانے میں
ترے کرنے جا لے وہ کام کر ڈالے — کہ جن کے کرنے میں تقدیریں بھی ہو گئے ہی
روزِ جزا کی فکر ہو کیونکر محمد ا — بخشش ہے ان کے ہاتھ میں اپنے ایم کی
محمدؐ دی صورت ہے صورت خدا دی — ہر دل تو نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا
ستار غلوم جھولاں دا — احمدؐ مرسل مختار ڈٹھم

تو خود رحمت مولا ہیں، وسعت وچ بی ہمتا ہیں، ہر ویلے ہر ہک جا ہیں، شاہد جگ سارا من گھن
بشری ویس وٹا کر آیا۔ احد ہا احمد سڈوایا۔ اپنے ملک کو آپ وسایا۔ آ
ڈیکھ شہنشہ بندے نوں۔

ہے حاضر ہر مکاں اندر تے ناظر ہر زماں اندر
مکان ولا مکاں اندر سے ہے ہر نال کیا مخفی ہیں

یا رسول اللہ کرم بے حال تے — ہیں تتی بدکار بد اعمال تے

نصرت علی ہے جس نے بھی مانگی بوقتِ غم ⁂ پہنچے مدد کو ضیغم داورِ علی م علی م نے جو ولا

جو مانگنے پہنچا ہے درِ آلِ نبی پہ ⁂ گر کچھ اس کی طلب سے بھی سوا اس کو ملا ہے نے تعلیم

ہر مشکلے کہ حل نشود از تو حل شود
حلالِ مشکلاتِ کلی یا علی مدد

نورِ خدا بگشت عیاں صورتِ علی
بے اختلاطِ آب و گلی یا علی مدد

اے منتہائے جملہ سلاسل چہ گویمت
دانائے رازِ جزو و کلی یا علی مدد

امداد یا علی مدد اے مرتضیٰ علی
اے یا علی علی ولی یا علی مدد

بے قرار دل کا اک قرار تم ہو
دلِ مومن کا اعتبار تم ہو

آلِ طٰہٰ کا افتخار تم ہو
نائبِ شبیرِ کردگار تم ہو

جو بلا آئی ہے تم نے رد کی ہے
تم نے شبیر کی مدد کی ہے

بنی ہاشم کے چاند جلوہ کر
اس اندھیرے میں اجالا کر

کام امت کا جو سنوارتا ہے
وہ مدد کو تمہیں پکارتا ہے

غم سے سینہ ہے میرا شق فریاد
اے علمدارِ فوجِ حق فریاد

اپنے دامن میں چھپا لیجیے
مر رہا ہوں شہا بچا لیجیے

اے شہیدِ فلک وقار سنو
ابن حیدر کے غمگسار سنو

(رسالہ شہید لاہور محرم نمبر ۱۱)

اے مولا علی اے شیرِ خدا
میری کشتی پار لگا دینا

امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن یا شیخ عبد القادرا۔ ۔۔۔

اسی طرح یہود میں سے ایک قوم حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ (نائب السلام) سمجھ کر پکارتے تھے اور باقی مشرک قومیں بھی کم نہ تھیں جیسے اللہ نے فرمایا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُشْرِكِيْنَ (روم۔ رکوع ۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فصیح بلیغ انداز کے ساتھ تردید فرمائی۔
ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو کوئی اس کا ہٹانے والا بجز اس کے سوا نہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تیرے حق میں کسی قسم کی بھلائی کرنا چاہے تو کوئی اس کے فضل کا روکنے والا نہیں۔ وہ آپ ہی ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فائدہ پہنچائے۔
من یہن اللہ فما لہ من مکرم ان اللہ یفعل ما یشاء۔ جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے تو پھر کوئی اس کو عزت دینے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے کہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔
ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ وہو العزیز الحکیم۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا لنگر جو لوگوں کے لیے کھولے تو کوئی اس کا بند کرنے والا نہیں۔ اور وہ بند کرلے تو اس کے بند کرنے کے بعد کوئی اس کا جاری کرنے والا نہیں اور وہی آپ ہی ہے زبردست، اور حکمت والا۔
قل افرایتم ما تدعون من دون اللہ ان ارادنی اللہ بضر ہل ہن کاشفات ضرہ او ارادنی برحمۃ ہل ہن ممسکات رحمتہ قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون۔ اب تم ان لوگوں سے کہو کہ بھلا یہ تو بتاؤ اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودوں کو تم پکارتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف پہنچانی چاہے، کیا یہ معبود اس کی بھیجی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنا فضل کرنا چاہے، کیا یہ معبود اس کے فضل کو روک سکتے ہیں؟ اے نبی! آپ ان سے کہہ دیں کہ مجھ کو تو صرف

اللہ تعالیٰ بس ہے۔ بھروسہ رکھنے والے تو صرف اسی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھا کرتے ہیں

ومن یضلل اللہ فمالہٗ من ہاد اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے تو اس کو کوئی بھی ہدایت دینے والا نہیں۔

ومن یھد اللہ فمالہٗ من مضل اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے تو کوئی بھی اس کو گمراہ کرنے والا نہیں ہے

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مددپر ہے تو پھر کوئی بھی تم پر غالب آنے والا نہیں۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ تم کو چھوڑ بیٹھے تو اس کے چھوڑنے کے بعد دوسرا کون ہے جو تمہاری مدد کو کھڑا ہو۔

ومن یغفر الذنوب الا اللہ اور اللہ تعالیٰ کے سوا بندوں کے گناہوں کا معاف کرنے والا اور ہے ہی کون؟

ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین اللہ وہ آپ ہی ہے بڑا روزی دینے والا قوت والا زبردست

ان القوۃ للہ جمیعا اس میں شک نہیں کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے کہلوایا واذا مرضت فھو یشفین۔ اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی اللہ تعالیٰ ہی مجھ کو شفا دیتا ہے۔

یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذکور اویزوجھم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما انہ علیم قدیر اللہ تعالیٰ ہی ہے کہ جس کو چاہتا ہے نری بیٹیاں عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نرے بیٹے عنایت کرتا ہے۔ یا بیٹے اور بیٹیاں ملا کر ان کو دونوں قسم کی اولاد دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تو

ایسا کر دیتا ہے کہ اس کی اولاد ہی نہیں ہوتی۔ اور وہ اولاد کی مصلحت سے
واقف' اور مرد و زن بنانے پر قادر ہے

امن ہذا الذی ہو جند لکم ینصرکم من دون الرحمٰن بھلا خدائے رحمٰن کے سوا
ایسا کون ہے جو تمہارا لاؤ لشکر بن کر تمہاری مدد کرے

امن ہذا الذی یرزقکم ان امسک رزقہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا رزق روک
لے تو بھلا ایسا کون ہے جو تم کو رزق پہنچا دے

قل ارایتم ان جعل اللہ علیکم الیل الآیہ کہو بھلا یہ بتاؤ تو سہی اگر اللہ تعالیٰ
روزِ قیامت تک ہمیشہ تم پر رات کیے رہے تو اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے
جو تمہارے لیے دن کا نور لائے

قل ارأیتم ان جعل اللہ علیکم النہار سرمدا الی یوم القیٰمۃ من الٰہ الآیہ کہو
بھلا یہ تو بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تک ہمیشہ تم پر دن کیے رہے' تو
اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے جو تمہارے لیے رات کو لا موجود کرے کہ تم
اس میں آرام پاؤ قل من ینجیکم من ظلمات..........

....قل اللہ ینجیکم منہا ومن کل کرب اے نبی ؐ ان لوگوں سے پوچھو کہ تم کو خشکی
اور تری کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے کہ تم ایسے مواقع پر گڑگڑا گڑگڑا کر اور
چپکے چپکے اس سے دعائیں مانگتے ہو اور عہد کرتے ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اس
مصیبت سے نجات دے تو ہم ضرور اس کے شکر گزار بندے ہو کر رہیں گے۔
اے نبی ؐ یہ تو اس کا کیا جواب دیں گے تم ہی ان سے کہو کہ ان اندھیروں
سے اور ہر طرح کی سختی سے اللہ ہی تم کو نجات دیتا ہے ناں....

قل ارایتم ان اہلکنی اللہ ومن معی او رحمنا فمن یجیر الکافرین من عذاب الیم
اے نبی ؐ! ان سے کہو بھلا بتاؤ تو سہی اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اور جو لوگ میرے

ساتھ ہیں ان کو ہلاک کرمائے یا ہمارے حال پر رحم فرمائے تاہم کونسا ہے جو کافروں کو آخرت کے دردناک عذاب سے پناہ دے سکے؟

قل ہو الرحمٰن آمنا بہ وعلیہ توکلنا آپ ان سے کہہ دیں کہ وہی اللہ رحم کرنے والا ہے۔ ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے الآیہ

قل ارأیتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یاتیکم بماء معین اے نبی آپ ان سے کہو تو سہی کہ یہ تمہارا پانی جو تم پیتے ہو اگر زمین کے اندر اتر جائے تو کون ہے جو تمہارے لیے شیریں پانی کا چشمہ بہا لائے گا۔

قل من ذا الذی یعصمکم من اللہ ان اراد بکم سوءا او اراد بکم رحمۃ اے نبی آپ ان سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر تمہارے ساتھ برائی کرنی چاہے تو کون ایسا سورما ہے جو تم کو اس کی پکڑ سے بچا سکے۔ یا اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل کرنا چاہے تو اس کو کون روک سکتا ہے۔

قل ارأیتم ان اخذ اللہ سمعکم وابصارکم وختم علی قلوبکم من الٰہ غیر اللہ یاتیکم اے نبی آپ ان سے پوچھیں تو سہی اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ نعمتیں تم کو لا دیوے

امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض ءالٰہ مع اللہ بھلا کون ہے کہ جب کوئی شخص بے قرار ہو کر اس سے فریاد کرے وہ اس بے قرار کی فریاد کو پہنچے اور اس کی مصیبت کو ٹال دے اور کون ہے جو زمین میں تم لوگوں کو اگلوں کا جانشین بناتا آ رہا ہے یہ سب کچھ تو اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اب بتاؤ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے

افرأیتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن الخالقون بھلا یہ تو بتاؤ کہ یہ منی جو تم

عورتوں کے رحم میں پہنچاتے ہو کیا اس منی کا آدمی تم بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں
افرایتم ماتحرثون ء انتم تزرعونہ ام نحن الزارعون بھلا یہ تو دیکھو کہ تم لوگ
جو کھیتی کرتے ہو کیا اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں
افرایتم الماء الذی تشربون ء انتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون۔
بھلا دیکھو تو یہ پانی جو تم پیتے ہو کیا بادل سے اس کو تم نے برسایا ہے یا ہم
برساتے ہیں۔
قل من یرزقکم من السماء والارض الآیۃ" اے نبی م! ان سے اتنا تو پوچھو کہ
تم کو آسمان و زمین سے کون روزی دیتا ہے یا حقیقت میں تمہارے کان
اور تمہاری آنکھیں کس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور کون ہے جو زندے
کو مُردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور کون دنیا
کا انتظام چلا رہا ہے تو بولیں گے اللہ
ولئن سالتہم من خلقہم لیقولن اللہ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس
نے پیدا کیا تو چار و ناچار یہی کہیں گے کہ اللہ نے
ولئن سالتہم من خلق السموٰت والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن اللہ
اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ بھلا کس نے آسمان زمین بنائے اور چاند سورج
کو کس نے اپنے بس میں کر رکھا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے
ولئن سالتہم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتہا لیقولن
اللہ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کون اوپر سے پانی برساتا ہے اور پھر
اس پانی کے ذریعے سے زمین کو اس کے مرنے (خشک بنجر ہونے) کے بعد
سرسبز شاداب کر کے جلا اٹھاتا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ!
وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانہار وسخر لکم الشمس الآیۃ

کشتیوں کو تمہارے اختیار میں کر دیا تاکہ اس کے حکم سے دریا میں چلیں
اور ندیاں بھی تمہارے اختیار میں کر دیں اور اسی طرح ایک اعتبار سے
سورج چاند بھی تمہارے اختیار میں کر دیے کہ دونوں بڑے چکر کھاتے
ہیں اور ایسا ہی ایک طرح سے رات اور دن کو تمہارے اختیار میں کر دیا۔
اور جو کچھ تم کو درکار تھا بقدرِ مناسب تم کو دے دیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی
نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو پورا پورا گن نہ سکو۔

والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ان تدعوہم لا یسمعوا دعاءکم
الآیہ اور اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے ہو ذرا سا بھی تو اختیار نہیں رکھتے
تم ان کو کتنا ہی بلاؤ اول تو تمہارے بلانے کو سنیں گے نہیں اور بالفرض
سنیں بھی تو تمہاری فریاد رسی نہ کر سکیں
ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السماوات الآیۃ
اللہ کے سوا جن نبیوں ولیوں اور فرشتوں کو تم ایک طرح پر خدائی میں کچھ
دخیل سمجھتے ہو ان کو بلاؤ اور تحقیق کرو۔ تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ نہ
تو آسمانوں ہی میں ذرہ بھر اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں اور نہ آسمان
اور زمین کے بنانے میں ان کا کچھ ساجھا اور نہ ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا
مددگار اور اللہ کے ہاں ان میں سے کسی کی سفارش بھی کسی کے کچھ کام
نہیں آتی مگر ہاں اس کے کام آئے گی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ سفارش
کی اجازت دے
والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسہم ینصرون اور اس
اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم اپنی مدد کے لیے بلاتے ہو نہ وہ تمہاری مدد

پر قادر ہیں اور نہ آپ اپنی مدد سکتے ہیں

ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوہم ..... اللہ کے سوا جن کو اپنی مدد کے لیے بلاتے ہو وہ بھی تم جیسے بندے ہیں تو ان کو بلا دیکھو پس اگر تم دعویٰ شرک میں سچے ہو تو وہ تمہاری فریاد کو پہنچیں۔

والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیٔ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ہو ببالغہ جو لوگ مصیبت پڑے پر اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سنتے مگر ویسا ہی بیکار سننا جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی آپ سے آپ اس کے منہ میں اڑ کر آجائے حالانکہ وہ کسی طرح اس کے منہ تک اڑ کر آنے والا نہیں اور کافروں کی دعا تو یوں ہی بھٹکی بھٹکی پھرا کرتی ہے۔ کوئی اس کو سننے والا نہیں۔

قل افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون لانفسھم نفعا ولا ضرا ای نبی م! تم ان سے پوچھو کہ کیا تم نے اللہ کے سوا دوسرے دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنے ذاتی نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں

واتخذوا من دونہ الہۃ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا اور کافروں نے اللہ کے سوا دوسرے دوسرے معبود اختیار کر رکھے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود دوسرے کے بنائے اور پیدا کیے ہوئے ہیں اور خود ان کا اپنا برا بھلا بھی ان کے اختیار میں نہیں اور نہ مرنا اور نہ جینا اور نہ مرنے کے بعد جی اٹھنا ان کے اختیار میں ہے۔

قل اندعوا من دون اللہ مالا ینفعنا ولا یضرنا آپ ان سے پوچھو کیا

تم یہ چاہتے ہو کہ ہم مسلمان اللہ کو چھوڑ کر ان معبودوں کو اپنی مدد کے لیے جو نہ ہم کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہم کو نقصان پہنچا سکتے ہیں

قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا
آپ ان سے کہیں کہ اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم شریکِ خدائی سمجھتے ہو حاجت پڑے پر ان کو بلا دیکھو تو یہ تمہارے معبود نہ تو تم سے تکلیف دور کر سکیں گے اور نہ اس کو بدل سکیں گے

ء اتخذ من دونہ آلھۃ ان یردن الرحمٰن بضر لا تغن عنی شفاعتھم شیئا ولا ینقذون کیا اللہ کے سوا دوسروں کو معبود مان لوں ؟ اگر اللہ رحمٰن مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانی چاہے تو ان کی سفارش میرے کچھ بھی کام نہ آئے اور نہ یہ مجھ کو اس مصیبت سے چھڑا سکیں۔

والذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیئ اور اللہ کے سوا جن معبودوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو ٹھیک بے ٹھیک کسی طرح کا حکم بھی نہیں دے سکتے۔

گوسالہ بنی اسرائیل کے بارے فرمایا الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا کیا ان احمقوں نے اتنی بات بھی نہ دیکھی کہ وہ ان سے بات چیت بھی نہیں کر سکتا اور نہ ان کو کوئی راستہ دکھا سکتا ہے

افلا یرون ان لا یرجع الیھم قولا ولا یملک لھم ضرا ولا نفعا کیا ان لوگوں کو اتنی بات بھی سوجھ نہ پڑتی تھی کہ بچھڑا ان کی بات کا نہ تو الٹ کر ان کو جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی نقصان کا مالک ہے اور نہ کسی نفع کا۔

ام لھم آلھۃ تمنعھم من دوننا لا یستطیعون نصر انفسھم ولا ھم منا یصحبون۔
کیا ہمارے سوا ان کے کوئی اور معبود ہیں جو ان کو ہمارے عذاب سے بچا سکتے ہیں؟ وہ تو مصیبت پڑے پر آپ تو اپنی مدد کر نہیں سکتے۔ اور نہ ہی بچا کیا سکیں گے

ہمارے مقابلے میں کوئی ان کا ساتھ دے گا

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ہل من شرکاءکم من یفعل من ذلکم من شیء۔ لوگو! اللہ ہی وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر تم کو روزی دی۔ پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تم کو زندہ کرے گا۔ بھلا تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے۔

ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک ٹھہرا رکھے ہیں کہ اسی کی سی مخلوقات انہوں نے بھی پیدا کر رکھی ہے اور اب ان کو مخلوقات کے بارے میں شبہ واقع ہو گیا ہے کہ کس کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ اللہ ہی ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا

قل ارأیتم ما تدعون من دون اللہ اروني ماذا خلقوا من الارض ام لہم شرک فی السموٰت اے نبی ﷺ ان سے کہو کہ بھلا دیکھو تو سہی کہ اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم پکارتے ہو ایک نظر مجھ کو تو دکھاؤ کہ انہوں نے کونسی زمین پیدا کی ہے؟ یا آسمانوں کے بنانے میں ان کا ساجھا ہے؟

ہٰذا خلق اللہ فاروني ماذا خلق الذین من دونہ یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی پیدائش ہے تو اب تم لوگ مجھ کو دکھاؤ کہ اللہ کے سوا جو معبود تم لوگوں نے بنا رکھے ہیں انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے؟

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ الآیۃ اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ اس کے پیدا کرنے کے لیے سب کے سب اکٹھے ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

وان یسلبہم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو اس کو اس سے چھڑا نہیں سکتے کیسے

بودے وہ جو مکھی کے پیچھے پڑیں اور اس کو نہ پکڑ سکیں اور کیسی بودی وہ بیچاری مکھی کہ جس کا پیچھا کیا جائے اور پھر بھی ہاتھ نہ آئے۔

ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق واعبدوہ واشکروا لہ۔ اللہ کے سوا جن معبودوں کی تم پرستش کرتے ہو تمہیں روزی دینے کا تو ذرا سا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ تو روزی بھی اللہ ہی سے مانگو۔ اور اسی کی عبادت کرو۔ اور اسی کی نعمتوں کا شکر بجا لاؤ

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون اور اللہ کے سوا جن کو یہ لوگ حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں ان کو موت سے چارہ کار نہیں زندہ جاوید نہیں اور ان کو اتنی بھی خبر نہیں کہ کب قیامت ہو گی اور کب مردے اٹھا کھڑے کیے جائیں گے۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا یملک لہم رزقا من السموٰت والارض شیئا ولا یستطیعون اور اللہ کے سوا ایسے لوگوں کی پرستش کرتے ہیں جو آسمان و زمین سے ان کو رزق دینے کا کوئی کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ایسے اختیار پر دسترس پا سکتے ہیں۔

ایشرکون ما لا یخلق شیئا وہم یخلقون کیا وہ ایسے فرضی معبودوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ تو خود ہی اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور نہ ان شرک کرنے والوں کی مدد کرنے کی قوت رکھتے ہیں اور نہ آپ اپنی مدد کر سکتے ہیں

الہم ارجل یمشون بہا ام لہم اید یبطشون بہا ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم آذان یسمعون بہا کیا ان کے ایسے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں یا ان

کے ایسے ہاتھ ہیں جن سے چیزوں کو پکڑتے ہیں یا ان کی ایسی آنکھیں ہیں جن سے
دیکھتے ہیں یا ان کے ایسے کان ہیں جن سے سنتے ہیں

ویعبدون من دون اللہ مالم ینزل بہ سلطانا وما لیس لھم بہ علم اور یہ کافر
اللہ تعالیٰ کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کے لیے نہ تو خدا تعالیٰ
ہی نے کوئی سند اتاری ہے اور نہ ان ہی کے پاس اس کی کوئی عقلی دلیل ہے

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الیٰ یوم القیامۃ
وھم عن دعاءھم غافلون اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسے
معبودوں کو پکارے جو روزِ قیامت تک اس کو جواب تک نہ دے سکیں۔
اور جواب دینا تو درکنار اُن کو تو ان کی دعا تک کی بھی خبر نہیں۔

قل ھل من شرکاءکم من یبدؤا الخلق ثم یعیدہ الآیہ آپ ان سے پوچھو کہ تمہارے
ٹھیرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرے
پھر ان کو مار کر دوبارہ پیدا کرے؟ یہ تو اس کا کیا جواب دیں گے۔ تم ہی
ان سے کہو کہ اللہ ہی مخلوقات کو اول بار کرتا ہے پھر ان کو مار کر دوبارہ پیدا
کرے گا۔

قل ھل من شرکاءکم من یھدی الی الحق الآیہ آپ ان سے پوچھو کہ تمہارے
ٹھیرائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو دینِ حق کی راہ دکھا سکے
تم ہی ان سے کہو کہ اللہ ہی دینِ حق کی راہ دکھاتا ہے۔

قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا
تا ملتحدا آپ ان سے کہو کہ میں تو حاجت روائی مشکل کشائی شفاء بیماران
اور فتح و نصرت وغیرہ امور کے لیے صرف اپنے پروردگار کو ہی پکارا کروں گا
اور کسی کو اس کا شریک نہیں گردانتا۔ نیز کہو کہ تمہارا نفع و نقصان اور تمہیں راہ

راست پر لانا یا نہ لانا میرے اختیار میں نہیں۔ نیز کہو کہ اللہ کے غضب سے کوئی بھی مجھ کو پناہ نہیں دے سکتا اور نہ اس کے سوا کہیں مجھ کو ٹھکانا مل سکتا ہے۔

نوح ع نے فرمایا ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم اور میں تمہاری کتنی ہی خیر خواہی کرنا چاہوں اگر اللہ ہی کو تمہارا راہ راست سے بھٹکانا منظور ہے تو میری نصیحت کچھ بھی تمہارے کام نہیں آسکتی

وما یتذکر الا من ینیب اور سوچتا وہی ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرے اور صحیح نیت سے سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو اس واسطے معاندنہ بنو منیب بنو

فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون پھر اللہ یگانہ کی خالص پکار کا عقیدہ رکھ کر اسی واحد ذات اللہ کو پکارو۔ دوسروں کی پکار چھوڑ دو اگرچہ کافروں کو برا ہی کیوں نہ لگے

وکانوا لنا عابدین ابراہیم ع لوط ع اسحاق ع یعقوب وغیرہ تمام انبیاء علیہم السلام بھی صرف ہمیں ہی پکارا کرتے تھے

انہم کانوا یسارعون فی الخیرات ویدعوننا رغبا و رہبا وکانوا لنا خاشعین یہ لوگ (انبیاء کرام جن کا اوپر ذکر ہوا) نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو ہمارے فضل کی توقع اور ہمارے عذاب کے خوف سے پکارتے رہتے تھے اور ہمارے ہی آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔

ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاعبدون مسلمانو! مذہب کے لحاظ سے یہ (انبیاء کرام ع) تمہارے ہی گروہ کے ہیں اور تم سب ایک ہی گروہ ہو اور میں واحد ذات ہی تمہارا رب ہوں اس لیے صرف مجھے ہی پکارا کرو۔

فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ پھر آدم ع نے معذرت کے چند الفاظ اپنے رب

حضرت آدم ؑ سے بھول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے جس کام سے منع فرمایا تھا
وہ بھولے سے کر بیٹھے تو اللہ ہی کو پکار کر (بہ تلقین الٰہی) معافی مانگتے ہیں
رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ
اے ہمارے رب! ہم نے اپنا نقصان کیا اور اگر تُو ہماری مغفرت نہ کریگا
اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو یقیناً ہم گھاٹا اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے

حضرت نوح ؑ نے قوم سے تنگ آکر اپنے رب کو پکارا
فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر نوح ؑ نے اپنے رب سے دعا کی
کہ میں درماندہ ہوں سو تو بدلہ لے لے
قال رب انصرنی بما کذبون نوح ؑ عرض کیا اے میرے رب میرا بدلہ
لے۔ کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا
فافتح بینی وبینهم فتحا ونجنی ومن معی من المؤمنین سو آپ ہی
میرے اور ان کے درمیان ایک کھلا ہوا فیصلہ کر دیجیے۔ اور مجھے اور میرے
جو ایمان والے ہیں انہیں نجات دیجیے۔
رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا اے میرے رب! زمین پر
کافروں میں سے ایک باشندہ بھی جیتا مت چھوڑ
رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمؤمنین و
المؤمنات ولا تزد الظالمین الا تبارا اے میرے رب مجھے بخش اور
میرے باپ کو اور جو بھی میرے گھر میں داخل ہو بحیثیت مؤمن کے اور
کل ایمان والوں اور ایمان والیوں کو۔ اور ان ظالموں کی ہلاکت
تو بڑھاتا ہی جا۔

قوم کے شر سے بچانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوح ؑ کو خود دعا سکھائی کہ اس طرح دعا مانگو رب انزلنی منزلا مبارکا وانت خیر المنزلین اے میرے رب! مجھے برکت کا اتارنا اتاریو۔ اور سب اتارنے والوں سے اچھا ہے

اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا طریقہ بھی خود ہی بتایا کہ یوں کہو الحمد للہ الذی نجنا من القوم الظلمین خوبی وکمال صرف اس ذات اللہ کا ہے جس نے ہم لوگوں کو ان ظالم لوگوں سے نجات دی

نوح ؑ نے بیٹے کے غرق ہونے کے بعد رب سے درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی۔ تب نوح ؑ نے اللہ ہی کو پکار کر عرض کی رب انی اعوذ بک ان اسالک ما لیس لی بہ علم وان لا تغفر لی وترحمنی اکن من الخسرین اے میرے رب! میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ میں آئندہ تجھ سے ایسی چیز کی درخواست کروں جس کی مجھے خبر نہ ہو۔ اور اگر تو میری مغفرت نہ کرے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں نقصان اٹھانے والوں میں آجاؤں گا (ھود ۴۷)

ھود ؑ نے بھی قوم سے تنگ اللہ ہی کو پکارا رب انصرنی بما کذبون اے میرے رب! میرا بدلہ کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا (المومنون ۳۹)

ابراہیم ؑ نے صالح بیٹا پیدا ہونے کی دعا اللہ ہی سے کی رب ھب لی من الصالحین اے میرے رب مجھے ایک صالح فرزند دے (الصّٰفّٰت ۱۰۰)

اپنے اور اولاد کے بارے پابند صلوٰۃ ہونے کی دعا بھی اللہ ہی سے کی رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا پابند رکھیے اور میری نسل میں سے بھی کو (ابراہیم ۴۰)

اپنے فرماں بردار رہنے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ ہی سے کی ربنا وجعلنا مسلمین لک اے ہمارے رب ہم دونوں (ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام) کو اپنا فرماں بردار بنائے رکھ (البقرہ ۱۲۸)

اپنی اولاد کے حق میں بھی ان کے فرماں بردار رہنے کی دعا اللہ ہی سے کی ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اور ہماری نسل سے ایک فرماں بردار امت پیدا کر

اپنی نسل میں سے پیغمبر آخر الزماں کے مبعوث ہونے کی دعا اللہ تعالیٰ ہی سے کی ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم اے ہمارے رب ان میں ایک پیغمبر انہی میں سے بھیج جو انہیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب الٰہی اور دانائی کی پکی باتوں کی تعلیم دے اور انہیں شرک اور دوسری بدکرداریوں سے پاک و صاف کرے (البقرہ ۱۲۹)

حکم کے حصول کی دعا اللہ تعالیٰ ہی سے کی رب ھب لی حکما اے میرے رب مجھے حکم و حکمت عطا فرما (الشعراء ۸۳)

اپنے تئیں صالحین میں شامل ہونے کی دعا اللہ ہی سے کی والحقنی بالصالحین اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ شامل کر (الشعراء ۸۳)

اپنا ذکر خیر آنے والی نسلوں میں جاری رہنے کی دعا بھی اللہ سے کی تاکہ وہ لوگ میرے طریق پر چلیں اور میرے لیے اضافۂ حسنات و ثواب کا باعث ہوں واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین اور میرا ذکر خیر آیندہ آنے والی نسلوں میں جاری رکھ (الشعراء ۸۴)

جنت کا وارث ہونے کی اللہ ہی سے دعا، کی واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم اور مجھے جنت نعیم کے مستحقین میں سے کر دے (الشعراء ۸۵)

قیامت میں رسوا نہ ہونے کی دعا بھی اللہ سے کی ولا تخزنی یوم یبعثون اور اس دن مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے (الشعراء ۸۷)

اپنے والدین اور تمام مؤمنین کی بخشش کی دعا بھی اللہ ہی سے کی ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب اے ہمارے رب میری مغفرت کر دے اور میرے والدین کی اور تمام ایمان والوں کی جس روز حساب کتاب قائم ہو۔

نوٹ: غفر کے معنے ہیں رحمت الٰہی کا ڈھانپ لینا۔ اور اس کی حاجت جس طرح عاصی کو رہتی ہے، معصوم کو بھی رہتی ہے۔ اس لیے حضرت ابراہیم کا اپنے حق میں مغفرت طلب کرنے سے ان کا غیر معصوم ہونا ہرگز لازم نہیں آتا (ماجدی ص ۵۳۴ ح ۶۹)

ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبادت اصنام سے سدا بچائے رکھنے کی دعا بھی اللہ ہی سے کی واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام اور مجھ کو اور میرے فرزندوں کو اس سے بچائے رکھ کہ ہم لوگ مورتیوں (یعنی غیر اللہ نبی ولی جن فرشتوں سورج چاند وغیرہ) کی پوجا کرنے لگیں۔

ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کرتے وقت اپنے رب ہی کو پکار کر کہہ رہے تھے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اے ہمارے رب! یہ ٹوٹا پھوٹا ہمارا عمل تو ہم سے قبول کر لے اس میں شک نہیں کہ تو ہی ایک ایسی ذات عالی ہے جو سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (البقرہ ۱۲۷)

ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ (کعبہ) بنا کر اللہ ہی کو پکار کر کہا رب اجعل ھٰذا البلد ؑ اے میرے اس وادی غیر ذی زرع کو جو کہ تیرے احترام والے گھر کے پاس ہے ایک شہر بنا دے ۔ تاکہ لیقیموا الصلوٰۃ تاکہ اس شہر کے باشندے پکار کی سوئی کا ہیرا صرف اللہ کی طرف رکھیں ادھر ادھر نہ ہلنے پائے (البقرہ ۱۲۶) (ابراہیم ۳۷)

ابراہیم نے اس شہر کے پُر امن ہونے کی دعا بھی اللہ ہی سے کی رب اجعل ھٰذا البلد آمنا اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دے (ابراہیم ۳۵)

اس شہر مکہ کے باشندوں کی طرف دوسرے لوگوں کے دل مائل ہونے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ سے کی فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم سو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے (ابراہیم ۳۷)

شہر مکہ کے باشندوں کو کھانے کے پھل وغیرہ ملنے کی دعا بھی اللہ تعالیٰ سے کی وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون اور انہیں کھانے کو پھل دے تاکہ یہ لوگ تیرے شکر گزار رہیں (ابراہیم ۳۷)

کافروں کا تختۂ مشق نہ بننے کی دعا بھی اللہ ہی سے کی ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا اے ہمارے رب ہمیں کافروں کا تختۂ مشق نہ بنانا ۔ (سورہ الممتحنہ ۵)

ابراہیم کا فرمانا کہ میں صرف اپنے رب کو پکاروں گا واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعو ربی عسٰی الا اکون بدعاء ربی شقیا اور میں کنارہ کرتا ہوں تم لوگوں سے بھی اور ان سے بھی جنہیں تم لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہو ۔ اور میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا ۔ یقین ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا (مریم ۴۸)

لوطؑ نے قوم سے تنگ آ کر امداد کے لئے اللہ ہی کو پکارا رب انصرنی علی القوم المفسدین اے میرے رب! فسادی قوم پر مجھے مدد دے

یعقوبؑ نے ازالۂ غم کے لیے اپنے رب کو ہی پکارا انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ میں تو اپنے رنج اور غم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں (یوسف ۸۶)

نیز فرمایا واللہ المستعان علی ما تصفون اور جو باتیں تم بناتے ہو اللہ ہی مدد دے (یوسف ۱۸)

یوسفؑ نے ایمان پر مرنے اور صالحین کی رفاقت کی دعا اللہ ہی سے کی رب قد اٰتیتنی من الملک وعلمتنی من تاویل الاحادیث فاطر السمٰوٰت والارض انت ولیی فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین اے میرے رب! تو نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا جو کہ علم عظیم ہے۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز ہے مجھ کو پوری فرماں برداری ایمان و اسلام کی حالت میں دنیا سے اٹھالے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر دے (یوسف ۱۰۱)

داؤدؑ نے اپنی لغزش سے بخشش کی دعا اللہ ہی سے کی فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب سو داؤدؑ نے اپنے رب ہی سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے (ص ۲۴)

سلیمان علیہ السلام نے ادائے شکرِ نعمت، عمل نیک کی توفیق اور صالحین کے زمرے شمولیت کے لیے اللہ ہی سے دعا کی رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا

ترضٰہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین اے میرے رب مجھ کو اس پر مداومت دے کہ تیری ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور اس پر بھی مداومت دے کہ میں نیک کام کیا کروں جس سے تو خوش اور راضی ہو اور مجھ کو اپنی رحمتِ خاصہ سے اپنے اعلیٰ درجہ کے نیک بندوں میں داخل رکھ (نمل ۱۹)

ملکِ اسلام ملنے کی دعا اللہ ہی سے کی رب اغفر لی وھب لی ملکًا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوھاب اے میرے رب! میری لغزش اور قصور معاف فرما اور مجھ کو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا میرے زمانہ میں کسی کو میسر نہ ہو۔ کیونکہ تو آپ ہی بڑا دینے والا (ص ۳۵)

موسیٰ ؑ نے قبطی کو گھونسا مارا۔ قبطی مر گیا۔ موسیٰ ؑ نے رب ہی کو پکارا رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی اے میرے رب! مجھ سے قصور ہو گیا ہے تو معاف فرمائیے (القصص ۱۶)

پھر جب وہ ملک مصر سے بھاگنے لگے تو ظالموں سے نجات پانے کی دعا بھی اللہ ہی سے کی رب نجنی من القوم الظالمین اے میرے رب مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچا لے (القصص ۲۱)

موسیٰ ؑ بھوک کے تھے کھانا رب ہی سے مانگتے ہیں رب لما انزلت الیّ من خیر فقیر اے میرے رب اس وقت جو نعمت آپ مجھ کو بھیج دے، میں اس کا سخت حاجت مند ہوں (القصص ۲۴)

رسالت میں مددگاری کے لیے ہارون بھائی کو رب ہی سے مانگا رب انی قتلت منھم نفسا فاخاف ان یقتلون واخی ھارون ھو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردءا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون

اے میرے رب! میں نے ان (فرعونیوں) میں سے ایک آدمی کا خون کر
دیا تھا۔ سو مجھ کو اندیشہ ہے کہ جاتے ہی وہ مجھ کو قتل کر دیں۔ اور میرے
بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو ان کو بھی میرا مددگار
بنا کر میرے ساتھ رسالت دے دے کہ وہ میری تقریر کی تائید و تصدیق
کریں گے کیونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ میری تکذیب کریں (القصص ع ۴ پ ۲۰)

موسیٰ نے اپنی زبان کی لکنت دور کرنے کے لیے بھی اللہ ہی کو پکارا
سینہ کو فراخ کرنے اور تبلیغ کام آسان کرنے کے لیے بھی اسی کو پکارا
رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی
یفقھوا قولی۔ اے میرے رب! میرا حوصلہ فراخ کر دے اور میرا تبلیغ
کا کام آسان فرما دے اور میری زبان پر سے لکنت کی بندش ہٹا دے
تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں (طٰہٰ ع ۲ پ ۱۶)

موسیٰ و ہارون کی دعا بھی اللہ تعالیٰ ہی سے تھی ربنا انک
آتیت فرعون وملأہ زینۃ واموالا فی الحیوۃ الدنیا لیضلوا عن
سبیلک ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا
یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم۔ اے ہمارے رب ہم کو یہ بات معلوم
ہو گئی کہ تو نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح
طرح کے مال اس دنیوی زندگی میں دیے ہیں اے ہمارے رب وہ سب
ان کو اسی لیے دیا ہے کہ وہ تیری راہ سے لوگوں کو گمراہ کریں۔ اے
ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دے اور ان کے دلوں
کو زیادہ سخت کر دے جس سے ہلاکت کے مستحق ہو جائیں سو یہ ایمان
نہ لانے پائیں یہاں تک کہ عذاب الیم کے مستحق ہو کر اس کو دیکھ لیں [illegible]

فرعون نے کہا کہ میں موسیٰ کو قتل کرتا ہوں تو موسیٰ نے کہا انی عذت بربی وربکم ان ترجمون میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تم لوگ مجھ کو پتھر یا غیر پتھر سے قتل کرو (دخان ۲۰)

نیز کہا انی عذت بربی وربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب میں اپنے اور تمہارے یعنی سب کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر خود غرض شخص کے شر سے جو روز حساب پر یقین نہیں رکھتا (حم مومن ۲۷)

پھر اپنے رب کو ہی پکارتے ہیں۔ فدعا ربہ ان ھٰؤلاء قوم مجرمون موسیٰ ؑ نے اپنے رب ہی سے دعا کی کہ یہ بڑے سخت مجرم لوگ ہیں (دخان ۲۲)

بنی اسرائیل نے کہا تھا فوجِ فرعون کو پیچھے سے آتے دیکھ کر گھبرا کر کہ اے موسیٰ ہم تو پکڑے گئے تب موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں ان معی ربی سیھدین میرا امدادی میرا رب ہے وہ دشمن سے نجات پانے کا رستہ ابھی بتائے گا (الشعراء ۶۲)

موسیٰ نے دیدار الٰہی کی خواہش ظاہر کی رب ارنی انظر الیک اے میرے رب مجھے اپنا دیدار کرا دے کہ میں تجھے ایک نظر دیکھ لوں (اعراف ۱۴۳)

تنبیہ ہونے پر رب ہی کو پکار کر توبہ کی سبحانک تبت الیک وانا اول المؤمنین بیشک تیری ذات شریکوں معادلوں نائبوں وزیروں نظیروں شفعاء قہر یو جھوٹ ظلم جہل احتیاج عجز غفلت نیند اونگھ مستقر مشورہ شبہ تحدید تصور اعتراض دنیوی دیدار وغیرہ ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور میں تیری جناب میں معذرت کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں۔

دخول فی الرحمۃ کی دعا اسی ہی نے کی رب اغفرلی ولاخی و ادخلنا فی رحمتک وانت ارحم الراحمین اے میرے رب! میری اور بھائی کی لغزشیں معاف فرما اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو ہی ہے سب سے زیادہ رحم کرنے والا (اعراف ۱۵۱)

تیہ کے میدان میں پانی ناپید تھا اس وقت موسیٰ نے استسقیٰ موسیٰ لقومہ اپنی قوم کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی کی دعا مانگی (بقرہ ۶۰)

قوم کے منتخب ستر آدمیوں کی گستاخی کی پاداش میں ہلاک ہونے تو موسیٰ نے رب ہی کو پکار کر کہا رب لو شئت اھلکتھم من قبل و ایای الآیۃ اے میرے رب اگر تجھے یہ منظور ہوتا تو اس سے پہلے ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتا۔ کہیں تو ہم میں سے چند بے وقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دے گا۔ یہ واقعہ تیری طرف سے محض ایک امتحان ہے ایسے امتحانات سے جس کو تو چاہیے گمراہ رکھے اور جس کو چاہے ہدایت پر قائم رکھے۔ تو ہی ہمارا خبرگیران ہے ہم پر مغفرت اور رحمت فرمائیے۔ اور تو بہت ہی معاف دینے والا ہے۔ اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم تو صرف تیری طرف رجوع کرتے ہیں (الاعراف ۱۵۵، ۱۵۶)

بنی اسرائیل نے جہاد سے حکم عدولی کی تو موسیٰ نے رب ہی کو پکارا رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفسقین اے میرے رب! میں اپنی جان اور اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں سو اب تو ہم دونوں کے اور اس بے حکم قوم کے درمیان فیصلہ فرما دے (المائدہ ۲۵)

یوسف ؑ نے زنانِ مصر کے کید و مکر و فریب سے بچنے کے لیے اپنے رب ہی کو پکارا رب السجن احب الیّ مما یدعوننی الیہ وان لا تصرف عنی کیدھن اصب الیھن واکن من الجاھلین اے میرے رب! جس واہیات کام کی طرف یہ عورتیں مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسند ہے۔ اور اگر ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کرے گا تو ان کی صلاح کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔ (یوسف ۳۳)

یوسف ؑ کے برادر خورد بنیامین اور کبیر بھائی جب مصر میں رک گئے تو صبر کرتے ہوئے فرمایا عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا انہ ھو العلیم الحکیم مجھ کو اللہ ہی سے امید ہے کہ ان سب کو مجھ تک پہنچا دے گا۔ کیونکہ وہ خوب واقف اور بڑی حکمت والا ہے (۸۳)

یوسف ؑ اپنے برادران کے لیے مغفرت کی دعا اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین اللہ تعالیٰ تمہارا قصور معاف فرمائے اور سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے (یوسف ۹۲)

برادرانِ یوسف ؑ کی درخواست پر یعقوب ؑ نے فرمایا سوف استغفر لکم ربی انہ ھو الغفور الرحیم یعنی عنقریب تمہارے لیے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا۔ وہ تو بیشک بہت ہی بخشنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے (یوسف ۹۸)

یونس ؑ نے مچھلی کے پیٹ میں بھی رہ کر اپنے رب کو ہی پکارا وَ

ذا النون اذ ذھب مغاضبا فظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی

الظلمت ان لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین

اور مچھلی والے پیغمبر یعنی یونس ؑ کا تذکرہ کرو جب وہ اپنی قوم سے خفا ہو کر چل دیے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر اس چلے جانے میں کوئی دار و گیر نہ کریں گے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ یا اللہ تیرے سوا کوئی مصیبت سے بچانے والا اور پکار سننے والا کوئی نہیں ہے تو سب نقائص سے پاک ہے میں واقعی قصوروار ہوں (الانبیاء ۸۷)

فلولا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون

سو اگر وہ اس وقت تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔

ایوب ؑ نے ازالۂ تکلیف کے لیے اپنے رب ہی کو پکارا انی مسنی الضر و انت ارحم الراحمین مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور اے میرے رب تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے (الانبیاء ۸۳)

انی مسنی الشیطن بنصب و عذاب شیطان نے مجھ کو رنج اور آزار پہنچایا ہے یعنی تو رحم فرما (ص ۴۱)

شعیب ؑ نے رب ہی کو پکارا ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری اس قوم کے درمیان میں فیصلہ کر دے حق کے موافق اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے (الاعراف ۸۹)

زکریا ؑ نے بیٹے کی دعا اپنے رب سے کی وذکریا اذ نادی ربہ رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین جب زکریا ؑ نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب! مجھ کو لاوارث مت رکھیو یعنی مجھ کو فرزند دے کہ میرا وارث ہو اور سب وارثوں سے بہتر وارث تو ہی ہے (الانبیاء)

رب انی وھن العظم منی واشتعل الراس شیبا ولم اکن بدعائک رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امرأتی عاقرا فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا اے میرے رب! میری ہڈیاں بوجہ پیری کے کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی۔ اور اس سے پہلے کبھی بھی تجھ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں۔ اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ دارو کی طرف سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے سو اس صورت میں آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث یعنی بیٹا دے کہ وہ میرے علوم خاصہ میں میرا وارث بنے اور میرے جد امجد یعقوب ؑ کے خاندان کا وارث بنے۔ اور اس کو اے میرے رب! اپنا پسندیدہ بنا (مریم)

رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء اے میرے رب عنایت کیجیے مجھ کو خاص اپنے پاس سے کوئی پاکیزہ اولاد۔ اس میں شک نہیں کہ تو ہی ہے خوب سننے والا دعا کا (آل عمران ۳۸)

عیسیٰ ؑ نے مائدہ اترنے کی دعا اپنے رب ہی سے کی اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا وآیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین اے اللہ ہمارے رب ہم پر آسمان سے نازل فرما کہ وہ ہمارے لیے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد میں ہیں سب کے لیے ایک خوشی کی

ان ہو جائے۔ اور تیری طرف سے ایک نشان ہو جائے اور تو ہی ہم کو رزق عطا فرما۔ اور تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا عطا کرنے والا ہے (مائدہ ۱۱۴)

ہمارے نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا مانگنے کا طریقہ تعلیم فرمایا اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين اے اللہ ہمیں اسی سیدھی راہ پر پختہ رکھ یعنی جو ان بزرگوں کی راہ جن کا دل مضبوط کر کے ان پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ راہ ان کی جن پر سرحد بازی تک کر تیرا غضب ہوا اور نہ ان لوگوں کی راہ جو صحیح راہ سے بھٹک گئے ہیں۔

قل اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شيء قدير۔ تولج الليل في النهار وتولج النهار في الليل وتخرج الحي من الميت وتخرج الميت من الحي وترزق من تشاء بغير حساب

اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ سے یوں دعائیں کیا کریں کہ اے اللہ تمام ملک کے مالک تو ملک جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے اور جس کو تو چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور جس کو تو چاہتا ہے پست کر دیتا ہے۔ سب بھلائی تیرے ہی اختیار میں ہے۔ ہر چیز پر تیری پوری قدرت ہے رات کے اجزا کو دن میں داخل تو کرتا ہے اور بعض فصلوں میں دن کے اجزاء کو رات میں تو ہی داخل کرتا ہے اور بے جان سے جاندار چیز تو ہی نکالتا ہے (جیسے انڈے سے چوزہ) اور جاندار سے بے جان کو بھی تو ہی نکالتا ہے (جیسے پرندے سے انڈا) اور تو جسے چاہتا ہے بے شمار رزق عطا فرماتا ہے (آل عمران ۲۶ و ۲۷)

نیز فرمایا قل رب زدنی علما اے محمدؐ آپ یہ دعا کریں کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دیجیے (طٰہٰ ۱۱۴)

نیز فرمایا قل رب اما ترینی ما یوعدون رب فلا تجعلنی فی القوم الظالمین آپ اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کیجیے کہ اے میرے رب! جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ اگر تو مجھ کو دکھا دے تو اے میرے رب! مجھ کو ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا (المؤمنون ۹۳، ۹۴)

نیز فرمایا وقل رب اعوذ بک من ھمزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضرون آپ یوں بھی دعا کیا کریں کہ اے میرے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے۔ اور اے میرے رب! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں (المؤمنون ۹۷، ۹۸)

نیز فرمایا قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النفاثات فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد آپ اپنے استعاذہ کے لیے کہیے کہ صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور بالخصوص اندھیری رات کے شر سے جب وہ رات چھا جائے اور رات میں شرور کا احتمال ظاہر ہے) اور بالخصوص گنڈے کی گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے (الفلق)

نیز فرمایا قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس آپ اپنے استعاذہ کے لیے یوں بھی کہا کریں

کہ میں آدمیوں کے مالک مربی، آدمیوں کے بادشاہ، آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والے شیطان کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ خواہ وہ وسوسہ ڈالنے والا جِنّ ہو یا آدمی ہو۔ (الناس)

نیز فرمایا وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین اور آپ یوں بھی کہا کریں کہ اے میرے رب! میری لغزشیں معاف کر اور رحم کر اور تُو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (المومنون ۱۱۸)

نیز فرمایا قل اللھم فاطر السمٰوٰت والارض عالم الغیب والشھادۃ انت تحکم بین عبادک فی ما کانوا فیہ یختلفون آپ یوں کہا کریں کہ اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے باطن اور ظاہر کے جاننے والے! تُو آپ ہی قیامت کے دن اپنے بندوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے (الزمر ۴۶)

نیز فرمایا وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا اور آپ یوں دعا کیجیے کہ اے رب! مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو۔ اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو (بنی اسرائیل ۸۰)

اصحاب کہف نے بھی مصیبت کے وقت اپنے رب ہی کو پکارا ربنا آتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا اے ہمارے رب ہم کو اپنے پاس سے رحمت کا سامان عطا فرما۔ اور ہمارے لیے اس کام میں درستی کا سامان مہیا فرمائے (الکہف ۱۰)

اصحاب موسیٰؑ نے بھی مصائب کے وقت اپنے رب ہی کو پکارا علی الله توکلنا ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمين ونجنا برحمتك من القوم الكافرين ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا۔ اے ہمارے رب! ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافروں سے نجات دے (یونس ۸۵، ۸۶)

موسیٰؑ پر ایمان لانے والے نومسلم جادوگروں نے فرعون کی دھمکی سن کر اپنے رب کو پکارنے لگے ربنا افرغ علينا صبرا وتوفنا مسلمين اے ہمارے رب! ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما۔ اور ہماری حالت اسلام پر نکال (الاعراف ۱۲۶)

شعیبؑ کے اصحاب نے کفار کی دھمکیاں سن کر اللہ ہی کو پکارا ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری اس قوم کے درمیان میں فیصلہ کر دے حق کے موافق۔ اور تو آپ ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (الاعراف ۸۹)

موسیٰؑ کی گوسالہ پرست قوم اپنے کرتوت پر نادم ہوئی تو اللہ سے دعا کی لئن لم يرحمنا ربنا ويغفر لنا لنكونن من الخاسرين اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا یہ گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گزرے اور بڑے گھاٹے میں رہے (الاعراف ۱۴۹)

عیسیٰؑ کے حواریین نے رب ہی کو پکارا اور ایمان کو وسیلہ بنایا۔ ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین
اے ہمارے رب! ہم ان تمام احکام پہ ایمان لائے جو تو نے نازل کیے اور ہم نے اس رسول کی پیروی اختیار کی ہے۔ سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دے جو تصدیق کرتے ہیں (آل عمران ۵۳)

ملکہ سبا نے یوں دعا کی رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان للہ رب العلمین اے میرے رب! میں نے اب تک اپنی نفس پہ ظلم کیا تھا کہ اب تک شرک میں مبتلا رہی ہوں اور اب میں سلیمان نبی کے ساتھ یعنی ان کے طریقے پہ ہو کر رب العلمین پہ ایمان لائی (نمل ۴۴)

عمران کی بیوی کی دعا رب انی نذرت لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی انک انت السمیع العلیم اے میرے رب! میں نے صرف تیرے لیے نذر مانی ہے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جائے گا تو ولادت کے بعد مجھ سے تو قبول کر لینا بیشک تو آپ ہی ہے خوب سننے والا خوب جاننے والا (آل عمران ۳۵)

ولادت مریم کے بعد یوں دعا کی وانی سمیتھا مریم وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو اگر کبھی اولاد ہو تیری پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے (آل عمران ۳۶)

طالوت کی فوج کی دعا (بوقت جہاد) ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین اے ہمارے رب! غیب سے ہم پہ صبر و استقلال عطا فرما اور ہمارے قدم جمائے رکھ۔ اور ہم کو اس کافر

قوم پر غالب فرما (البقرہ ۲۵۰)

انبیا سابقین کی امتوں کی دعا (بوقت دعا ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین

اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بھی اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بھی بخش دے اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور ہم کو کافر لوگوں پر غالب کر۔ (آل عمران ۱۴۷)

جبرائیلؑ کو نامحرم مرد سمجھ کر مریم بنت عمران نے کہا تھا انی اعوذ بالرحمٰن منك ان کنت تقیا میں تجھ سے اپنے اللہ رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ اگر تو کچھ خدا ترس ہے تو یہاں سے ہٹ جا۔ (مریم ۱۸)

امرأة فرعون (آسیا) نے دعا کی رب ابن لی عندك بیتا فی الجنة ونجنی من فرعون وعمله ونجنی من القوم الظالمین

اے میرے رب! میرے واسطے جنت میں اپنے قرب میں مکان بنا۔ اور مجھ کو فرعون کے شر سے اور اس کے عمل یعنی کفر کے ضرر و اثر سے محفوظ رکھ اور مجھ کو تمام ظالم یعنی کافر لوگوں سے محفوظ رکھ (التحریم ۱۱)

نجاشی (شاہ حبش) اور اس کے ہم مشرب لوگوں کی دعا ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاھدین اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لے جو تصدیق کرتے ہیں

حاجیوں کی دعا، ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ اے ہمارے رب! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کر اور آخرت میں بھی بہتری عنایت کر۔ اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا (بقرہ ۲۰۱)

مکہ میں محبوس مرد و زن اور بچگان کی دعا ربنا اخرجنا من ھٰذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔ اے ہمارے رب! ہم کو اس بستی سے باہر نکال جس کے رہنے والے سخت ظالم ہیں۔ اور ہمارے لیے غیب سے کسی دوست کو کھڑا کر۔ اور ہمارے غیب سے کسی حامی کو بھیج (النساء ۷۵)

عباد الرحمٰن کی دعا ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما انھا ساءت مستقرا ومقاما۔ اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھ کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بے شک وہ جہنم برا ٹھکانا اور برا مقام ہے (فرقان ۶۶)

نیز: ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما۔ اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت عطا فرما۔ اور ہم کو شرک سے بچنے والے اماموں کا پیروکار بنا دے (فرقان ۷۴)

نیز: ربنا اٰمنا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحمت فرما اور تو ہی سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (مومنون ۱۰۹)

نیز: سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر۔ ہم نے تمہارا ارشاد سنا اور خوشی سے مانا۔ ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے

رب! اور ہم سب کو صرف تیری ہی طرف لوٹنا ہے (بقرہ ۲۸۵)

نیز: ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین اے ہمارے رب! ہم پر دار و گیر نہ فرما اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں۔ اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیج جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر تو نے بھیجے تھے۔ اے ہمارے رب! اور ہم پر کوئی ایسا بار دنیا یا آخرت کا نہ ڈال جس کی ہم کو سہار نہ ہو۔ اور درگذر کر ہم سے۔ اور بخشش دے ہم کو۔ اور رحم کر ہم پر۔ تو ہی ہمارا کارساز ہے اور کارساز طرفدار ہوتا ہے۔ سو تو آپ ہی ہم کو کافر لوگوں پر غالب فرما۔ (البقرہ ۲۸۶)

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ربنا انك جامع الناس لیوم لا ریب فیه ان الله لا یخلف المیعاد اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو کج نہ کر بعد اس کے کہ تو ہم کو ہدایت کر چکا۔ اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت خاصہ عطا فرما۔ اس میں شک نہیں کہ تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔ اے ہمارے رب! تو بلاشبہ تمام آدمیوں کا میدانِ حشر میں جمع کرنے والا ہے اس دن میں جس میں ذرا شک نہیں۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ربنا اننا اٰمنا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے سو تو ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ اور

ہم کو عذاب دوزخ سے بچا۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رءوف رحیم اے ہمارے رب ہم کو بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے۔ اے ہمارے رب تو بڑا ہی شفیق اور رحیم ہے (حشر ۱۰)

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان اعمل صالحا ترضٰہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین اے میرے رب مجھ کو اس پر مداومت دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو تو نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور یہ کہ میں نیک کام کروں جس سے تو خوش ہو۔ اور میری اولاد میں نیک بختی پیدا فرما کہ میرے لیے موجب راحت ہو۔ میں اپنی تمام حاجتوں میں صرف تیری طرف رجوع لاتا ہوں، اور میں تیرے فرماں بردار بندوں میں سے ہوں (احقاف ۱۵)

ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علیٰ کل شیء قدیر اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارے اس نور کو اخیر تک رکھیے یعنی راہ میں گل نہ ہو جائے اور ہماری مغفرت فرما۔ تو ہر شے پر قادر ہے (التحریم ۸)

ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیتہ وما للظٰلمین من انصار ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا

ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیئاتنا وتوفنا مع الابرار ربنا وآتنا ما وعدتنا علی رسلك ولا تخزنا یوم القیمۃ انك لا تخلف المیعاد اے ہمارے رب! تو نے اس کارخانۂ عالم کو بے فائدہ تو نہیں بنایا، تیری ذات ایسے فعلِ عبث کے کرنے سے پاک ہے۔ اور یہ کارخانہ خبر دے رہا ہے کہ آخرت میں نیکی کی جزا اور بدی کی سزا ہونی ہے تو اے ہمارے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔ اے ہمارے رب جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا اس کو بہت ہی خوار کیا اور وہاں گنہگاروں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک منادی کرنے والے یعنی پیغمبر کو سنا کہ وہ ایمان کی منادی کر رہے تھے اور لوگوں کو سمجھا رہے تھے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ تو ہم ایمان لے آئے۔ پس اے ہمارے رب! ہم کو ہمارے قصور معاف فرما۔ اور ہم پر سے ہمارے گناہ دور کر۔ اور نیک بندوں کے شمول میں ہمارا بھی خاتمہ بالخیر کر اے ہمارے رب جیسے جیسے نعمتوں کے وعدے اپنے رسولوں کی معرفت تو نے ہم سے فرمائے ہیں وہ ہم کو نصیب فرما۔ اور قیامت کے دن ہم کو رسوا نہ کر۔ تو کبھی وعدہ خلافی تو کیا ہی نہیں کرتا (آل عمران ۱۹۴)

باغ والوں سے غلطی سرزد ہوئی پشیمان ہوئے توبہ کی اور کہا کہ سبحان ربنا انا کنا ظلمین ہمارا رب پاک ذات ہے۔ بیشک ہم ہی قصوروار ہیں..... عسٰی ربنا ان یبدلنا خیرا منہا انا الی ربنا راغبون ○ شاید توبہ کی برکت سے ہمارا رب ہم کو اس سے اچھا باغ اس کے بدلے میں دے اب ہم اپنے رب ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں (قلم ۳۲)

عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے اور اس کے گرد دیگر فرشتے
مؤمنین کے حق میں استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا
کرتے ہیں ربنا وسعت کل شیء رحمۃ وعلما فاغفر للذین
تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم ربنا وادخلھم
جنت عدن التی وعدتھم ومن صلح من اباءھم وازواجھم و
ذریاتھم انک انت العزیز الحکیم وقھم السیئات ومن
تق السیئات یومئذ فقد رحمتہ وذلک ھو الفوز العظیم

اے ہمارے رب تیری رحمت عامہ اور علم ہر چیز کو شامل ہے۔ سو ان
لوگوں کو بخش دے جنہوں نے شرک و کفر سے توبہ کر لی ہے اور
تیرے رستہ پہ چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لے۔
اے ہمارے رب اور ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا تو
نے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجیے اور ان کے ماں باپ اور
بیویوں اور اولادیں جو جنت کے لائق یعنی مؤمن ہوں ان کو بھی
داخل کر دے بے شک تو زبردست حکمت والا ہے۔ اور اُن کو
قیامت کے دن ہر طرح کی تکالیف سے بچا۔ اور تو جس کو اس دن
کی تکالیف سے بچا لے تو اس پر تو نے بہت مہربانی فرمائی اور یہ
بڑی کامیابی ہے (حم مومن ۷ تا ۹)

ماں باپ کے حق میں دعا رب ارحمھما کما ربیانی
صغیرا اے میرے رب ان دونوں (ماں باپ) پر رحمت فرما۔
جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا۔

(حاشیہ: فرشتوں کی مؤمنین کے لیے دعائیں / والدین کے لیے دعا)

بزرگوں سے دعا کروانا۔
بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر موسیٰؑ سے دعا کروائی لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربك یخرج لنا مما تنبت الارض
اے موسیٰ ہم روز کے روز ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے ایسی چیزیں پیدا کریں جو زمین میں اُگا کرتی ہیں
ذبح گاؤ کا حکم ہوا تو اس کے اوصاف معلوم کرنے کے لیے حضرت موسیٰؑ سے دعا کروائی ادع لنا ربك یبین لنا ماھی اے موسیٰؑ! اپنے رب سے درخواست کرو کہ ہم سے بیان کریں کہ اس گاؤ کے کیا اوصاف ہیں
رنگ معلوم کرنے کے لیے موسیٰؑ سے دعا کروائی ادع لنا ربك یبین لنا مالونها اپنے رب سے درخواست کرو کہ یہ بھی بیان کرے کہ اس کا رنگ کیسا ہو
دوبارہ اوصاف کی دعا موسیٰؑ سے کروائی ادع لنا ربك یبین لنا ماھی ہمارے لیے اپنے رب سے درخواست کرو کہ ہم سے بیان کر دیں کہ اس کے اوصاف کیا کیا ہیں؟
برادرانِ یوسفؑ نے اپنے والد یعقوبؑ کو کہا یا ابانا استغفرلنا ذنوبنا انا کنا خاطئین اے ہمارے ابا جان! آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجیے ہم بیشک خطاوار تھے (یوسف ۹۷)

عقائد و اعمال کی اصلاح کرنے والی کتب

الدر المنثورۃ از مولانا محمد امیر صاحب مرحوم ۲۴/-
دعوۃ الحق 〃 〃 〃 ۶/۵۰
التوحید 〃 〃 〃
الاقوال المرضیۃ 〃 〃 〃 ۱۰/-
القبر مع الشرعی از نیلوی
شفاء الصدور 〃 ۱۴/-
فتح الرحمٰن فی تحقیق اسم رمضان 〃 ۵/-
رد منکرات 〃 ۳/-
بشریت نبوی 〃 ۱/۵۰
معراج النبی 〃 ۳/-
رق منشور 〃 ۱۲/-
عید میلاد النبی 〃
تفسیر بے نظیر محشی 〃 ۱۰/۷۵
غیب دانی از الوانی مجیبہ 〃 ۳/-
ضیائے حق (دو رسائل) 〃 ۵/-
پیران پیر 〃 ۶/-
خیر الکلام 〃
المعارف 〃
رفع عیسیٰ 〃

تفسیر جواہر القرآن کامل از شیخ القرآن
جواہر التوحید 〃
اقامۃ البرہان از سجاد بخاری
الآیات البینات از نعمان بن محمود الوسی
تحفۃ الاسناد از مولانا عبید اللہ سندھی
کتاب التوحید جلد ۲ و ۳ از جالندھری
شجرۂ بدعات از سید عنایت اللہ شاہ
تشریح کلمۂ توحید از پیر الوانی
اپریل فول از نیلوی
رذیل عادتیں
یوسف کا نکاح زلیخا سے! 〃
فضل المعبود 〃
مختصر خلاصۃ القرآن 〃
خلاصۃ البیان 〃
مسلسل مربوط بیان قرآن 〃
ندائے حق جزء ۱ از جلد ۱ 〃
〃 〃 〃 ۲ 〃 〃
〃 جلد ۲ 〃 〃
فیض الاستغاثہ 〃

مکتبۃ الفیصل جامعہ صدیقیہ جامع مسجد ذی النورین محلہ ظفرآباد جھنگ صدر

261
معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حقائق کی روشنی میں
شیخ الحدیث والتفسیر حضرت العلامہ محمد حسین النجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین یا اعز من کل عزیز و یا اجل من کل جلیل برحمتک یا ارحم الراحمین اھدنا و نجنا من الخطأ والزلل آمین یا رب العلمین ویرحم اللہ عبداً قال آمینا

اما بعد محمد حسین نیلوی غفر اللہ لہ عارض ہے کہ جب ماہوار رسالہ گلستان اہل سنت شائع ہوتا تھا تب یہ مضمون شائع ہوا تھا یعنی رجب ۱۳۹۶ھ میں۔ اب ساتھیوں کے اصرار پر یہ مضمون دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مفید عام بنائے آمین یا رب العلمین

آیۃ اسراء

قال اللہ تعالیٰ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں مسجد حرام (یعنی بیت اللہ شریف) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرد و گرد ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں (دینی برکت یہ ہے کہ وہاں کثرت سے انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں۔ دنیوی برکت یہ ہے کہ وہاں نہریں درخت اور پیداوار کی بہتات ہے) الغرض اس مسجد اقصیٰ تک عجیب طور پر اس واسطے لے گیا تاکہ ہم اُن (بندہ) کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلا دیں (جن میں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں۔ مثلاً اتنی بڑی مسافت تھوڑے وقت میں طے کرنا، سب انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھنا، ان کی امامت کرنا وغیرہ۔ اور بعض آگے کے متعلق ہیں۔ مثلاً آسمانوں پر جانا اور عجائبات کثیرہ دیکھنا) بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سننے دیکھنے والا (چونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سنتے احوال کو دیکھتے تھے۔ اس لئے ان کو اس طرح مکرم و مقرب بنا لیا) سورۃ بنی اسرائیل پارہ نمبر ۱۵ رکوع ۱ آیت ۱ :

آیۃ معراج

وقال اللہ تعالیٰ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ ۚ فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى یعنی اُن (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو من جانب اللہ ایک فرشتہ وحی کی تعلیم کرتا ہے جو بڑا طاقتور ہے اور کتاب سے طاقتور نہیں بلکہ پیدائشی طاقتور ہے۔ پھر ایک بار ایسا بھی ہوا کہ وہ فرشتہ اپنی اصل صورت پر آپ کے رو برو نمودار ہوا ایسی حالت میں کہ وہ آسمان کے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ فرشتہ آپ کے نزدیک آیا پھر اور نزدیک آیا۔ پھر قرب کی وجہ سے وہ کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اور بھی کم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کے ذریعہ اپنے بندہ (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل فرمائی جو کچھ نازل فرمانا تھی۔ دل نے دیکھی ہوئی چیز میں غلطی نہیں کی۔ تو کیا ان پیغمبر سے ان کی دیکھی بھالی ہوئی چیز میں جھگڑتے ہو؟ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى اور انہوں نے اس فرشتہ کو ایک اور دفعہ بھی صورت اصلیہ میں دیکھا ہے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے قریب جنۃ الماویٰ ہے۔ جب اس سدرۃ المنتہیٰ کو لپیٹ رہی تھیں جو چیزیں لپیٹ رہی تھیں۔ آپ کی نگاہ ان عجائب کی طرف نظر کرنے سے نہ ہٹی۔ بلکہ ان چیزوں کو خوب دیکھا۔ اور جن چیزوں کے دیکھنے کا حکم نہ تھا ان کی طرف دیکھنے کو آپ کی نظر بڑھی نہیں۔ ان (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پروردگار کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے (سورہ والنجم پارہ نمبر ۲۷ رکوع ۱/۵)

تشریح

قرآن مجید کے دو مقامات سے آیات آپ کے سامنے رکھی گئی ہیں۔ پہلی آیت اسراء یعنی رات کو مسجد اقصیٰ تک لے جانے کی بابت ہے اور دوسری آیت معراج یعنی اوپر چڑھ جانے کی بابت ہے۔ یہ دونوں (اسراء و معراج) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے معجزے ہیں۔

اسراء کا مطلب ہے آپ کا کعبہ شریف سے بیت المقدس تک پورے ایک ماہ کا سفر رات کے مختصر حصے (چند منٹوں) میں طے کرنا۔ اور

معراج کا مطلب ہے آپ کا بیت المقدس سے آسمانوں بلکہ سدرۃ المنتہیٰ سے اوپر چڑھ جانا۔ پھر اپنی ان عنصری جسمانی معصوم آنکھوں سے جنت اور دوزخ اور عالم مثال کا مشاہدہ کرنا اور خاطی زانیوں، ڈاکوؤں، شرابیوں، تارکین، بے عمل خطیبوں، سود خوروں، غیبت کرنے والوں اور مشرکوں کافروں کے ساتھ جو بیت رہی ہے ان سب کو اپنی معصوم عنصری جسمانی آنکھوں سے دیکھنا اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ بلا واسطہ ملائکہ کے مکالمہ کرنا اور دل کی آنکھوں سے خدا کا دیدار کرنا پھر واپسی پہ خدا کی طرف سے مخصوص تحفہ پنجگانہ نماز کا ہمراہ لانا

اسراء و معراج کے متعلق ہمارا راسخ عقیدہ

اسراء اور معراج کے متعلق ہم تمام اہل السنۃ والجماعۃ ماتریدیہ واشعریہ وحنابلہ کا از روئے قرآن وسنت واجماع امت محمدیہ علی صاحبہا الف صلوٰۃ وتحیہ یہ ٹھوس اور مضبوط عقیدہ راسخہ ہے کہ ہر دو برحق ہیں۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود بنفس نفیس یعنی بجسدہ وروحہ عالم بیداری میں (نہ خواب میں) کعبہ شریف سے بیت المقدس پھر بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ اور اس سے بھی اوپر جہاں تک لے جانے والی ذات باری تعالیٰ عزوجل آپ کو لے گئی آپ تشریف لے گئے۔ وہاں تک کسی فرزند آدم کا اس سے پہلے قدم نہیں پہنچا تھا۔ اور آپ نے وہاں اُن چیزوں کا مشاہدہ فرمایا جو دوسرے مقربان بارگاہ کی حد نظر سے باہر رہا تھا۔

اس عقیدۂ حقہ صحیحہ راسخہ کی بنیاد قرآن پاک کی یہ صریح آیات اور احادیث صریحہ صحیحہ متواترہ ہیں جنہیں ہماری یادداشت اور علم و دانش کے مطابق ۴۴ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت فرمایا ہے حضرت انس بن مالکؓ۔ حضرت ابی بن کعبؓ۔ حضرت بریدہ رضؓ۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ۔ حضرت حذیفۃ بن الیمان رضؓ۔ حضرت سمرۃ بن جندبؓ۔ حضرت سہل بن سعد رضؓ۔ حضرت شداد بن اوس رضؓ۔ حضرت صہیبؓ۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ۔ حضرت عبد اللہ بن اسعد بن زرارہؓ۔ حضرت عبد الرحمٰن بن قرطؓ۔ حضرت علی بن

ابی طالب۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب۔ حضرت مالکؓ بن صعصعہ۔ حضرت ابو امامہؓ۔ حضرت ابو ایوبؓ
انصاری۔ حضرت ابو حبہؓ۔ حضرت ابو الحمراء رض۔ حضرت ابو ذر رض۔ حضرت ابو سعید خدری رض۔
حضرت ابو سفیان صخر بن حرب رض۔ حضرت ابو لیلیٰ انصاری رض۔ حضرت ابو ہریرہ رض۔ حضرت ابو بکر
صدیق رض۔ حضرت عبد الرحمن بن عابس رض۔ حضرت ابو سلمہ رض۔ حضرت عیاض رض۔ حضرت عباس
بن عبد المطلب رض۔ حضرت عثمان بن عفان رض۔ حضرت ابو الدرداء رض۔ حضرت ابو سلمیٰ رض۔
حضرت بلال بن حمامہ رض۔ حضرت بلال بن سعد رض۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رض۔ حضرت عبد اللہ
بن ابی اوفیٰ رض۔ حضرت اسامہ بن زید رض۔ حضرت ام کلثوم رض۔ حضرت ام سلمہ رض۔ حضرت
ام ہانی رض۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رض۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض رضی اللہ
عنہم اجمعین جن سے بڑے بڑے حفاظ حدیث ضابطین متقنین مجتہدین بطریق تواتر روایت
کرتے ہیں۔ مثلاً عبد الرحمن بن جبیر رح و قتادہ رح و سلمان تیمی رح و علی بن زید رح و ثابت بنانی رح
و شریک بن عبد اللہ رح و یزید بن مالک رح و ابو عمران جونی رح و عبد الرحمن بن ہاشم رح و ابو العالیہ رح
و عکرمہ رح و سعید بن جبیر رح و سلیمان تیمی رح و ابو وہبؓ مولیٰ ابی ہریرہ رض و علقمہ رح و مرہ ہمدانی رح
و محمد بن غفار رح و عبد الرحمن رح و محمد بن مسلم بن شہاب زہری رح و عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
و محمد بن حنفیہ رح و زید بن علی رح و عروہ رح و غیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (دیکھو کتب صحاح
ستہ و دیگر کتب حدیث و سیر مثلاً خصائص الکبریٰ سیوطی رح ج ۱ ص ۱۵۲ و الشفاء للقاضی
عیاض رح ص ۹۶ و ابن کثیر رح در تفسیر ج ۳ ص ۱۴ و شرح صحیح مسلم از نووی رح ج ۱ ص ۹۱ و تفسیر مفسر
ابن جریر رح ج ۱۵ ص ۱۳۔ اور

زاد المعاد ج ۱ ص ۳۰۰ مصری میں ہے ثُمَّ اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بجسدہٖ
علی الصحیح اور کلیات ابی البقاء ص ۲۶۱ میں ہے اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ و فیہ اشارۃ الی العروج
بالبدن و الروح معاً اذ العبد اسم للمجموع یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی اسریٰ بعبدہٖ
میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسد مع الروح کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عبد نام
ہے جسد مع روح مجموعہ کا۔

علامہ محدث و مفسر ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر ج ۳ ص ۲۲ میں فرمایا ہے اجمع علیہ

یسلمون والغرض عنہ الزنادقۃ والملحدون یعنی جسمانی معراج والے عقیدہ پر تمام مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق ہے۔ البتہ زندیقوں، بے دینوں اور ملحدوں نے اس معراج جسمانی والے عقیدہ کو ماننے سے اعراض کیا ہے اور منہ پھیر لیا۔

اور اس اجماعی عقیدہ کی سند میں کئی امور ہیں۔ من جملہ ان کے ایک امر تو یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس قصہ عجیبہ کو جس اہتمام سے بیان فرمایا ہے اس سے خود اس قصہ کا عجیب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا سبحٰن الذی اسریٰ۔ اور محاورۂ عرب میں سبحان کا لفظ تنزیہ اور تعجب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ لے جانا بھی واقعی عجیب تھا جو حق تعالیٰ کی قدرت عظیمہ پر دلالت کرتا ہے۔ پھر لنریہ من اٰیٰتنا فرما کر اور عجائبات ارضیہ وسماویہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیونکہ عرف میں آیات کا لفظ جو عظمت و کمال پر دال ہے ارضیہ وسماویہ (زمینی اور آسمانی) ہر دو کو شامل ہے۔ کیونکہ آیات سماویہ (جیسا انبیاء کرام علیہم السلام کے ارواح طیبہ بھی ہیں اور دیگر مقرب مخلوق بھی ہے) بہرحال اور ہر صورت میں آیات ارضیہ سے بہت ہی اعظم اور اکمل ہیں

بہرحال اگر بالفرض والتقدیر یہ معراج عالم خواب میں ہوتا یا روحانی طور پر ہوتا تو یہ کوئی عجیب بات نہ تھی۔ اس طرح کلام الٰہی میں فصاحت و بلاغت نہیں رہتی جو بہت بڑی نقص ہے اور کلام الٰہی ہر طرح کے نقص اور عیب سے منزہ مبرّا اور پاک ہے۔

۲ من جملہ ان امور کے دوسرا امر یہ ہے کہ اگر یہ واقعہ خواب کا ہوتا یا روحانی طور پر معراج فرمایا گیا ہوتا تو معاندین و مخالفین کی تکذیب کے موقعہ پر جب کہ انہوں نے بیت المقدس اور اپنے قافلے کے حالات پوچھے تھے، تو آپ بڑی سہولت سے ان کو جواب دے سکتے تھے کہ میں نے کب دعویٰ کیا ہے کہ میں نے ان مقامات کی سیر بیداری میں کی ہے اور آپ بیت المقدس کی ہیئت و کیفیت کے بیان کرنے کے متعلق فکر میں نہ پڑتے

۳ معاندین و مخالفین کے پوچھ گچھ کے بعد بیت المقدس کا نقشہ آپ کے سامنے نظر آ جانا پھر اسے دیکھ دیکھ کر آپ کا ان علامات کو بیان فرماتے جانا

۴ کفار کا خود ان علامات کے بارے پوچھنا۔

۵ مشرکین مکہ کا تعجب کے طور پر یہ الفاظ کہنا کہ ثُمَّ اَصْبَحْتَ بَیْنَ اَظْھُرِنَا (یعنی!
بیت المقدس جاکر پھر صبح ہوتے ہی آپ واپس بھی آگئے ہو؟ واہ بھئی واہ)

۶ کفار کا بطور استعجاب و تکذیب کے تالیاں بجانا اور بعض کفار کا آپؐ کے سر پر ہاتھ رکھنا

۷ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مشرکین مکہ کا جانا اور پھر ان رضہ کی تصدیق کرنے
پر ان کا تعجب ظاہر کرنا (بعبرۃ صحت)

۸ حضرت ام ہانی (بنت ابی طالب) رضی اللہ عنہا کا یہ اصرار کرنا کہ آپؐ اس واقعہ کو مشرکین
مکہ کے آگے بیان نہ فرمائیں۔ کیونکہ مشرکین مکہ آپؐ کی زبانی یہ واقعہ سن کر مزید استہزاء و تکذیب
کریں گے اور آپؐ کو ان کی طرف سے اذیت پہنچے گی (بصورت صحت)

۹ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود غمگین ہونا کہ اگر قریش سنیں گے تو تکذیب کریں گے۔

۱۰ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج شریف کی رات میں مکہ شریف میں موجود نہ ہونا۔ اور

۱۱ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے ام ہانی رضی اللہ عنہا کا سخت
پریشان ہونا اور ان کی نیند کا اچاٹ رہنا۔ (بصورت صحت)

۱۲ اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور بنی عبد المطلب کا آپؐ کی تلاش میں نکلنا اور حضرت عباس
رضی اللہ عنہ کا وادی ذی طوٰی تک یا محمد یا محمد کہتے جانا (بصورت صحت)

۱۳ پھر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعۂ معراج بیان کرتے کرتے فرمانا انصرفت ثُمَّ
اتیت قبل الصبح بمکۃ (میں لوٹا اور صبح سے پہلے ہی میں مکہ میں واپس آگیا)

۱۴ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بعد وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں اختلاف
کرنا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا خدائے تعالیٰ کو دیکھنا دل کی آنکھوں سے تھا یا سر کی آنکھوں سے

۱۵ لنریہ من اٰیٰتنا ، لقد رأی من اٰیٰت ربہ الکبریٰ ، ما زاغ البصر وما طغیٰ ، اوحیٰ
الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ ، اور اس قسم کی دوسری آیات قرآنیہ اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں معراج ہوا۔ اور ان امور سابقہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ تمام صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس امر پر اجماع ہے کہ آپؐ کو اسی جسد عنصری کے ساتھ معراج ہوا۔

۱۶ لفظ اسریٰ بیداری کا ہی کلمات میں رات کے سفر پر بولا جاتا ہے۔ کشف اور خواب میں چلنے کو

اسراء نہیں کہتے جیسے حضرت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الشفاء ص ۹۵ میں لکھا ہے فلا یقال فی النوم اسریٰ یعنی نیند کی حالت میں رات کے سفر کو اسراء نہیں کہتے۔

اسی طرح خدائے تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو بذریعہ فرشتوں کے فرمایا فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ (سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ رات سے) اور

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ اَسْرِ بِعِبَادِیْ لَيْلًا (سو لے نکل رات سے میرے بندوں کو)۔ سو اسی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسراء و معراج بھی بیداری ہی کی حالت میں تھا۔

۱۷ نیز یہ معجزہ مخصوص ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور معمولی چیز کو معجزہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ معجزہ وہ چیز خارق عادت اور خلاف عادت ہے جو اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے۔ اور خارقِ عادت چیز کا ظہور بیداری کی حالت میں ہی ہو سکتا ہے نہ کشف و خواب کی صورت میں۔

۱۸ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (یعنی اس مشاہدۂ معراج کو ہم نے لوگوں کے لئے معیارِ آزمائش بنایا ہے) اگر یہ عام خواب ہوتا تو یہ آزمائش کی کونسی بات تھی اور اس پر ایمان لانا کونسا مشکل کام تھا، خواب میں تو کئی لوگ اپنے آپ کو اڑتا ہوا دیکھتے ہیں۔ پاک و ہند میں بستر استراحت پر سونے والا آدمی کئی دفعہ خواب میں اپنے آپ کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے صفا و مروہ کی سعی کرتے ہوئے عرفات کے میدان میں وقوف کرتے ہوئے رمی جمار کرتے ہوئے قربانی کرتے ہوئے مدینہ طیبہ منورہ میں روضہ مطہرہ کی زیارت کرتے ہوئے وہاں سلام پڑھتے ہوئے دیکھتا ہے۔ لندن، جرمن، فرانس، روس، امریکہ وغیرہ دور دراز ممالک کی سیر کرتے ہوئے اپنے آپ کو دیکھتا ہے لیکن نہ تو خواب دیکھنے والا خود اس کو انوکھا سمجھتا ہے اور نہ ہی کوئی سننے والا یہ بات سن کر تعجب کا اظہار کرتا ہے اور نہ انکار کرتا ہے

۱۹ محاورۂ عام کی بنا پر کلام کا فطری قاعدہ یہی ہے کہ جب تک متکلم اپنے کلام میں یہ واضح ذکر نہ کرے کہ خواب تھا تب تک ہر سننے والا طبعی طور پر یہی سمجھتا ہے کہ یہ واقعہ بیداری کی حالت کا ہے۔

سوال ۱۰

صحیح بخاری ص ۱۱۲۱ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ مذکور ہیں فاستیقظ وھو فی المسجد الحرام (پھر آپ بیدار ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تھے۔ تو یہ الفاظ اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ یہ واقعہ خواب کا ہے۔ بیداری کا نہیں ہے۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں شریک بن عبد اللہ ایک راوی ہیں جن کے متعلق علمائے محدثین اچھی رائے نہیں رکھتے چنانچہ امام نسائی رح نے فرمایا یہ راوی قوی نہیں ہے۔ اسی طرح ابن الجارود نے بھی فرمایا۔ یحییٰ بن سعید اس سے روایت نہیں لیتے تھے۔ ساجیؒ فرماتے ہیں کہ یہ شخص تقدیر کا منکر اور معتزلی تھا۔ اور ابن حبانؒ نے اسے کتاب الثقات میں ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ شخص بہت خطا کرتا رہتا تھا (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۳۷) واقعی ابن حبانؒ کی بات سچ ہے کیونکہ جس روایت میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں شریک نے غلطی کی ہے چنانچہ امام مسلم رح نے اپنی صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۲ میں یہی روایت اختصار سے ذکر فرمائی اور پھر اس کے بعد فرماتے ہیں وساق الحدیث بقصتہ نحو حدیث ثابت البنانی وقدم فیہ شیئا واخر وزاد ونقص یعنی شریک نے یہی حدیث اپنے قصہ کے ساتھ ثابت بنانیؒ کی طرح بیان کی مگر اس میں شریک نے کچھ واقعات آگے پیچھے کر دئے اور کچھ گھٹا بڑھا دئے۔ اور شریک کے ساتھیوں میں سے کسی نے یہ الفاظ روایت نہیں کئے جو سوال میں درج ہیں۔

امام محی الدین نوویؒ رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عبد الحق کی کتاب الجمع بین الصحیحین کا حوالہ دے کر ج ۱ ص ۹۱ میں فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں شریک نے مجہول زیادتی کی اور غیر معروف الفاظ لے آیا۔ پختہ ثقہ اور متقن حفاظ حدیث اور ائمہ مشہورین قتادہ ثابت بنانی اور ابن شہاب زہری جیسوں نے بھی اسراء و معراج کی یہی حدیث روایت کی ہے مگر ان میں سے کوئی ایک بھی وہ الفاظ بیان نہیں کرتا جو شریک نے روایت کیا ہے۔ اور اہل حدیث (ماہرین فن

محدثین کے نزدیک شریک حافظ بھی نہیں رہا۔

پھر اسی صفحہ پر امام محی الدین نووی رحمہ اللہ نے قاضی عیاض کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شریک کی اس روایت میں کئی اوہام ہوئے ہیں جن کا علماء کرام نے انکار فرمایا ہے

پھر خود امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی خود اس پر تنبیہ فرمائی اور شریک کی کچھ غلطیوں کا ذکر کیا جن میں سے ایک یہ غلطی بھی بتائی کہ معراج کا واقعہ بعثت سے بھی پہلے کا بتایا۔

سوال ۲

دلائل بیہقی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد کعبہ میں سو رہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو آ جگایا، اس کے بعد معراج کی تفصیل دی۔ اخیر میں سونے کے بعد جگائے جانے کی تصریح ہے۔

تو یہ روایت شریک کی روایت کی مؤید ہوئی۔ پس معلوم ہوا کہ شریک صحیح کہتا ہے۔ اور اس نے روایت کرنے میں غلطی نہیں کی۔ اگرچہ اور مقامات میں غلطی کا شکار ہوتا ہو۔

جواب

حضرت محدث مفسر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے پارہ ۱۵ ص ۱۹ میں یہی حدیث باقاعدہ سند کے ساتھ بیان فرمائی ہے اور اس کے بعد بتایا کہ اس حدیث کی سند میں ابو ہارون عبدی نامی ایک راوی ہے جس کو تمام محدثین نے متفقہ طور پہ ساقط الاعتبار قرار دیا۔ ہے اور یہاں تک کہا کہ ھو اکذب من فرعون وہ تو فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا ہے اور کہا کہ اس روایت میں جو نکر اور امور غریبہ بیان ہیں وہ سراپا لغو ہیں

سوال ۳

حضرت ام المومنین حبیب رسول اللہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اعلم الصحابہ تھیں وہ بھی معراج روحانی ہی کی قائل تھیں۔ چنانچہ محدث مفسر حافظ ابن جریر رح نے یہ روایت اس

سند کے ساتھ بیان فرمائی ہے حدثنا ابن حمید ثنا سلمة عن محمد ثنی بعض آل ابی بکر ان عائشة کانت تقول ما فقد جسد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولکن اُسْرِیَ بِرُوْحِهٖ (تفسیر ابن جریر پارہ ۱۵ ص ۱۳)

جواب

اس سند کا پہلا راوی محمد بن حمید ہے جو ابن جریر کا استاذ ہے اور سلمہ بن فضل کا شاگرد، اس راوی کے بارے حضرت عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل رحمہا اللہ نے فرمایا کہ اگر محمد بن حمید حضرت عبداللہ بن مبارک اور جریر سے روایت کرے تب تو واقعی اس کی وہ روایت صحیح ہو سکتی ہے، لیکن اگر محمد بن حمید رے والوں سے روایت کرے تو وہ جانے، اور یعقوب بن شیبہ نے فرمایا کہ محمد بن حمید کثیر المناکیر ہے یعنی منکر حدیثیں کثرت سے بیان کرتا ہے یعنی خود بھی کوئی پختہ اور ثقہ نہیں، اور جو ثقہ اور پختہ راوی روایت کرتے ہیں یہ ان کے خلاف روایت بیان کرتا ہے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی حدیثوں میں نظر ہے۔ امام نسائی نے فرمایا کہ یہ ثقہ اور پختہ راوی نہیں ہے۔ جوزجانی نے فرمایا کہ یہ ردی المذہب (بد مذہب) اور غیر ثقہ ہے۔ صالح بن محمد اسدی نے فرمایا کہ محمد بن حمید جو جو حدیثیں بھی بیان کرتا تھا، ہم ان میں اسے متہم کہتے تھے، یہ حدیثوں میں اضافے کر دیا کرتا تھا، اور اس سے بڑھ کر ہم نے کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جو اتنی جرأت خدائے تعالیٰ پر کرے۔ اس کا یہ حال تھا کہ لوگوں سے احادیث اخذ کر کے پھر ان میں الٹ پلٹ کر دیا کرتا تھا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ سلیمان شاذکونی اور محمد بن حمید یہ دونوں ایسے آدمی ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی ایسا آدمی مجھے نظر نہیں آتا جو جھوٹ بولنے میں حاذق اور ماہر ہو۔ ابو القاسم نے فرمایا کہ میں نے اپنے چچا ابو زرعہ سے محمد بن حمید کی بابت سوال کیا۔ تو انہوں نے اپنے منہ کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ کیا وہ جھوٹ بولتا تھا؟ تو آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔ پھر میں نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا، شاید لیس کرتا ہو؟ فرمایا نہیں۔ بیٹے! وہ قصداً جھوٹ بولتا تھا۔ ابو نعیم ابن عدی نے فرمایا کہ ابو حاتم

رازی کے پاس ابن خراش اور اہل الرازی مشائخ اور حفاظ تھے۔ تو میں نے محمد بن حمید کے متعلق ان کو ناگوار سنا۔ سب نے متفقہ طور پر کہا کہ محمد بن حمید حدیث میں بہت ہی ضعیف ہے اور ان سنی بات بیان کر دیتا ہے اور بصرہ و کوفہ والوں کی حدیثیں لے کر رازیوں کی طرف نسبت کر کے بیان کرتا ہے۔ میں نے ابن خراش سے یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ واللہ! محمد بن حمید جھوٹ بولتا ہے۔ امام نسائی اور ابن وارہ نے فرمایا ہے کہ محمد بن حمید کذاب ہے اور ابو زرعہ نے بھی اسے کذاب کہا ہے۔ اور اسحاق کوسج نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد بن حمید کذاب ہے۔ اور بہت لوگوں سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ محمد بن حمید حدیثیں چرایا کرتا تھا اور قرآن پاک کا بھی حافظ نہ تھا۔ فضلک رازی نے کہا کہ میرے پاس محمد بن حمید کی روایت کردہ ۵۰،۰۰۰ (پچاس ہزار) حدیثیں ہیں مگر میں ان میں سے ایک حرف بھی بیان نہیں کرتا۔ ابن حبان نے کہا کہ مقلوب یعنی الٹ پلٹ کی ہوئی حدیثوں کو ثقہ اور پختہ لوگوں کی طرف نسبت کر کے بیان کرتا ہے۔ جن کے بیان کرنے میں وہ منفرد اور اکیلا ہوتا ہے کوئی اس حدیث کے بیان کرنے میں اس کا ساتھی نہیں ہوتا۔ یہ تمام ریمارکس علامہ شمس الدین ذہبی نے میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۳۰ میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۲۷ تا ص ۱۳۱ میں بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اس سند کا دوسرا راوی سلمۃ بن الفضل الابرش ابو عبد اللہ الازرق الانصاری مولی الانصاریین کا ہے وہ رے میں قاضی تھا۔ محمد بن اسحاق کا تلمیذ اور محمد بن حمید الرازی (جس کا ذکر ابھی ابھی اوپر ہو چکا ہے) کا استاذ تھا۔ اس راوی کے بارے امام بخاری نے فرمایا کہ اس کے پاس منکر حدیثیں ہیں۔ اور علی بن المدینی نے اس کی کمزوری بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم سلمہ (ابن الفضل) کی حدیث کو پھینک کر رے سے نکلے۔ علامہ برذعی رحمہ اللہ ابو زرعہ سے روایت فرماتے ہیں کہ کئی ایسی وجوہات تھیں جن کی وجہ سے اہل رے سلمہ بن الفضل کی طرف رغبت نہیں کرتے تھے۔ ایک تو یہ وجہ تھی کہ اس کی رائے بری تھی۔ اور اس میں وہ ظالم تھا۔ اور ابراہیم بن موسیٰ سے میں نے بارہا سنا کہ ابو زرعہ زبان سے اشارہ کر کر کے یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ وہ جھوٹا ہے۔ اور نسائی نے اسے ضعیف کہا۔ اور دوری نے کہا کہ اس میں شیعہ پن (تشیع) تھا۔ اور

ابن حبان نے کتاب الثقات میں سلمۃ بن الفضل الابرش کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ غلطی کا عام شکار ہوتا رہتا تھا۔ اور دوسروں کے خلاف روایتیں بیان کیا کرتا تھا۔ اور امام زرعۃ نے فرمایا کہ امام اسحاق اس کو متکلم فیہ کہتے تھے۔ ابن عدی نے امام بخاریؒ سے یہ روایت کی ہے کہ اسحاق نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ ابو احمد حاکم نے فرمایا ہے کہ سلمۃ بن الفضل محدثین کے ہاں قوی نہیں ہے۔ ابن راہویہ نے بھی اس کو ضعیف کہا۔ امام بخاریؒ نے فرمایا اس کی حدیث میں بعض مناکیر ہیں۔ اور ابو حاتم رح نے اس کے قول کو دلیل میں نہ پیش کیا جائے۔ یہ سلمۃ بن الفضل ۱۹۱ھ میں مرا۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۹۲ وتہذیب التہذیب ج ص ۱۵۳ و ص ۱۵۴ میں اسی طرح لکھا ہے۔

پھر اسی سند میں تیسرا راوی محمد بن اسحاق صاحب المغازی ہے۔ یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ ثقفی کا شاگرد اور سلمۃ بن الفضل الرازی (مقدم الذکر) کا استاذ ہے۔ محمد بن مسلم بن شہاب الزھری کے فرمان کے مطابق مغازی کے فن میں اعلم الناس ہے۔ مگر حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق دجال من الدجاجلہ یعنی محمد بن اسحاق دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ ہشام بن عروۃ بن الزبیرؓ بھی اس کے بارے کلام کرتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رح فرماتے تھے ابن اسحاق مدلس بھی تھا اس لئے جب محمد بن اسحاق روایت میں منفرد اور اکیلا ہو تو میں اس کی روایت کو قبول نہیں کروں گا۔ واللہ! میں نے اسے دیکھا ہے کہ محمد بن اسحاق کی عادت ہے کہ جب ایک ہی حدیث ایک جماعت سے بیان کرتا ہے تو ایک راوی کا کلام دوسرے راوی سے ممتاز نہیں کرتا۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ محمد بن اسحاق بغداد میں آکر کچھ بے پرواہ ہو گیا ہے۔ کلبی وغیرہ جیسے کذاب راویوں سے بھی روایت کر جاتا ہے۔ اور محمد بن اسحاق حجت نہیں۔ حضرت امام احمد بن محمد بن حنبل رح کے صاحبزادے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب سنن میں ابن اسحاق کے قول کو حجت نہیں مانتے تھے۔ (پھر عقائد میں ان کا قول کیسے مانا جا سکتا ہے۔ نیلوی) اور عباس دوری نے فرمایا ہے کہ ابن معین فرماتے ہیں کہ (میرے خیال میں) محمد بن اسحاق ثقہ تو ہے مگر حجت نہیں۔ حجت ہیں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ اور ابن معین بعض اوقات محمد بن اسحاق کو ضعیف، لیس بذاک، لیس بہ

بالفرض بھی کہہ دیتے تھے۔ ابن عدی نے کہا محمد بن اسحاق بہت دفعہ غلط اور وہم کا شکار ہوجاتا تھا۔ علی بن مدینی نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق اہل کتاب سے بھی روایات اخذ کر کے بیان کرتا تھا اس کے بعد ایک بات یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باہم ملاقات نہیں ہے۔ ان دونوں کے درمیان خاندانِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی راوی ہے اور محمد بن اسحاق نے اس راوی کا نام بھی نہیں بتایا۔ اب کچھ معلوم نہیں کہ وہ خاندان ابی بکر کا آدمی کون تھا۔ اور اس کا کیا نام تھا۔

اب اس تحقیق کے بعد آپ کو یہ بات سمجھ میں آگئی ہوگی کہ یہ روایت جس میں کذاب راوی راوی ہوں وہ عقیدہ حقہ صحیحہ قرآنیہ اجماعیہ میں کس طرح قابلِ قبول ہو سکتی ہے اور اس کی نسبت اعلم الصحابہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف کیوں کر درست ہو سکتی ہے لہٰذا یہ روایت بلاشبہ موضوع اور من گھڑت ہے۔

علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کردہ حدیث پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچی۔ کیونکہ اس حدیث کی تین علتیں قادح ہے اور اس کی سند میں انقطاع ہے اور راوی مجہول ہے۔ ابن دحیہ نے تنویر میں کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اپنی کتاب "معراج صغیر" میں کہا ہے کہ حضرت امام ابو العباس بن سریج رہ جو شافعی المذہب ہیں فرماتے ہیں کہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ کذابین وضاعین نے بعض صحیح حدیث کو رد کرنے کے لئے یہ حدیث وضع کر لی اور گھڑ لی (زرقانی مقصد خامس ج ۶ ص ۴۳)

اور اسی کتاب میں حضرت علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ بھی اس کے ہمراہ درج ہے اور وہ توجیہ یہ ہے کہ اگر اس من گھڑت اور موضوع حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی ہم اہل السنۃ والجماعت کے مسلک کے خلاف نہیں۔ کیونکہ ہم اس حدیث کی توجیہ بایں طور کر سکتے ہیں کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معصوم جسدِ اطہر اپنی روحِ مبارک سے مفقود اور گم نہیں ہوا تھا۔ بلکہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ مطہرہ معطرہ منورہ آپ کی روحِ اطہر کے ساتھ متصل و داخل ہی رہا۔ بہرحال اسراء و معراج جسم و روح ہر دو کے لئے منامًا ہوا (زرقانی ج ۶ ص ۴۴)

لیکن علامہ عبدالعزیز صاحب پرہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب نبراس شرح شرح العقائد النسفیہ ص ۲۰۰ میں اس تاویل کی تردید فرمائی ہے کہ محاورہ میں فقد جسم کا مطلب تو یہ ہوتا ہے کہ جس مقام میں جسم کے وجود کا گمان ہے وہ مقام اس جسم سے خالی ہو اور وہ جسم وہاں اس مقام میں موجود نہ ہو۔ تو اس محاورہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مخفوظ زبان سے نکلے ہوئے یہی الفاظ تسلیم کر بھی لئے جائیں پھر بھی ان کا وہ مطلب اور مفہوم نہیں ہو سکتا جو علامہ تفتازانی نے بنایا ہے۔ بلکہ ان الفاظ کا یہ مطلب صریح صاف اور واضح ہے کہ رات کو آپ کا جسد مبارک جس مقام ذی شان میں تھا اسی مقام میں نہ وہاں سے منتقل ہو کر کسی دوسری جگہ نہیں گیا۔ لہٰذا اس موضوع و من گھڑت حدیث کی توجیہ و تاویل لا حاصل ہے خصوصاً جب اس تاویل و توجیہ کا زہر ہونا پاؤں

نیز اس توجیہ کی تردید کے لئے یہ الفاظ کافی ہیں کہ و لکن اسریٰ بروحہ یعنی آپ کا جسم تو نہیں صرف آپ کی روح پر فتوح ہی رات کو لے جائی گئی

نیز اس حدیث کی ایک اور روایت میں مَا فُقِدَتْ جَسَدُهٗ کے الفاظ بھی وارد ہیں اور یہ الفاظ اس توجیہ کو رد کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ الفاظ بذاتِ خود اپنی جگہ غلط ہیں۔ کیونکہ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ حالانکہ یہ اسراء و معراج کا واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ شریف میں تبلیغی کام سرانجام دے رہے تھے اور ان دنوں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نہ ہوتی تھیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک میں تشریف لے گئے تھے اس کے بعد ام المؤمنین رضی آپ کے گھر آئیں۔ اب اس صورت میں یہ الفاظ مافقدت جسدہ صاف غلط ہو جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث گھڑنے والے کو تاریخ کا مطلق علم نہ تھا۔

نیز یہ حدیث اس لئے بھی مردود ہے کہ خود ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت موجود ہے جس میں معراج جسمانی کی تصریح ہے۔ ابن مردویہ اور حاکم نے ابن شہاب زہری کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے

اسی طرح علامہ محدث بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروۃ بن زبیر بن عطاء تیرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے جس میں معراج جسمانی کی تصریح ہے۔

سوال ۴۳

یہ بھی معاندین و مخالفین کی طرف سے بطریق الغریق یتشبث بالحشیش (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا) اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہما سے بھی ایک روایت بیان کی جاتی ہے جیسے مفسر کبیر ابن جریر رحمہ نے پارہ ۱۵ کی تفسیر ص ۱۳ میں بیان فرمایا ہے حدثنا ابن حمید ثنا سلمۃ عن محمد بن اسحٰق ثنی یعقوب بن عتبۃ بن المغیرۃ ان معاویۃ بن ابی سفیان کان اذا سئل عن مسریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ قال کانت رؤیا صالحۃ من اللہ صادقۃ یعنی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالی عنہما سے جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء (و معراج) کے بارے سوال ہوتا تھا کہ آپ کا اسراء اور معراج جسمانی جسد مع الروح ہوا یا محض روحانی ہوا کہ ایک خواب تھا جو آپ کو دکھایا گیا واقعی چیز نہ تھی جو بیداری کی حالت میں آپ بنفس نفیس آسمانوں کے اوپر تشریف لے گئے ہوں۔ تو آپ (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) اس سائل کے جواب میں یہ ہی فرماتے تھے کہ وہ اسراء و معراج دراصل خدا کی طرف سے ایک اچھا اور سچا خواب تھا (تفسیر ابن جریر پارہ ۱۵ ص ۱۳)

جواب

اس کا بھی وہی جواب ہے جو اس سے پہلے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی طرف منسوب کردہ موضوع اور من گھڑت حدیث کا جواب دیا جا چکا ہے۔ کیونکہ اس میں بھی پہلے کی طرح پہلا راوی محمد بن حمید رازی ہے اور دوسرا راوی اس کا استاذ سلمۃ بن المفضل ہے اور تیسرا راوی محمد بن اسحاق صاحب المغازی ہے جو سلمۃ بن الفضل کا استاذ ہے۔ البتہ اس حدیث میں محمد بن اسحاق نے حدثنی کہہ کر ایک ایسے استاذ کا نام لیا جو واقعی ثقہ اور پختہ آدمی ہے یعنی یعقوب بن عتبۃ بن مغیرۃ الثقفی۔ لیکن اگر کوئی نیچے کا جھوٹا راوی ایک ثقہ اور پختہ راوی کے ذمے جھوٹی بات مڑھ دے تو اس ثقہ اور پختہ راوی کا کیا قصور؟ نیز کسی سچے پکے اور ثقہ آدمی کے سر جھوٹ مڑھ دینے سے وہ جھوٹ سچ نہیں بن سکتا۔

مزید براں یہ روایت بھی پہلی روایت کی طرح منقطع ہے کیونکہ یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ کا سماع حضرت امیر المؤمنین خلیفہ راشد سادس معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت نہیں ہے بلکہ یعقوب نے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ بھی نہیں پایا۔

سوال ۵

قرآن پاک نے بھی معراج کو رؤیا (خواب) سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ رکوع ۶ میں فرمایا وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (یعنی ہم نے جو خواب آپ کو دکھایا تھا وہ محض لوگوں کے آزمانے کو تھا۔

غریب القرآن ص ۲۵۰ میں ابن قتیبہ نے فرمایا ہے ای ما رأى لیلۃ الاسراء یعنی جو خواب آپ نے اسراء کی رات دیکھا تھا' وہی خواب یہاں مراد ہے۔

جواب

رؤیا کا اطلاق جس طرح خواب پر آتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق جاگنے اور بیداری کی حالت میں دیکھنے پر بھی آتا ہے۔ جیسے عرب جاہلیت کے ایک گڈریے نے شعر کہا تھا۔

فکبّر للرؤیا وھش فؤادہ ٭ وبشّر نفساً کان قبل یلومھا

سو اس نے اس محبوب کا اپنی آنکھوں سے دیدار کرتے ہی اللہ اکبر کہا اور اس کا دل ہشاش بشاش ہو گیا۔ اور جس کی ملامت پہلے کرتا تھا اس نفس کو خوشخبری سنائی۔

اسی طرح ابو الطیب احمد متنبی نے اپنے دیوان متنبی میں کہا ع

ورؤیاک احلیٰ فی العیون من الغمض

یعنی تیرا دیدار آنکھوں کو آنکھیں میچنے سے زیادہ میٹھا محسوس ہوتا ہے۔

ابن منظور نے یہ محاورات لکھنے کے بعد کہا وعلیہ فسّر قولہ تعالیٰ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا

(لسان العرب ج ۱۹ ص ۹) یعنی رؤیا کے معنوں میں سے ایک معنے بیداری میں ان منہ کی جسمانی سر کی آنکھوں کے ساتھ دیکھنا بھی ہے اور وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ میں یہی معنے بطور تفسیر کے بیان کیا گیا ہے۔ اسی لئے رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہی معنے کیا ہے جو صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۸۶ میں درج ہے قال ابن عباس رضی ھی رؤیا عین اُرِیَھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اُسْرِیَ بِہٖ یعنی اسراء والی رات میں جو آپ کو نظارہ کرایا گیا تھا وہ ان سر کی آنکھوں سے تھا۔

نوٹ:۔ یاد رہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام ص ۲۴۷ طبع ربوہ میں ان الفاظ مندرجہ ذیل کے ساتھ تعریف کی ہے کہ

"حضرت ابن عباس جو قرآن مجید سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں۔ اور اس بارے میں ان کے حق میں آں حضرت کی ایک دعا بھی ہے"

اب اس اقرار کے بعد مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو چاہیے کہ امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر کو تسلیم کر لیں جو معراج کے جسمانی ہونے پر دال ہے۔

۲ اگر اسراء و معراج کا یہ واقعہ منامی یا کشفی ہوتا اسے فِتْنَةً لِّلنَّاسِ سے تعبیر نہ کیا جاتا

۳ رؤیا سے مراد اس جگہ رؤیا بصری ہے یعنی ان سر کی آنکھوں سے دیکھنا۔ جیسا کہ محاورہ عرب میں رؤیا مصدر بھی استعمال ہے بروزن فُعلیٰ بمعنی رؤیت۔ چنانچہ اہل محاورہ باہم گفتگو کرتے وقت کہتے ہیں کہ رَاَيْتُ بِعَيْنِيْ رُؤْيَةً وَرُؤْيَا

۴ رؤیا سے مراد خواب ہو تو پھر جواب یہ ہے کہ بصری دیکھنے پر رؤیا (خواب) کا اطلاق ان جھٹلانے والے کفار مکہ کے زعم کے مطابق کیا گیا ہے کیونکہ کفار مکہ اس واقعہ اسراء و معراج کو ایک خواب و خیال ہی تصور کرتے تھے

اس کی مثال ایسی ہے جیسے سامری نے زیورات کو پگھلا کر بچھڑا بنایا پھر اس کو الٰہ سمجھا اور اسے خود بھی پوجا اور جن جن نے اس کی بات مان لی انہیں بھی پوجنے کا حکم دیا۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس (سامری) کے اس زعم باطل کے مطابق فرمایا وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا یعنی اور غور سے دیکھ اپنے اس مزعومہ الٰہ کو جس پر تو سارے

دن جما بیٹھا رہا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت موسٰی علیہ السلام خود بھی والعیاذ باللہ اس بچھڑے کو سچ مچ کا سامری کا الٰہ ہی سمجھتے تھے

اسی طرح اس جگہ بھی یہی مطلب ہے کہ ہم نے کفار قریش کے اسراء والے منظر کو خواب وخیال کو لوگوں کے لئے ایک امتحان اور آزمائش والی چیز بنا دی۔ مُتّبع تو اسے حقیقت واقعیہ سمجھتے ہیں نہ خواب وخیال۔ مگر ضدی اور عنادی لوگ اسے اب تک خواب وخیال ہی سمجھے ہوئے ہیں۔ یہ توجیہ علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر پارہ ۱۵ ص ۵۵ میں بیان فرمائی ہے

۵ اس رُؤیا سے مراد اسراء ومعراج والا واقعہ ہی نہیں۔ بلکہ اس سے وہ خواب مراد ہے جس میں حضرت حق تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی فتح ونصرت اور کفار کی شکست دکھائی تھی اور ساتھ ہی یہ بھی آپ کو دکھایا گیا تھا کہ فلاں کافر فلاں جگہ گر کر مرے گا اور فلاں کافر فلاں جگہ گر کر مرے گا۔ کفار قریش نے یہ خواب سن کر اسے مخول اور ہنسی بنالیا اور مسخری کرتے ہوئے کہتے تھے۔ کہ لاؤ وہ وعدہ کب آئے گا۔ جلدی آئے تاکہ ہم بھی دیکھ لیں۔

۶ یا اس سے وہ خواب مراد ہے جو آپؐ کو دکھایا گیا تھا کہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا ہوں، تو آپؐ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ خواب بتایا۔ پھر حدیبیہ کے سال جب آپؐ کو حرم پاک میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا تو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے دل میں خیال دوڑا کہ نبی ؐ کا خواب تو سچا ہوتا ہے اور وحی ہوتا ہے (رؤیا الانبیاء وحیٌ) مگر اب یہ معاملہ ہماری سمجھ سے وراء ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ذہن میں بھی یہی اشکال گھوم رہا تھا۔ جس کا ازالہ امامنا خلیفہ بلا فصل جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بایں الفاظ فرمایا کہ اس خواب میں سال کی تعیین تو نہیں کہ ہمارا داخلہ مکہ مکرمہ میں اسی سال ہی ہوگا۔ اور ہوگا ضرور، خواہ دوسرے سال ہو یا تیسرے چوتھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپؐ دوسرے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا یعنی اللہ تعالیٰ نے سچ دکھایا اپنے رسول کو خواب ٹھیک

یک۔ ضرور بالضرور تم داخل ہو رہوگے اور وہاں مسجد میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا اپنے
اپنے سروں کے بال مونڈتے اور کترتے ہوئے بے خطرہ پھر اللہ کو تو سب علم ہے جو تم نہیں جانتے
نیلوی کہتا ہے کہ اگرچہ یہ تاویلات وغیرہ وغیرہ بعض علماء سے منقول ہیں مگر تحقیق بات
وہی ہے جو جواب نمبر ۱ میں گذر چکی ہے اور امام احمد بن حنبل اور عبد الرزاق نے بھی امام بخاری کی طرح
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ عوفی نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت کیا۔ مجاہد، سعید بن جبیر، حسن
بصری، مسروق، ابراہیم، قتادہ، عبد الرحمن بن زید اور بہتوں سے اسی طرح مروی ہے سلف میں
ہمارے اس قول کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یہ سورۃ جس میں رؤیا کا ذکر ہے یہ
مکی ہے اور تاویل نمبر ۵ و ۴ میں جن واقعات کا ذکر ہے ان کا وقوع مدینہ منورہ میں ہوا ہے
پس رؤیا سے مراد بصری ہوگی اور مراد واقعہ سے واقعہ اسراء و معراج ہی کا ہے:

ایک ضروری تنبیہ

ابن جریر نے ایک منقطع روایت نقل کی ہے کہ سہل بن سعید نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خواب میں قریب وفات کے دیکھا کہ آپ کے منبر پر بنو امیہ بندروں کی طرح کودتے ہیں
اس سے آپ کو ناگواری پہنچی یہاں تک کہ اس کے بعد آپ ہنستے نہیں تھے کہ وفات فرمائی اور اللہ تعالیٰ
نے اسی بارہ میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ الآية
مگر مفسر کبیر علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی سند بالکل ضعیف ہے اس کا راوی
محمد بن الحسن بن زبالہ اور اس کا شیخ عبد المہیمن دونوں بالکل متروک و ضعیف ہیں
اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ آیت تو مکیہ ہے اور مذکور خواب بصورت صحت قریب وفات
کا واقعہ ہے تو اس بارہ میں یہ آیت کریمہ کیونکر نازل ہو سکتی ہے

ایک پادری کا اعتراض

ایک پادری ہیکل سلیمانی کی بربادی بتا کر لکھتا ہے کہ "اب بتائیے کہ بیت المقدس
جب بنا ہی نہ تھا تو محمد صاحب نے کیونکر اس میں دوگانہ پڑھی؟

جواب

مسجد نام ہے صرف اس زمین کے علو و سفل کا جو خدائے تعالیٰ کی عبادت بدل کے لئے وقف کر دی گئی ہو، سو ایسی چیز میں کسی متصرف کے تصرف اور کسی مُخرّب اربرباد کرنے والے کی تخریب سے کچھ خلل نہیں آتا۔

جیسے بائیبل ۲۸ : ۱۰ — ۲۱ میں مذکور ہے کہ حضرت یعقوب (علیہ السلام) بیر سبع سے حاران کی طرف جاتے تھے۔ تو شام کے وقت ایک میدان میں اترے اور رات بھر وہیں قیام کیا اور ایک پتھر سرہانے رکھ کر سو گئے تو رات کے وقت خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی زمین پر دھری ہے اور اس کا سرا آسمان تک ہے۔ اور دیکھا خدا کے فرشتے اس پر سے اترتے چڑھتے ہیں۔ اور دیکھا خداوند اس کے اوپر کھڑا ہے۔ الغرض خدا نے یعقوب سے باتیں کیں بعد اس کے حضرت یعقوب نیند سے چونکے۔ اور کہا یقیناً خدا اس جگہ ہے اور میں نہ جانتا تھا۔ اور وہ آسان ہوا۔ اور بولا یہ کیا ہوا؟ ڈراونا مقام ہے۔ سو کچھ اور نہیں مگر خدا کا گھر اور آسمان کا آستانہ ہے۔ (دیکھا! میدان پر "خدا کا گھر" اطلاق کیا۔ نیلوی)

ایک اور پادری کا اعتراض

آسمان کا وجود ہی نہیں۔ اگر آسمان کا وجود مان لیں تو پھر فلسفہ کے اصول کی رُو سے آسمانوں کا خرق والتیام (یعنی پھٹنا اور جُڑنا) محال ہے اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیں تو اس قدر تیز چال کیونکر ممکن ہے

جواب

پادری ولیم اسمتھ نے حضرت حنوک ۴۳۸۲ ق م کے حالات اپنی کتاب طریق الاولیاء میں لکھا ہے "اللہ نے ان کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا تا وہ موت کو نہ دیکھے جیسا کہ لکھا ہے کہ وہ گم ہو گئے۔ کیونکہ ان کو خدا نے زمین سے آسمان کی طرف منتقل کر دیا۔ پس انہوں نے دنیا کو

انبیاء کرام علیہم السلام کا چڑھنا بھی ثابت ہے۔ اگر یہ تینوں باتیں غلط ہوتیں تو قرآن مجید اس کی تردید فرما دیتا۔ کیونکہ قرآن مجید بائبل کی غلطیوں کی اصلاح فرماتا ہے۔ لیکن یہاں تو قرآن مجید نے بجائے تردید کے تائید کی ہے۔ چنانچہ جگہ جگہ آسمان کی پیدائش کا ذکر فرمایا آسمان کے دروازے بتائے۔ آسمان کا پھٹنا بھی فرمایا۔ فرمایا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان بھی بنائے اور زمین بھی بنائی۔ اور یہ ہو بھی نہیں سکتا کہ خدائے تعالیٰ علیم و خبیر و قدیر تو آسمانوں کو پیدا فرمائے پھر بھی آسمان وجود میں نہ آئیں۔ کیونکہ اس طرح تو خدائے عزوجل کا عجز لازم آتا ہے حالانکہ سب اہل ملل کا عقیدہ ہے کہ خدائے تعالیٰ قادر علی الاطلاق اور مختار کل ہے اللہ پاک کا قرآن مجید میں بھی جگہ جگہ ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں کہ تو ہر چیز پر قادر ہے اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وہ تو ایسی کامل و قادر اور بااختیار ذات ہے کہ جب بھی کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا تو ذرا دیر نہیں لگتی فوراً بلا توقف وہ ہو جاتا ہے یہ اس کی کمال قدرت و عظمت خالقیت کے واسطے اسباب و مادہ مخلوقاتی کی ضرورت نہیں۔ اور جس جاہل نے مخلوقاتی قیاس دوڑائے وہ محض احمق ہے کہ خالق کو مخلوق پہ قیاس کرتا ہے۔

اور آسمان کے دروازے بھی ثابت فرمائے چنانچہ ان لوگوں کے بارے جو کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں فرمایا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ جب ان کی روحیں چڑھ کر آسمان کی طرف جائیں گے تو آسمان کے دروازے ان کے لئے نہ کھولے جائیں گے

پھر آسمان کا پھٹنا بھی ثابت فرمایا اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ یعنی یہ آسمان جو آپ کو سامنے نظر آتے ہیں باوجود اس مضبوطی و استحکام و انتظام و بلندی کے پھٹ کر رخنہ دار ہو جائیں گے۔ نیز فرمایا یَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ جس دن یہ آسمان بادلوں کی طرح جگہ جگہ سے پھٹ جائے گا۔ نیز فرمایا اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ جب یہ آسمان پھٹ جائیگا۔

اور حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے ذکر میں اس بات کی تصریح آئی ہے کہ آپ جس آسمان کے پاس پہنچتے تھے تو جبرائیل علیہ السلام آسمانوں کے دربانوں سے کہہ کے آسمان کے دروازے کھلواتے تھے۔

ہے۔ فلسفیوں کے قول سو اس کی کوئی قطعی دلیل ان کے پاس موجود نہیں ہے اور جو وہ اپنے زعم میں دلائل مہیا کرتے ہیں وہ سب ظنی وہمی اور خیالی ہیں۔ مثلاً وہ قول فلاسفہ کی طرف سے ایسی ہی آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے خلاف ہیں پھر مثبت دلائل کا مرتبہ یونانی کے قول اور ان کے دلائل کا چونکہ اتنا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر ان کے پاس اس قسم کے ٹھوس دلائل موجود ہوں جن سے مثبت کے دلائل کا مقابلہ ہو سکے تب تعارض بن جائیگا پھر ایسی صورت میں دلائل کی قوت اور وزن کو دیکھیں گے جس طرف وزنی دلائل ہوں گے اسی قول کو ترجیح ہوگی اور دوسرے کو ساقط الاعتبار قرار دیا جائے گا جیسے اصول فقہ میں یہ مقرر ہے۔

مسجد اقصیٰ ــــ رسمی مسلمان کیا مراد لیتے ہیں

آج کل بعض نام کے مسلمان (رسمی مسلمان) علوم جدیدہ پڑھ کر قرآن حکیم کی تفسیر کے مدعی بن بیٹھتے ہیں پھر قرآن و سنت کو مغربیت زدہ مسموم دماغ کے ساتھ سوچتے ہیں پھر اپنی رائے و اجتہاد سے وہ مفہوم بیان کرتے ہیں جو آج تک کسی محدث مفسر مجتہد عالم کے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا اور نہ ہی قرآن مجید کی کوئی آیت اور نہ ہی حدیث پاک کی کوئی روایت اس مفہوم کی تائید کرتی ہے اور پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہم سے پہلے علماء و مسلمین نے ساری عمر قرآن فہمی میں لگا دی اور باوجود اس قدر محنت اور کاوش کے کچھ نہ سمجھے۔ اور ہم نے معمولی سی محنت سے بہت کچھ سمجھ لیا۔

من جملہ ان امور کے ایک مسئلہ مسجد اقصیٰ کا ہے جس کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں اسراء کے واقعہ میں ہے۔ جس کا اطلاق اب پندرھویں صدی ہجری میں بھی بیت المقدس ہی کے متبرک مقام پر ہی ہوتا ہے

مگر دور حاضر کے کچھ دعوے داران علم تحریف قرآن حکیم اس لفظ مسجد اقصیٰ سے بیت المقدس مراد لینے سے کتراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ سے بیت المقدس مراد لینا غلط ہے۔ خدا معلوم یہاں کونسا امر ہے جو بیت المقدس مراد لینے سے مانع ہے اور کونسا ایسا قرینہ ہے جو جدید معنے مراد لینے پر دلالت کرتا ہے

ایک رسمی مسلمان کا خیال

مسٹر غلام احمد پرویز نے معارف القرآن ج ۴ ص ۷۳۶ میں لکھا ہے کہ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت اسریٰ میں کہا گیا ہے کہ خدا اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا، تاکہ وہاں اسے اپنی آیات دکھائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خیال یہ ہے کہ اگر یہ واقعہ خواب کا نہیں تو حضور کی شب ہجرت کا بیان ہے۔ اس طرح مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد نبوی ہوگی جسے آپؐ نے وہاں جاکر تعمیر فرمایا۔

مرزائیوں کی تحریف فی القرآن

مرزائیوں نے انگریزی زبان میں قرآنِ مجید کا ترجمہ لکھا اور تفسیر بھی لکھی اس میں لکھا ہے کہ مسجدِ اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد ہے جو بننے والی تھی۔ یا خاص مدینہ کی طرف اشارہ ہے۔ مراد ہجرت ہے۔ یروشلم بھی مراد ہو سکتا ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ جو نعمت اسرائیلی پیغمبروں کو ملی تھی وہ آپؐ کو ملیگی مع پاک زمین کے۔ یا برتری و بلندی اسلام ہے۔ معراج میں اختلاف ہے۔ بڑی جماعت جسمانی کی قائل ہے اور عائشہ و معاویہ روحانی کے قائل ہیں۔ انہی کی بات معتبر ہے۔ پہلی بات قابلِ اعتبار و التفات نہیں ہے۔

نوٹ: ٹیلوی کہتا ہے کہ اشکالوں کا جواب پہلے دیا جاچکا ہے وہاں سے دیکھ لیا جاوے۔

رسمی مسلمانوں کے ایک اور گروہ کا خیال

اہل تشیع کا ایک بہت بڑا مجتہد ابو جعفر طوسی اپنی کتاب عُدّۃ الاصول ج ۲ ص ۱۳۱ مطبوعہ بمبئی لکھتا ہے کہ "نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شبہ ہو سکتا ہے لہٰذا نبوت و معراج کو نہ مانا جائے۔

اظہارِ حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ عرفِ عام میں المسجد الاقصیٰ سے بیت المقدس ہی مراد ہے اور علمائے اصول کا قاعدہ ہے کہ العرف اقضیٰ علی الوضع یعنی اصل وضع لغت پر بھی عرف کی حکومت ہے دیکھو کتاب

بدایہ نہایہ ص ۱۷۸

پھر علامہ مفسر شہاب محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر پارہ ۱۵ ص ۴ میں لکھا ہے المسجد الاقصٰی ھو بیت المقدس بالاتفاق یعنی مسجد اقصیٰ سے بیت المقدس ہی مراد ہے۔ اور اس میں سب علماء کا اتفاق ہے کسی کا کچھ اختلاف نہیں ہے

رسمی مسلمانوں کا ایک اور غلط عقیدہ

انہ ھو السمیع البصیر

بعض واعظین اس کے معنے یہ کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیع بصیر ہیں وہ ہر کسی کی ہر بات ہر وقت سنتے ہیں اور ہر کسی کو ہر وقت ہر حال میں دیکھ بھال رہے ہیں

اور جب ان واعظین سے بڑے مؤدبانہ انداز میں انکساری کے ساتھ استفسار کیا جائے کہ جناب! بیمنے جو آپ ارشاد فرما رہے ہیں اس کی صحیح نقل دکھائیں تاکہ دل کو تسلی اور اطمینان حاصل ہو تو فوراً ہی بلا سوچے سمجھے گستاخ رسول کے کوڑوں کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جتنا کوئی غلو کرتا ہے اور عشق و محبت کی آڑ میں خدائے تعالیٰ کی مخصوص صفات میں آپ کو شریک کیا جائے اس پر اعتراض کرنا حرام اور اس کو بسر و چشم تسلیم کر لینا فرض ہے تاکہ اگر بالفرض کوئی عشق و محبت میں ڈوبا ہوا دیوانہ طور پر لَا اِلٰهَ اِلَّا مُحَمَّد کہہ دے تو اس غلو پر اعتراض کرنے والا گستاخ رسول ہے

جیسے صوفی محمد یار نے دیوان محمدی ص ۱۰۵ میں ایک شعر لکھا ہے

گر محمد نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا مان لیا — پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں

نیز لکھا ص ۱۰۴ دیوان محمدی میں

احمد احد میں فرق نہیں اے محمدا — نعرہ اناالحق یار رکھتے ہیں ایمان نخے

نور زمن و مظہر انوار ھو اللہ — اللہ محمد ہست وآن یار ھو اللہ ص ۵۳

در خدا و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دانند فرق — ہر قہا بر فرق اعدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص ۹۳

یکے بینیم خدا و مصطفیٰ را فاش می گویم — کہ بیرول رفتہ ام ز اقلیم فرق امتیاز این جا ص ۹۹

والا ایک امتی تھا جو انسانیت کے دائرہ سے نکل کر گھوڑے کی شکل میں آیا رہبری کرنے کو
رہبری بھی کس کی؟ رہبری بھی اس پاک اور معصوم ہستی کی جو خود تمام رہبروں کا رہبر اعظم ہے
پھر غیر معصوم رہبر نے معصوم کو اس میں ہی معصوم ہستی کی کس قدر توہین ہے۔ اور اللہ
نے انسان کو احسن تقویم میں بنایا وہ گھوڑے کے بدن میں تبدیل ہو گیا۔ یہی تناسخ کہلاتا
کہلاتا ہے جو کہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ اور اگر اسے تناسخ اور آواگون نہیں تو پھر حضرت پیر
بغدادی رحمۃ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے خارج کہنا ہوگا کیونکہ انسان کی ذات
متشکل باشکال مختلفہ نہیں ہوتی اس لئے اب انہیں فرشتہ مانو گے یا جن (کیونکہ فرشتہ کی
تعریف یہ ہے جسم نورانی متشکل باشکال مختلفہ اور جن کی تعریف ہے جسم ناری متشکل
باشکال مختلفہ) جو بھی مانو گے تو آپ حضرت پیر بغدادی علیہ الرحمۃ کو حسنی حسینی اور فاطمی نہیں
کہہ سکتے۔ اگر ان کو فرشتہ کہو تو آپ ان کا نسب نامہ نہیں بنا سکتے۔ اور یہ سب گیلانی سید
ان کی اولاد نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ فرشتے نہ مذکر ہیں نہ مونث اور نہ ہی ان کا توالد و تناسل
ہوتا ہے۔

اور اگر معاذ اللہ ان کو خاکم بدہن جنوں میں شمار کریں تب بھی گیلانی سیدوں کو ان سے
خارج سمجھنا ہوگا۔ یا پھر ان گیلانی سیدوں کو بھی بصورت آدمی جن کہنا ہوگا۔

نیز جب پیر صاحب ولایت کے درجہ میں رہبر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے راہبر مانے گئے
تو گو بظاہر حضرت پیر صاحب کی تعظیم ہے مگر دوسری طرف دیکھو تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی توہین ہو گئی۔ یا پھر یوں کہنا ہوگا کہ حضرت پیر خدا تھے کیونکہ یہ عقیدہ تو بالکل بدیہی ظاہر او واضح
ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی راہبر نہیں تھا۔ خود اللہ تعالیٰ نے بھی
ارشاد فرمایا یهدیك صراطا مستقیما یعنی اللہ تعالیٰ ہی آپ کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

نیز پیر صاحب کو غوث الاعظم کہا۔ الاعظم مخلوق میں سے تو صرف نبی پاک ہی کی ذات گرامی
ہے جو تمام مخلوق سے عظیم ترین ہستی ہے۔ مخلوق میں سے کوئی ایسی ہستی نہیں جو حضرت نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عظیم ترین اور بالاتر ہو۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فریادرس صرف
اللہ تعالیٰ ہے۔ اب اس صورت میں غوث الاعظم کے معنے ہو گئے مخلوق میں سے سب سے زیادہ ..

عظیم ہستی کا فریاد رس۔ پس پیر صاحب کو غوث الاعظم کہنا ان کو خدا کہنے کے مرادف ہے
اعوذ باللہ من اللہ۔ پھر دیکھو ادھر تو پیر صاحب کو خدا بنا دیا اور ادھر گھوڑا بنایا واہ بھئی واہ!
اور اگر الاعظم مخلوق میں سے کوئی فرد مراد نہ لیں بلکہ "مطلق" مراد لیں تو وہ اعظم یا عظیم
صرف ذات پاک ہے جیسے اللہ اکبر کا مطلب ہے اللہ اکبر من کل شیء اسی طرح اللہ اعظم
کا مطلب ہے اللہ اعظم من کل شیء۔ جب اللہ تعالیٰ سب عظمت والوں میں سے بڑا عظمت
والا ہوا تو غوث۔ "اعظم" کے معنے ہوں گے خدائے تعالیٰ کا فریاد رس۔ تو اس صورت میں
پیر صاحب کا درجہ خدا پاک سے بھی اونچا ہو گیا کہ پیر صاحب وہ ہستی ہے جس کے آگے والعیاذ
باللہ خدا پاک بھی فریادی ہے۔ کیا اس کلمہ کے کفر ہونے میں کوئی شک رہ گیا ہے۔

اگر ہو کہ تمام اکابر علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنی اپنی کتابوں میں حضرت پیر
صاحب پر غوث الاعظم کا لفظ اطلاق فرمایا ہے کیا ان کو اس بات کا علم نہ تھا کیا تم لوگ
علم میں ان سے زیادہ ہو کہ تمہیں وہ بات سوجھی ہے جو اُن کو نہیں سوجھی تھی

سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اکابر یا اکابر کی تصانیف دلائل شرع میں سے نہیں
ہیں کیونکہ دلائل شرع کے کل چار ہیں قرآن۔ سنت۔ اجماع امت محمدیہ کا۔ قیاس مجتہد کا۔
لہٰذا پیر صاحب پر غوث الاعظم کا لفظ بولنے کے جواز میں اکابر کی تصانیف پیش کرنا غلط ہے
دوسرے اکابر پر ہمیں اعتقاد ہے وہ کوئی ایسا غلط اور کفریہ لفظ اپنی تصانیف میں نہیں لکھتے
اور یہ الفاظ جو اُن کی تصانیف میں لکھے ہوئے ہم پاتے ہیں یہ ان کے اپنے لکھے ہوئے نہیں ہیں
کسی احمق نے ان کی تصانیف کو نقل کرتے وقت ایسے ایسے لفظ لکھ دیئے تاکہ آنے والوں کا عقیدہ
خراب ہو اور دیکھنے والے باور کر لیں کہ اکابر کی تصانیف میں جب لکھا ہوا ہمیں مل گیا ہے تو
اب اس کے جواز میں کیا شک۔

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ آسمانی کتابیں ہوں یا انسانی قرآن شریف ہی ان میں سے ایک
ایسی کتاب عزیز اور بے رنگ ہے کہ باطل اور غلط بات اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ اس میں کمی بیشی کرنے
کی کسی اور کو کیا مجال ہے جب کہ خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے
بھی ناممکن ہے اور جو کچھ اس میں منصوص ہے سب برحق ہے خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے وانّہ

لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ وہ بڑی معزز کتاب ہے اس میں باطل نہ آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے یعنی اسی آسمانی کتاب میں کسی پہلو اور کسی جہت سے تحریف و تلبیس کا امکان نہیں۔

حضرت عبدالماجد صاحب دریابادی رحمہ نے لکھا ہے کہ بعض علماء راسخین نے یہیں سے یہ نکتہ بھی نکالا ہے کہ اس طرح قرآن سے تمسک کرنے والے بھی باطل سے محفوظ رہتے ہیں (ص ۹۶)

بہرحال کہنے کی بات یہ ہے کہ انسانی کتابیں ایسی نہیں ہیں جن کے بارے گارنٹی دی جاسکے کہ ان کا ایک ایک حرف صحیح ہے اور اس میں غلطی کا امکان نہیں ہے۔ خصوصاً غیر درسی کتابیں سوان میں لوگوں نے دل کھول کر تدلیس تلبیس اور تدسیس کی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے

یہی وجہ ہے کہ علماء محدثین نے احادیث نبویہ کے قبول کرنے کے لئے بڑی کڑی کڑی شرطیں لگائی ہیں اور تدلیس و تلبیس و تدسیس کے جتنے دروازے تھے سب بند کئے تب کہیں جاکر احادیث نبویہ محفوظ رہ سکیں اور قابل عمل ہوئیں۔

پھر معراج نامہ کے مصنف نے کہا کہ معراج میں ۲۵ نمازیں اور ۶ ماہ کے روزے تحفہ میں ملے تھے حالانکہ صحیح احادیث میں ۵ نمازوں کا ذکر آتا ہے جو ۵۰ سے گھٹتے گھٹتے ۵ ہوگئیں تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے بحسب فرمانِ لا یبدل القول لدیّ ثواب ۵۰ نمازوں کا برقرار رکھا۔

دیدار باری تعالیٰ

آپ کو سر کی آنکھوں سے الٰہی دیدار ہوا؟

اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف رہا ہے کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات اوپر عالم بالا میں تشریف لے گئے تھے تو آپ کو خدائے پاک عزوجل کی ذات پاک کا دیدار ان سر کی آنکھوں کے ساتھ ہوا یا نہ؟

قاضی عیاض مالکی رحمہ نے فرمایا کہ سلف وخلف کا اس مسئلہ میں اختلاف چلا آرہا ہے۔
صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت منقول

ہے کہ آپؓ منکر تھیں اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک بڑی جماعت محدثینؒ سے مروی ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مشہور ہے اور [illegible] محدثین و متکلمین کی ایک بڑی جماعت کا بھی یہی مسلک ہے۔

صحیح بخاری ص ۷۲۰ ج ۲ و جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۳۲ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت منقول ہے کہ آپؓ فرماتی ہیں مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۔ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۔ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۔ وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ ثُمَّ قَرَأَتْ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْآيَةَ ۔ وَلَكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ یعنی جو تجھے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا سو اس نے جھوٹ کہا۔ یہ کہہ کر آپؓ نے یہ آیت کریمہ پڑھی جس کے یہ معنے ہیں کہ یہ آنکھیں اس ذات باری تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ ذات پاک ان آنکھوں کا ادراک کر سکتی ہے اور وہ ذات پاک ہی ہے نہایت لطیف پورا خبردار اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ کسے بات حجاب کے پیچھے یا کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے۔ اور جو تجھے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل کی بات جانتے ہیں سو اس نے بھی جھوٹ کہا۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کیا کمائے گی کل۔ اور جو تجھے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ خدائی حکم چھپا دیا اور کسی کو بتایا نہیں سو اس نے بھی جھوٹ کہا۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے اے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) پہنچا دو جو کچھ آپؐ کے رب کی طرف سے آپ پر اترا الآیۃ ۔ یہ کہہ کر آپؓ فرماتی ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی اپنی اصل صورت میں دو بار مشاہدہ فرمایا۔

صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۰، و جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۶۰ و صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۷ و ۹۸ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے چھ سو (۶۰۰) پر تھے۔

مسلم ج ۱ ص ۹۸ میں اسی کے موافق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۰، و جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۶۰ و صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۸ میں ہے کہ حضرت مسروق رح نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دفعہ پوچھ لیا کہ "اماں جان! کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خدا کو دیکھا؟ تو آپؓ فرمانے لگیں" یہ بات سن کر تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ تین باتیں ایسی ہیں کہ جن کے متعلق اگر کوئی شخص روایت کرے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ آگے وہی باتیں ہیں جو پہلی روایت میں گذر چکیں

نوٹ: یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ قول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجت نہیں ہے بایں وجہ کہ انہوں نے قرآن مجید سے صرف اپنی ذاتی رائے سے اور عقل سے استدلال کیا ہے۔ آپؓ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مرفوع روایت بیان نہیں کی کہ آپؐ نے خدا پاک کو نہیں دیکھا تھا (جیسے شرح مسلم میں علامہ نووی رح نے بھی سمجھا ہے) کیونکہ خود صحیح مسلم میں اسی مقام ج ۱ ص ۹۸ میں حضرت مسروق رح سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا تھا۔ انہوں نے فرمایا اے ابا عائشہ! (کنیت حضرت مسروق رح) تین باتیں ایسی ہیں جنہیں سے اگر کسی نے ایک کو بھی کہا تو اس نے خدا پر بڑا بہتان باندھا۔ میں نے پوچھا۔ وہ کیا باتیں ہیں فرمایا۔ جس نے یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا پاک کو دیکھا اس نے خدا پاک پر بڑی تہمت لگائی۔ میں تکیہ لگائے ہوئے تھا۔ یہ بات سنتے ہی میں سیدھا اٹھ بیٹھا۔ اور کہا اے ام المؤمنین! جلدی نہ کیجئے۔ کیا اللہ پاک خود نہیں فرماتا: ولقد راٰہ بالافق المبین، اور اس نے اس کو افق مبین پر دیکھا۔ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ، اور اس نے اس کو دوسری مرتبہ اترتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں کہ سب سے پہلے خود میں نے اس کے متعلق

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا، تو آپ نے جواب میں مجھے بتایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے، میں نے ان دو مرتبہ کے سوا ان کو اصلی صورت میں کبھی نہیں دیکھا اھ

اب بتائیے اس سے زیادہ مستند مرفوع روایت کیا ہو سکتی ہے

البتہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار فرمایا ہے، حضرت عکرمہ رح کے سوال کے جواب میں آپؓ نے یہی فرمایا تھا۔

اسی طرح حضرت قتادہ رح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔

اور حسن بصری رحمہ اللہ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے

امام ابو الحسن واحدی نے فرمایا ہے کہ مفسرین کا یہی قول ہے (نووی ج ۱ ص ۹۸)

مگر جیسے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ہمیں تصریح ملی ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ دیکھنے کے متعلق، ایسے ہی ان حضرات کی روایت سے یہ تصریح نہیں ملتی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور صریح الفاظ میں یوں ارشاد فرمایا ہو کہ میں نے اپنے رب تعالیٰ کا دیدار اپنے سر کی ان آنکھوں سے کیا ہے۔

بلکہ اس کے برعکس حضرت عطاء رح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رَاٰہُ بقلبہ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اپنے دل سے دیکھا۔ (دل کی آنکھوں سے دیکھا) صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۸)

اس سے بھی زیادہ صراحت و وضاحت اس روایت میں ہے جو ابن مردویہ نے عطاء کے طریق سے بیان فرمائی ہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں لَمْ یَرَہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ انما راٰہ بقلبہ دیکھو فتح الباری ج ۸ ص ۴۶۸ - یعنی ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار ان متعارف آنکھوں سے نہیں کیا۔ دراصل آپؐ نے اپنے رب کا دیدار اپنے دل (کی آنکھوں) سے کیا۔

اس قدر واضح تشریح کے بعد اس باب میں نزاع کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی رہی یہ بات کہ دل کا دیکھنا اور قلب کا مشاہدہ کیا چیز ہے اور اس کی کیا کیفیت ہے؟ سو اس رمز کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کے دل میں نور بصیرت ہو اور جس کے قلب میں مشاہدہ کی طاقت ہو۔

حضرت علامہ حافظ ابن حجر کنانی عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رؤیت قلب سے مراد صرف حصول علم ہی نہیں ہے کیونکہ یہ تو آپؐ کو دائماً حاصل تھا۔ بلکہ جو لوگ رؤیت قلبی کے قائل ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح دوسرے لوگوں کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ دیکھنے کی قوت پیدا فرماتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دل میں دیکھنے کی طاقت پیدا فرما دی۔ کیونکہ دیکھنے کے لئے عقلی طور پر کسی مخصوص عضو ہونے کی شرط نہیں ہے اگرچہ عادۃ اللہ جاری ہے کہ آنکھوں میں دیکھنے کی قوت پیدا فرماتا ہے۔ کذا فی فتح الباری)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے المواہب اللدنیہ ص ۳۱ میں فرمایا ہے کہ سورۃ والنجم میں آیت کریمہ ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ میں صحیح بات یہی ہے کہ یہاں رؤیت (دیکھنے) سے مراد ہے آں حضرتؐ کا حضرت جبرائیل کا دیکھنا

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح عقائد نسفیہ ص ۱۹۴ میں فرمایا والصحیح انہ علیہ السلام رأی ربہ بفؤادہ لا بعینی رأسہ یعنی صحیح قول یہی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا اپنے دل سے دیکھا ہے اور اپنے سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھا

حضرت امام متکلم ابو معین نسفی رحمہ اللہ نے بحر الکلام ص ۳۳ میں لکھا ہے ثم نقول .... سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلام اللہ تعالیٰ لیلۃ المعراج من وراء الحجاب یعنی پھر ہم یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ...... رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی مبارک رات میں اللہ تعالیٰ کا کلام پردہ کے پیچھے سے سنا۔

مولوی نعیم الدین مراد آبادی کا غلط حوالہ

مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے خزائن العرفان فی تفسیر القرآن میں لکھا ہے۔ کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلام حضور ﷺ سے نقل نہیں کیا بلکہ آیت سے اپنے استنباط سے ارشاد فرمایا۔ یہ حضرت صدیقہؓ کی رائے ہے

ملوی کہتا ہے کہ مولوی صاحب کا یہ کلام اندھی اور بہری تقلید پر مبنی ہے جو ایک شافعی المسلک عالم حضرت نووی رحمہ اللہ کے پیچھے چلے گئے۔

کاش مولوی صاحب مرادآبادی تھوڑی سی تکلیف کر کے صحیح مسلم کا متن اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی ہٹا کر دیکھ لیتے تو اتنی بڑی ڈبل غلطی نہ کر سکتے۔

پھر ان مولوی صاحب پر ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ مسلم کی حدیث ہے رَأَیْتُ رَبِّیْ بِعَیْنِیْ وَبِقَلْبِیْ یعنی میں نے اپنے رب کو اپنی آنکھ اور اپنے دل سے دیکھا۔

مگر ہمارے پاس مطبوعہ نسخے صحیح مسلم کے جو موجود ہیں ان میں تو یہ حدیث کہیں بھی نہیں، اب وہ مولوی صاحب خود تو وفات پا چکے ہیں البتہ ان کے شاگرد موجود ہیں ہم ان سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ لوگوں کے استاذ نے کس نسخہ کے کونسے صفحہ کا حوالہ دیا ہے وہ نسخہ مطبوعہ ہے یا قلمیہ اگر مطبوعہ ہے تو کونسے مطبع کا طبع شدہ ہے اور اگر قلمیہ ہے تو کونسے کتب خانہ میں ہے۔ کیا وہ نسخہ تمہارے استاذ جی نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر صرف اپنے ہی کتب خانہ کی زینت بنایا تھا

اگر بالفرض کسی نسخہ میں یہ عبارت درج بھی ہو تو چونکہ وہ دوسرے تسلیم شدہ نسخوں کے خلاف ہے اس لئے کوئی اعتبار نہیں ہوگا

ذرا قرآن مجید ہی سے فیصلہ کرالیں

یہاں ایک بات اور بھی سنئے کہ یہاں دوسری بار دیکھنے کا ذکر ہے (ولقد رآہ نزلۃ اخریٰ) اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلی بار دیدار کہاں ہوا؟ اس سوال کا جواب حسب اصول وقاعدہ سب سے پہلے قرآن مجید سے پوچھتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ پاک نے سورۂ تکویر میں جواب دیا انّہٗ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثمّ امین

وما صاحبکم بمجنون ولقد راٰہ بالافق المبین یعنی یہ قرآن پاک کلام ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا جو قوت والا ہے اور ذی مرتبہ ہے مالکِ عرش کے نزدیک۔ وہاں اس کا کہا مانا جاتا ہے اور وہ امانت دار ہے۔ اور یہ تمہارے ساتھی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی مجنون نہیں ہیں اور انہوں نے فرشتہ کو آسمان کے روشن کنارہ پر دیکھا بھی چکے ہیں

یہاں سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں سے جبرائیل علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ اور سورۃ تکویر نزول کے لحاظ سے ساتویں سورت ہے اور سورۃ والنجم نزول کے لحاظ سے تیئیسویں سورۃ ہے جس میں جبرائیل کی اسی پہلی رؤیت کا بھی ذکر ہے اور پھر دوسری رؤیت کا بھی۔ فرق صرف تعبیر کا ہے سورۃ تکویر میں الافق المبین سے تعبیر کیا اور سورۃ والنجم میں الافق الاعلیٰ سے

پھر ایک اور بات بھی کہنے کی ہے اور وہ یہ کہ

قرآن پاک میں عند سدرۃ المنتہٰی ہے یعنی آپ کا دیدار سدرۃ المنتہٰی کے پاس ہوا۔ لیکن جو لوگ سر کی آنکھوں سے دیدار کے قائل ہیں وہ سدرۃ المنتہٰی کے پاس دیدار کے قائل نہیں ہیں۔ چنانچہ

رسمی مسلمانوں کے ایک امام کا کلام

طور پہ کوئی، کوئی چرخ پر، یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

یہ طور کجا سپہر تو کیا کہ عرشِ علا بھی دور رہا
جہت سے ورا وصال ملا یہ رفعتِ شان تمہارے لئے

اس سے معلوم ہوا کہ دیدارِ الٰہی کا مقام سدرۃ المنتہٰی نہیں تھا۔ بلکہ تمام بالاؤں سے بالا تھا۔ اور جن احادیث سے (خواہ وہ ضعیف ہی ہوں) دیدار الٰہی ثابت ہوتا ہے اس کا مقام یہ نہیں۔ تو اب ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہٰی سے مراد دیدار الٰہی مراد لینا قرآن مجید کے سیاق کے بھی خلاف ہے۔ احادیث صحیحہ مرفوعہ کے بھی خلاف ہے اور ان کے اپنے معتقدات کے بھی خلاف ہے۔ پس ام المؤمنین رضؓ نے جو فرمایا حق اور بجا فرمایا۔

خدا نے حضرت علی رضؓ کے لب و لہجہ میں کلام کیا؟

رسالہ نور حق ص ۳۰۹ میں ہے۔

قولِ علی کہ در شبِ معراج نبی شنید   چیزے بجز حقیقتِ شان درمیاں نبود

اسی طرح بعض دوسری مسلمانوں کی تفسیر صافی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضہ کے لب و لہجہ میں باتیں کیں

نیلوی کہتا ہے کہ افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو اس طرح کی بے تکی باتیں اپنی کتب میں لکھ مارتے ہیں

ہم مانتے ہیں کہ حضرت امامنا خلیفۂ رابع امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بہت اونچے درجے والے ہیں اس میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے مگر شریعت مطہرہ کبھی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ تعریف میں اس قدر غلو اور مبالغہ سے کام لیا جائے جس سے دوسری واجب التعظیم ہستیوں کی توہین لازم آئے۔

اور یہاں یہی معاملہ ہے کیونکہ یہ بات بالکل بدیہی اور واضح ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کی شان سے بہت ہی بلند و بالا ہے اور آپ کی صورت وسیرت بھی امام علی رضہ کی صورت وسیرت سے بہت ہی احسن وارفع ہے اور آپ کا لب ولہجہ بھی حضرت امام رضہ کے لب ولہجہ سے ارفع۔ مگر

مصنفِ رسالہ کا خیال ہے کہ خدا نے بجائے اپنے نفسی کلام کے جو صوت آواز اور لب ولہجہ سے پاک اور منزہ ہے اور قدیم وقائم بذاتہ ہے جو قول اور لحن نے آواز نے حضرت علی کے لب و لہجہ میں بات کی جو حادث ہے اور مخلوق ہے آواز ہے لحن ولہجہ ہے۔ اور اس صورت میں خدا پاک کی توہین لازم آئی جو کفر ہے یا علی کو خدا کا مقام دے دیا۔ پھر اگر بالفرض لب ولہجہ کی بات مانیں تو حضور کی توہین ہوئی کہ خدا کو نعوذ باللہ حضور کا لب ولہجہ نہیں بھاتا بلکہ کسی نبی رسول کا لب ولہجہ نہ بھاتا تھا۔ اگر لب ولہجہ خدا کو پسند آیا تو صرف علی رضہ کا۔ یا لیں کہ

کہ خدا سے انتخاب نبوت میں والعیاذ باللہ غلطی ہو گئی۔ لہٰذا یہ سب من گھڑت باتیں غلط ہیں۔

تنبیہ: مسلمانوں کو ایسی ایسی بے سند کتابوں کے پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔ نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے متعلق فرماتے ہیں لیس کمثلہ شیءٌ کوئی چیز بھی اس کی مثل نہیں ہے۔ یہ ایک اصل اصول ہے صفاتِ تنزیہہ کی۔ کوئی شے بھی حیثیت کی ہو اللہ کی ہم جنس، ہم نوع، ہم سر، ہم صفت غرض کسی طرح بھی مثل نہیں ہو سکتی۔ اس میں فرقہ مشبہہ کی صریح طور پر تردید ہے اور یہودیوں کے ۷۲ فرقوں میں سے ایک فرقہ مشبہہ بھی تھا۔ جس کی تردید اس آیت میں ہو گئی۔

اور آریہ سماجیوں کی بھی تردید ہو گئی جو روح اور مادہ کو قدیم مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جیسے مخلوق بغیر مادہ کے کوئی چیز نہیں بنا سکتی ایسے ہی خدا بھی بغیر مادہ کے جہان نہیں بنا سکتا خدا نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر قیاس مت کرو قیاس کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مقیس، مقیس علیہ کی نظیر ہو مگر یہاں خدا کی شان ہے لیس کمثلہ شیءٌ:

ایک اور گپ ۔ نوّے ہزار کلام الٰہی

قادر یار صاحب نے اپنے رسالہ معراج نامہ ص ۴۰ میں لکھا ہے

دونویں یار اکٹھے ہوئے لامکاں بلندی — رب محبوب ، نبی محمد ہویا جگ بلندی

صاحب سر محمد تائیں دتا کھول تمامی — نوّے ہزار کلام کیتی ایہہ ہے مسلہ عامی

تریہہ ہزار نہ کرنی ظاہر تریہہ ہزار سنائیں — تریہہ ہزار سینے وچ رکھیں ، دسیں جن نوں چاہیں

جواب از قرآن مجید

قرآن مجید نے اس کی تردید فرمائی ہے۔ فرمایا یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی اے رسول! جتنا بھی آپ کے رب کی طرف سے آپ کی طرف اترا ہے وہ سب کا سب امت کو پہنچا دو۔ اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا ہی نہیں کیونکہ بعض کا چھپا لیا

بڑا جرم ہے جیسے کل کا چھپانا۔ جلالین)

اس کلام میں رد آ گیا ان غالی باطل پرستوں کا جن کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ نے نعوذ باللہ کسی خوف یا مصلحت سے قرآن مجید بجز تک پورے کا پورا نہیں بلکہ کسی قدر ناقص صورت میں پہنچایا ہے۔ (تفسیر ماجدی ص ۲۶۲ حاشیہ نمبر ۲۳۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رض نے اسی موقع پر فرمایا لوکان محمد کاتما شیئا من القرآن لکتم هذه الآیة (ابن کثیر رح) یعنی اگر آپ نے کوئی سا جزء قرآن شریف کا چھپایا ہوتا تو وہ یہ جزء ضرور چھپاتے۔ نیز فرمایا جو تجھ سے یہ کہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے احکام میں سے ذرہ بھی چھپایا تو اس نے بہت بڑا طوفان باندھا یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ خدا نے آپ کے بارے فرمایا وما هو علی الغیب بضنین یعنی آپ غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں۔ پھر خدا آپ کا حکم

معراج کی رات آپ ام ہانی کے گھر تھے؟

ایک غلط روایت

بعض نیچے درجے کی روایتوں میں ہے کہ ام ہانی کا بیان ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے ہی گھر میں معراج ہوئی۔

ام ہانی کا گھر شعب ابی طالب میں تھا

یہ روایت مشہور دروغ گو کلبی کی ہے اس میں حد درجہ لغو، غریب اور منکر باتیں ہیں مسند ابی یعلیٰ میں ام ہانی سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ کر ہم لوگوں کے ساتھ میرے ہی مکان میں سو گئے۔ شب کو میری آنکھ کھلی تو آپ کو نہ پایا رؤساء قریش کی دشمنی کے باعث دل میں عجیب عجیب بدگمانیاں پیدا ہونے لگیں، نیند نہ آئی صبح اٹھ کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کا واقعہ سنایا اور فرمایا کہ میں رؤسائے قریش سے واقعہ کہنے جاتا ہوں، میں نے آپ کا دامن پکڑ لیا کہ خدا کے لئے ان سے یہ واقعہ نہ کہئے وہ تکذیب کریں گے، اور آپ کی جان پر حملہ کریں گے لیکن آپ نے نہ مانا اور دامن جھٹک کر چلے گئے۔

ان روایتوں میں علاوہ اور لغویات کے عشاء اور صبح کی نماز باجماعت کی تصریح کس قدر

غلط ہے کیونکہ پنج گانہ نماز تو یقیناً شب معراج میں فرض ہوئی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کی روایات کا صحیحین کے مقابلہ میں کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر اس میں کوئی شک نہیں کہ معراج کی شب آپ خانہ کعبہ میں تھے۔

البتہ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں گھر میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھلی اور جبرائیل علیہ السلام آئے۔

ہمارے نزدیک اس کی صحیح تعبیر یہ ہے کہ آپ آرام تو خانہ کعبہ ہی میں فرما رہے تھے لیکن مشاہدہ آپ کو یہ کرایا گیا کہ آپ اپنے گھر میں ہیں اور اس کی چھت کھلی۔ اور جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے (حاشیہ سیرۃ النبی از سید سلیمان ندوی ص ۳۱۱)

براق پسینہ پسینہ ہوگیا

ترمذی اور ابن جریر طبری اور امام احمد بن حنبل نے بروایت انس رضی اللہ عنہ بتایا ہے کہ جب آپ نے براق پر سوار ہونے قصد کیا تو اس نے شوخی کی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ کیوں شوخی کرتا ہے۔ تیری پشت پر آج تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خدا کے نزدیک برگزیدہ کوئی دوسرا سوار نہیں ہوا۔ یہ سن کر براق پسینہ پسینہ ہوگیا

ابن جریر کی روایت کی نسبت حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اس کے بعض الفاظ میں نکارت ہے اور غرابت ہے۔ ترمذی نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ یہ غریب ہے لا نعرفہ الا من حدیثہ۔ کذا فی سیرۃ النبی ص ۳۱۱)

بستر پر آپ کو نہ پا کر اعزہ کا غاروں پہاڑوں میں تلاش کرنا

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رات کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزہ نے آپ کو بستر پر نہ پایا تو ان کو قریش مکہ کا خوف طاری ہوا کہ کہیں انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گزند تو نہیں پہنچایا۔ اور پہاڑوں اور غاروں میں آپ کو ڈھونڈنے لگے۔

واپسی پر آپ کو قریش کا تجارتی قافلہ کا ملنا

ایک اور روایت میں ہے کہ معراج کی واپسی میں قریش کے ایک تجارتی قافلہ سے آپ کی ملاقات ہوئی اور ان کے ساتھ کچھ واقعات پیش آئے۔ جب لوگوں نے جھٹلایا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا تمہارا قافلہ کل پرسوں تک آجائے گا۔ اس سے پوچھ لینا، چنانچہ وہ آیا۔ اور اس نے تصدیق کی۔ انہیں روایتوں کا ایک ٹکڑا یہ بھی ہے کہ کچھ کفار دوڑے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے پاس گئے کہ آج محمد کعبہ میں بیٹھے تھے۔ لوگوں سے یہ کہہ رہے تھے کہ رات کو وہ بیت المقدس گئے اور آئے حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے فرمایا کہ کیا واقعی آپ یہ فرما رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں! حضرت ابوبکرہ نے کہا تو میں آپ کو سچا مانتا ہوں اور ان پر ایمان لاتا ہوں۔ کفار نے کہا تم کھلم کھلا ایسی خلاف عقل بات کیونکر صحیح سمجھتے ہو؟ جواب دیا میں تو اس سے بھی زیادہ خلاف عقل بات پر یقین رکھتا ہوں، میں تو یقین سے یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہر روز آپ کی خدمت میں آسمان سے فرشتے آتے ہیں۔ اسی دن سے حضرت ابوبکر رضہ کا لقب صدّیق ہوگیا

لیکن یہ تمام قصے سرتاپا لغو اور باطل ہیں، ابن اسحاق اور ابن سعد نے تو سرے سے ان واقعات کے اسناد ہی نہیں لکھے۔ ابن جریر طبری، بیہقی، ابن ابی حاتم، ابو یعلیٰ، ابن عساکر اور حاکم نے ان کی سندیں ذکر کی ہیں۔ ان کے رواۃ ابو جعفر رازی، ابو ہارون عبدی، اور خالد بن یزید بن ابی مالک ہیں۔ جن میں سے پہلے صاحب گو بجائے خود بعض کے نزدیک ثقہ ہیں۔ مگر بے سروپا حدیثوں کے بیان کرنے میں بے باک ہیں۔ بقیہ دو مشہور دروغ گو کاذب اور قصہ خوان ہیں

انہی لغو قصوں کا اختتامی جزء یہ ہے کہ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے معراج کا واقعہ بیان کیا تو بہت سے مسلمانوں کے ایمان بھی متزلزل ہوگئے اور مرتد ہوگئے فلاتلک شیئًا من اسلم! یہ قصہ غالبًا قرآن مجید کی اس آیت کی غلط توضیح میں گھڑا گیا ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس

ابن سعد اور واقدی نے اس کو یوں ہی بے سند بیان کیا ہے، طبری اور ابن ابی حاتم

اور بیہقی وغیرہ کے مستند ارکان وہی اصحاب ثلٰثہ ہیں جن کے اوصاف گرامی ابھی اوپر گزر چکے ہیں۔ ابن جریر نے اس آیت کے تحت میں جو روایتیں درج کی ہیں، ان میں سے حسن (بصری) اور ابن زید سے یہ واقعہ ارتداد کا مذکور ہے۔ لیکن ان کا سلسلہ آگے نہیں بڑھتا۔

اس واقعہ کے انکار کا سب سے بڑی دلیل ہمارے پاس یہ ہے کہ اس وقت تک مکہ میں جو اصحاب اسلام لائے تھے وہ گنے چنے لوگ تھے، جو ہم کو نام بنام معلوم ہیں، ان میں سے کسی کی پیشانی پر ارتداد کا داغ نہیں

لوگوں کے لئے آزمائش

واقعہ کی صحیح صورت یہ ہو سکتی ہے کہ کافروں میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جو اس سے پہلے آپؐ کے سخت مخالف نہ ہوں گے اور گو آپؐ کو پیغمبر نہ مانتے ہوں مگر آپؐ کو مفتری اور کاذب بھی نہ کہتے ہوں، لیکن اس واقعۂ معراج کے بعد سے انہوں نے بھی آپؐ کے ساتھ اس نیکی اور حسن ظن کے خیال کو اٹھا دیا ہو۔ قرآن مجید نے اس کو فتنۃ للناس (لوگوں کے لئے آزمائش) کہا ہے، اور فتنۃ للمؤمنین یعنی مؤمنوں اور مسلمانوں کے لئے آزمائش نہیں کہا ہے۔ اور اگر ان کے لئے بھی آزمائش ہو تو اس آیت سے یہ کہاں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس آزمائش میں پورے نہیں اترے (سیرۃ النبی ص ۳۱۸ تا ص ۳۲۰)

کتب روایت کی غیر محتاط کتابوں میں مثلاً ابن ابی حاتم (تفسیر) ابن جریر طبری (تفسیر بنی اسرائیل) بیہقی (دلائل النبوۃ) میں جنت و دوزخ کے بہت سے عجیب و غریب مناظر و مشاہدات اور پیغمبروں اور فرشتوں کی تعجب انگیز ملاقاتوں اور گفتگوؤں کی تفصیل ہے۔ ان روایتوں کے ناقل ابوہارون عبدی، ابو جعفر رازی اور خالد بن یزید ہیں۔ ابوہارون عبدی اور خالد بن یزید تو مشہور دروغ گو ہیں۔ ابو جعفر رازی کو گو بعضوں نے ثقہ کہا ہے لیکن اکثروں کے نزدیک وہ ضعیف اور راوی منکرات ہیں اور ان کی تنہا روایت قبول نہیں کی جاتی۔ نیز ان روایتوں میں بہت سی لغو اور منکر باتیں مذکور ہیں جن کو محدثین تسلیم نہیں کرتے۔

علاوہ ازیں یہ مناظر و مشاہدات جیسا کہ صحیح بخاری (باب الرؤیا) میں ہے کہ معراج کے

علاوہ ایک اور موقع پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے گئے تھے۔ سرے سے یہ معراج کے مشاہدات ہی نہیں (حاشیہ سیرۃ النبی ص ۳۰۳/۳)

ایک غلط روایت

مسند احمد اور سیرۃ ابن اسحاق کی بعض روایتوں میں ہے کہ آسمان پر جانے سے پہلے ہی بیت المقدس میں انبیاء نے آپ کی اقتدا میں یہ نماز پڑھی تھی۔

صحیح بخاری میں اس کا ذکر نہیں۔ صحیح مسلم میں وقت کی تصریح نہیں۔ مگر قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واپسی کا واقعہ ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اسی کو صحیح لکھا ہے (تفسیر سورۂ اسراء) جامع ترمذی (تفسیر سورۂ اسراء) اور مسند احمد بن حنبل میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصیٰ میں آتے جاتے سرے سے نماز ہی نہیں پڑھی۔ مگر صحیح مسلم کے مقابلہ میں اسے کون تسلیم کرے گا (حاشیہ سیرۃ النبی ص ۳۱۶/۳)

ایک گپ کہ آپؐ جوتوں سمیت عرش پر گئے

عموماً واعظین معراج کا ذکر کرتے کرتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش پر جانے کا تقابل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو نودی یاموسی انی انا ربك فاخلع نعليك خدا کی طرف سے ندا کی گئی کہ اے موسیٰ! بیشک میں تیرا رب ہوں، تو تو اپنے جوتے اتار ڈال۔ (کہ اس میں تواضع اور بقعۂ معظمہ کا احترام اور وادیٔ مقدس کی خاک سے حصولِ برکت کا موقع ہے) لیکن جب حضرت محبوب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں عرش معلّٰی پر چڑھنے لگے تو جوتے اتارنے کا قصد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب مع جوتوں کے میرے عرش پر تشریف لے آ۔

ملیوی کہتا ہے کہ پہلے تو یہ بات ہے کہ پیغمبروں کا باہم اس طرح کا تقابل شرعاً ممنوع ہے جس میں ایک پیغمبر کی شان میں کمی مفہوم ہو چنانچہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاتفضلوا

بین انبیاء اللہ یعنی خدا کے پیغمبروں کے مابین اس طرح کی فضیلت نہ دو جس سے بعض کی حقارت لازم آئے یا کسی طرح حقارت کا پہلو نکلتا ہو۔ کیونکہ پیغمبر کی تحقیر کفر ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ روایت جس میں یہ ذکر ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جوتوں سمیت عرش پر تشریف لے گئے تھے یا خدا نے فرمایا کہ جوتوں سمیت میرے عرش پر تشریف لے آ، اگر صحیح سند کے ساتھ کتب احادیث میں لکھی ہوئی مل جاتی تو ہمیں اس کے ماننے میں کوئی عذر نہ تھا اور نہ ہی ہم کو اس کے انکار کرنے کی کوئی گنجائش تھی۔ لیکن ہم اس کے نہ ماننے میں اس لئے مجبور ہیں کہ یہ روایت سرے سے من گھڑت اور موضوع ہے اور موضوع روایات بیان کرنے والوں کے متعلق حضرت زید بن اسلم تابعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ علم ہوتے ہوئے جو شخص موضوع روایت بیان کرتا ہے وہ من خدم الشیطٰن شیطان کا ایجنٹ ہے لہٰذا وعظ بیان والوں کو احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ ایسی روایات بیان نہ کریں بلکہ ان کی تردید کریں۔

اور یہ روایت صرف ہم ہی نہیں کہتے کہ موضوع ہے بلکہ رسمی مسلمانوں کے رہنما اور پیشوا اور پیر و مرشد

احمد رضا خان صاحب کا فتویٰ ملاحظہ ہو

مسئلہ :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔۔۔۔۔۔

(۱) حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا شب معراج عرش الٰہی پر مع نعلین مبارک تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں؟۔۔۔۔۔۔

الجواب۔۔۔۔۔۔۔ (۱) یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(احکام شریعت ج ۲ ص ۱۳۹)

تیسری بات یہ ہے کہ اس میں عرش معلی کی توہین ہے کہ طور کی شان عرش معلی سے زیادہ ہے اور حضور کی بھی توہین ہوئی کہ آپ کو عرش معلی کے برکات سے روکا گیا جس میں طور جیسے مقدس و محترم مقام سے بہت زیادہ برکات ہیں اگر حضرت موسیٰ کو حصول برکات کیلئے جوتے اتارنے کا حکم تھا تو یہاں حضورؐ کو بھی حصول برکات عرش حاصل کرنے کے لئے جوتے اتارنے کا حکم ہوتا۔

شق صدر یا شرح صدر

معراج کی رات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک چاک ہوا یا نہ؟

اس مسئلہ میں آج کے تعلیم یافتہ لوگوں میں باہم نزاع چل رہا ہے۔ بعض تو سرے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینہ کے شق (چاک) ہونے کے ہی منکر ہیں۔ اور بعض قائل ہیں مگر اس قائل ہونے میں انہوں نے افراط کی راہ اختیار کی ہے یعنی وہ کہتے ہیں کہ آپ کا شق صدر پانچ بار ہوا

1 جب آپؐ چار، پانچ سال کے تھے اور حضرت حلیمہ رضہ کے ہاں پرورش پا رہے تھے۔
2 جب عمر شریف دس برس کی تھی
3 جب آپؐ بیس برس کی عمر کو پہنچے
4 جب پہلی دفعہ جبرائیلؑ وحی لے کر آئے
5 معراج کے موقعہ پر

حقیقت یہ ہے کہ بلاشبہ صحیح و مستند روایات سے آپؐ کا شق صدر معراج کی رات میں ثابت ہے باقی یا تو صحیح سند سے ثابت نہیں یا اختلاط اور وہم راوی ہے۔ چنانچہ جس روایت میں یہ ذکر ہے کہ آپؐ دائی حلیمہ سعدیہ کی پرورش میں تھے کہ آپؐ کا شق صدر ہوا" وہ سات طُرق سے مروی ہے۔

1 پہلا طریق جہم بن ابی جہم کا جو خود بھی مجہول ہے اور اس کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ اس کے استاذ عبد اللہ بن جعفر کی حلیمہ سعدیہؓ ملاقات ثابت نہیں

2 دوسرا طریق واقدی کا ہے جو خود ساقط الاعتبار ہے

3 تیسرا طریق عبد الصمد بن محمد سعدی کا ہے جو وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ ایک نامعلوم الاسم شخص سے روایت کرتا ہے اور یہ سارے کے سارے مجہول ہیں

4 چوتھا طریق محمد بن زکریا الغلابی کا ہے جو مشہور کذاب اور وضاع اور قصہ گو ہے

5 پانچواں طریق ابو العجفاء کا جس کو امام بخاری رہ نے تاریخ صغیر ص ۱۳۳ میں فرمایا فی حدیثہ نظر یعنی اس کی حدیث بحث طلب ہے، اور امام حاکم نے فرمایا ہے لیس حدیثہ بالقائم (اس کی حدیث ٹھیک نہیں ہے) اور اس سے نیچے کے راوی گمنام ہیں۔ اور ایک دوسرے سلسلہ میں مکحول اور شداد کے مابین راوی متروک ہے جو ذکر نہیں کیا پتہ کہ وہ راوی یہی ابو العجفاء ہی ہو جسے مکحول مدلس راوی نے چھپا کر اپنا سلسلہ اسناد اوپر کے راوی سے جوڑ دیا ہو

۶۔ چھٹا طریق بقیہ بن ولید کا ہے جس کا سخت بے احتیاط ہونا متفق علیہ ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس کی حدیث لکھی جائے مگر وہ دلیل میں پیش نہ کی جائے۔ احمد بن حنبل، حاکم، ابن حبان اور نسائی وغیرہ نے کہا کہ بقیہ بن ولید مدلس بھی ہے۔

۷۔ ساتواں طریق حماد بن سلمہ کا ہے جو بذریعہ ثابت بنانی رح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور آخر عمر میں ان سے حدیثیں خلط ملط ہو جاتی تھیں۔ چنانچہ یہ حدیث بھی اسی قبیل سے ہے۔ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا کوئی شاگرد بلکہ حضرت حماد کا کوئی ہم عصر بھی نہیں کہتا کہ آپ کا شق صدر بچپن میں حلیمہ کے گھر رہنے کے زمانہ میں ہوا۔ بلکہ سب کے سب راوی معراج کے واقعات کے آغاز میں شق صدر کا ذکر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس کی روایتیں نہیں لیں۔

دس اور بیس کے سنہ میں شق صدر والی روایتوں میں معاذ بن محمد اور اس کا باپ محمد بن معاذ اور پھر اس کا باپ معاذ بن محمد یہ تینوں مجہول ہیں (تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۱۹۳)

ابو نعیم نے کہا تفرد بذکر السن الذی شق فیہ عن قلبہ یعنی یہ جو اس کی عمر کی تعیین کے بیان میں جس میں شق صدر ہوا منفرد ہیں یعنی اس روایت کی تائید کسی اور نے نہیں کی۔

آغازِ وحی کے موقعہ پر شق صدر کی روایتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہیں، مگر آغازِ وحی کی روایت جو کہ بخاری و مسلم و مسند احمد وغیرہ تمام مستند کتب احادیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس میں کہیں بھی شق صدر کا ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ وہ روایات سب سے زیادہ مفصل صحیح اور محفوظ ہیں۔

نیز شق صدر والی اس روایت میں کئی خرابیاں ہیں ایک تو یہ کہ ایک سلسلہ میں ابو عمران جونی نے اپنے استاذ کا نام نہیں لیا۔ تو راوی مجہول ہوا۔ دوسرے سلسلہ میں یزید بن بابنوس کا نام لیتا ہے وہ بھی مجہول ہے جس سے ابو عمران جونی کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا۔ اور ایک تیسرا سلسلہ ہے جس میں داؤد بن المحبر کذاب راوی ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت میں اور بھی کئی ایسی لغو باتیں ہیں جو اس کو صحت کے پایہ سے ساقط کرتی ہیں

ایک اور روایت حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے جس کا راوی جعفر بن عبداللہ

ابان قرشی ہے۔ اس کے متعلق عقیلی نے کہا ہے کہ اس میں وہم (کا مرض) تھا یعنی الفاظ کی صحیح یادداشت نہ تھی اور اضطراب تھا یعنی ایک واقعہ اور سند کو کبھی کسی طرح اور کبھی کسی طرح بیان کرتا تھا۔ پھر اس روایت کو نقل کر کے لکھا ہے کہ اس کی متابعت نہیں کی جاتی۔ یعنی اس کے ہم شیوخ اور ہم درس اس کی تائید نہیں کرتے۔

پھر بعینہ یہی واقعات شداد بن اوس کی روایت سے ابونعیم، ابویعلیٰ اور ابن عساکر نے عقیلی نیز ابویعلیٰ کی روایت سے دارمی اور ابن اسحاق نے مرسلاً بچپن کے شق صدر میں بیان کیا ہے جن سے ان کا باہم تعارض واضح ہے۔

شق صدر اور اُس کا صحیح مفہوم

شق صدر کی صحیح کیفیت حالتِ معراج کے سلسلہ میں صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن نسائی وغیرہ میں متعدد روایتوں اور طریقوں سے مذکور ہے کہ ایک شب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں آرام فرما رہے تھے۔ آنکھیں سوتی تھیں مگر دل بیدار تھا کہ ناگاہ حضرت جبرائیل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ نظر آئے۔ آپ کو اٹھا کر وہ چاہِ زمزم کے پاس لے گئے یا آب زمزم لے کر کوئی آپ کے پاس آیا۔ سینہ مبارک کو چاک کیا۔ پھر آبِ زمزم سے دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا لایا گیا۔ پھر اس طشت کے سرمایہ کو سینہ مبارک میں بھر کر شگاف کو برابر کر دیا گیا۔ اس کے بعد فرشتے آپ کو آسمان کی طرف لے چلے۔

معراج شریف کا صحیح واقعہ

سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عہد اسلام کی سخت اور پُر خطر زندگی کا باب ختم ہونے کو تھا اور ہجرت کے بعد سے اطمینان و سکون کے ایک نئے دور کا آغاز ہونے والا تھا تو وہ شبِ مبارک آئی اور شبِ مبارک میں وہ ساعت ہمایوں آئی جو دیوانِ قضا میں سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرِ ملکوت کے لئے مقرر تھی اور جس میں پیشگاہ ربانی سے احکامِ خاص کا اجراء اور نفاذ عمل میں آنے والا تھا، رضوانِ جنت

کو حکم ہوا کہ آج مہمان سرائے غیب کو نئے ساز و برگ سے آراستہ کیا جائے کہ شاہ عالم آج یہاں مہمان بن کر آنے گا۔ روح الامین کو فرمان پہنچا کہ وہ سواری جو بجلی سے زیادہ تیز گام اور روشنی سے زیادہ سبک خرام ہے اور فضائے لاہوت کے مسافروں کے لئے مخصوص ہے حرم ابراہیمی کے دروازہ میں لے کر حاضر ہو۔ کارکنان عناصر کو حکم ہوا کہ مملکت آب و خاک کے تمام مادی احکام و قوانین تھوڑی دیر کے لئے معطل کر دیئے جائیں اور زمان و مکان، سفر و اقامت، رؤیت و سماعت، تخاطب و تکلم کی تمام طبعی پابندیاں اٹھا دی جائیں۔

اب تک تو ہم نے معراج شریف کے واقعہ پر مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے کئی غلط افسانوں، غلط روایات اور اعتراضات کے جواب دیئے

اب آپ کے سامنے قرآن و سنت کی روشنی میں معراج شریف کا صحیح واقعہ پیش کیا جا رہا ہے

شروع واقعہ معراج شریف

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ شریف کی جو عمارت بنائی تھی وہ سیلاب سے کئی دفعہ گر چکی تھی۔ اور پھر بنی تھی۔ اسی طرح قریش کے عہد میں جب کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز پیغمبر نہیں ہوئے تھے، سیلاب سے گر گئی۔ قریش نے اس کو دوبارہ تعمیر کرانا چاہا تو حلال سرمایہ کی کمی کے باعث ایک طرف اندر کی تھوڑی سی زمین چھوڑ کر دیوار کے طول کو کم کر دیا۔ اس طرح کعبہ کی تھوڑی سی زمین چار دیواری سے باہر رہ گئی۔ اور اب تک اسی طرح ہے۔ اس حصۂ زمین کا نام حجر اور حطیم ہے۔

قریش کے نوجوان اور رؤسا، اکثر رات کو یہاں سویا کرتے تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی یہاں آرام فرمایا کرتے تھے۔ نبوت سے پہلے بھی آپ کو حالت رؤیا میں فرشتے نظر آتے تھے (بخاری کتاب التوحید باب صفت صلی اللہ علیہ وسلم)

جس شب کو معراج ہوئی۔ آپ اسی مقام پر استراحت فرما تھے۔ بیداری اور خواب کی ایک درمیانی حالت تھی کہ آپ نے دیکھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے ان کے ساتھ چند اور فرشتے بھی تھے پہلے وہ آپ کو چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور وہاں آپ کے سینۂ مبارک کو چاک کیا اور قلب اطہر کو نکال کر آب زمزم سے دھویا۔ اس کے بعد بہشتی سونے کا ایک طشت ایمان و حکمت سے معمور لایا گیا

ے شبلی کو اس میں کلام ہے ۱۲

جبرائیل نے اس طشت سے ایمان و حکمت کے خزانہ کو لے کر آپ کے سینہ میں رکھ کر اس کو برابر کر دیا!
اس کے بعد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا سفید رنگ کا ایک لمبا سا جانور براق نامی لایا گیا جس کی تیز رفتاری کا یہ حال تھا کہ اس کا ہر قدم وہاں پڑتا تھا جہاں نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی۔ آپ اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آئے اور براق اس حلقہ میں باندھا گیا جس میں انبیاء کرام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے آپ نے مسجد اقصیٰ کے اندر قدم رکھا، اور دو رکعت نماز پڑھی۔ یہاں سے نکلے تو جبرائیل نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کئے، آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔ جبرائیل نے کہا، آپ نے فطرت کو پسند کیا اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھاتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

بعد ازیں حضرت جبرائیل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آسمان پر چڑھے۔ پہلا آسمان آیا تو جبرائیل نے دربان کو آواز دی۔ اس نے کہا کون ہے؟ جبرائیل نے اپنا نام بتایا۔ پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر دریافت کیا کہ وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا "ہاں!" یہ سن کر فرشتہ نے دروازہ کھول دیا۔ اور مرحبا خوش آمدید کہا اور کہا کہ اس خبر کو سن کر آسمان والے خوش ہوں گے۔ خدا اہل زمین کے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتا ہے جب تک وہ آسمان والوں کو علم نہ بخشے وہ جان نہیں سکتے۔ اب آپ پہلے آسمان میں داخل ہوئے تو ایک شخص نظر آیا جس کی داہنی اور بائیں طرف بہت سی پرچھائیاں تھیں جب وہ داہنی طرف دیکھتا تو ہنستا اور جب وہ بائیں طرف دیکھتا تو رو دیتا تھا۔ وہ آپ دیکھ کر بولا مرحبا اے نبی صالح اے نبی صالح اے فرزند صالح! آپ نے جبرائیل سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کے داہنی اور بائیں طرف جو پرچھائیاں ہیں یہ ان کی اولادوں کی روحیں ہیں۔ داہنی طرف اہل جنت ہیں اور بائیں طرف والے دوزخی ہیں۔ اس لئے جب ادھر دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ادھر دیکھ کر آزردہ ہوتے ہیں۔
اسی آسمان میں آپ کو آمنے سامنے دو نہریں نظر آئیں۔ پوچھنے پر جبرائیل نے بتایا کہ نیل اور فرات کی سوتیں ہیں۔ چلتے پھرتے آپ کو ایک اور نہر نظر آئی جس پر لؤلؤ و زبرجد کا محل تعمیر تھا اور اس کی زمین مشک اذفر کی تھی۔ جبرائیل نے کہا یہ نہر کوثر ہے جس کو پروردگار نے مخصوص آپ کے

لئے رکھا ہے

اسی طرح ہر آسمان پر گذرتے چلے گئے اور ہر آسمان کے دربان اور جبرائیلؑ کی اسی قسم کی گفتگو ہوتی گئی اور ہر ایک آسمان میں کسی نہ کسی پیغمبر سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے میں حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام سے جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقات ہوئی۔ تیسرے میں حضرت یوسفؑ سے جن کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا تھا، چوتھے میں حضرت ادریسؑ سے ملاقات ہوئی جن کا ذکر خدا پاک نے قرآن پاک میں فرمایا ورفعناہ مکانا اور ہم نے اس کو ایک مقام بلند تک اٹھایا ہے۔ اور پانچویں میں حضرت ہارونؑ ملے اور ہر ایک نے لے پیغمبر صالح اے برادر صالح کہہ کر خیر مقدم کیا چھٹے میں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی انہوں نے فرمایا مرحبا اے پیغمبر صالح اے برادر صالح جب آپ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰؑ رو پڑے۔ آواز آئی کہ اے موسیٰؑ! اس گریہ کا کیا سبب ہے؟ موسیٰؑ نے عرض کی خداوند! میرے بعد تو نے اس نوجوان کو مبعوث کیا ہے اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے۔

ساتویں آسمان میں داخل ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا مرحبا اے پیغمبر صالح اے فرزند صالح! جبرائیلؑ نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ بیت معمور یا دگھر سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے۔ جس میں ہر روز ۷۰ ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔

آسمانوں میں ان پیغمبروں کی ترتیب آسانی اس طرح یاد رکھی جا سکتی ہے

اَ غ یـ ا ھـ مـ ا | یہ ترتیب حضرت شیخ الحدیث و التفسیر مولانا قاضی شمس الدین صاحب سابق مدرس دار العلوم دیوبند متعنا اللہ بطول حیاتہ نے بتائی

اس کے بعد آپؐ کو جنت کی سیر کرائی گئی جس کے گنبد موتی کے تھے اور زمین مشک کی تھی۔ اس مقام تک پہنچے جہاں قلم قدرت کے چلنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ آگے بڑھ کر آپؐ سدرۃ المنتہٰی (انتہا کی بیری کا درخت) تک پہنچے اس درخت پر شانِ ربانی (امر اللہ) کا پرتو تھا۔ جس نے آکر جب اس کو چھپالیا تو اس کی ہیئت بدل گئی اور اس میں حسن کی وہ کیفیت پیدا ہوئی جس کو کوئی بیان نہیں کر سکتا اور اس میں رنگ برنگ کے ایسے انوار کی تجلی نظر آئی جو بیان نہیں ہو سکتی۔

یہی وہ مقام ہے جہاں سے امور نیچے زمین پر اترتے ہیں اور زمین سے چڑھ کر اوپر وہاں جاتے

یہاں پہنچ کر حضرت جبرائیلؑ اپنی اصلی کمالی صفت و صورت میں آپؐ کے سامنے نمودار ہوئے۔ پھر اس دستور ازل نے خلوت گاہ راز میں وہ پیغام سنے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ میں شامل نہیں ہو سکتی فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ

تین عطیے

اس وقت آپؐ کو بارگاہِ الٰہی سے تین عطیے مرحمت ہوئے ۱ سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں جن میں اسلام کے عقائد و ایمان کی تکمیل اور اس کے دور مصائب کے خاتمہ کی بشارت ہے ۲ رحمتِ خاص نے مژدہ سنایا کہ امت محمدیہ میں سے ہر ایک جو شرک کا مرتکب نہ ہوا ہو کرم مغفرت سے سرفراز ہوگا ۳ اور ندائی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض کی گئی ہے

آپ ان عطیوں کو لے کر واپس ہوئے اور حضرت موسیٰؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دریافت کیا کہ بارگاہِ خاص سے کیا احکام عطا ہوئے؟ فرمایا امت پر پچاس وقت کی نماز! موسیٰؑ نے فرمایا کہ میں نے بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کیا ہے آپؐ کی امت سے یہ بوجھ نہ اٹھ سکے گا آپ واپس جاکر عرض کیجیے آپ نے رجعت کی اور عرض کی یا اللہ میری امت نہایت کمزور اور اس کے قویٰ نہایت ضعیف ہیں۔ حکم ہوا دس وقت کی نمازیں معاف ہوئیں۔ لوٹے تو حضرت موسیٰؑ نے پھر دوبارہ عرض کرنے کا مشورہ دیا تب پھر اور دس معاف ہوئیں اسی طرح آپ چند بار حضرت موسیٰؑ کے مشورے سے بارگاہِ الٰہی میں عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ رات دن میں صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰؑ نے پھر بھی مشورہ دیا کہ اب بھی مزید تخفیف کی درخواست کیجیے! فرمایا اب مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے۔ ندا آئی اے محمدؐ! میرے حکم میں تبدیلی نہیں۔ نمازیں پانچ ہوں گی لیکن ہر نیکی کا بدلہ دس گنا دوں گا یہ پانچ بھی پچاس ہوں گی۔ میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کر دیا اور اپنا فیصلہ نافذ کر دیا۔

آپ آسمان سے اتر کر زمین پر تشریف لائے بیت المقدس میں داخل ہوئے دیکھا کہ یہاں انبیاء کرام جمع ہیں موسیٰؑ و ابراہیمؑ نماز میں مصروف ہیں آپؐ نے ان میں سے چند پیغمبروں کی شکل و صورت بھی بیان کی کہ موسیٰؑ کا قد لمبا اور رنگ گندمی تھا اور الجھے ہوئے گھونگھریالے بال تھے جیسے قبیلہ شنوءہ کا آدمی ہو عیسیٰؑ میانہ قد سرخ و سفید، سر کے بال سیدھے اور لمبے جیسے ابھی حمام سے نہا کر نکلے ہوں ان سے عروہ بن مسعود ثقفی صحابی سے ان کی صورت ملتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی صورت تمہارے صاحب یعنی خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی تھی

بہر حال اسی اثناء میں آپؐ نے نماز پڑھائی اور تمام انبیاء م پر منصب امامت سے سرفراز ہوئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو ندا آئی اے محمد! دوزخ کا داروغہ حاضر ہے سلام کرو آپؐ نے نظر کی تو داروغہ نے سلام کیا۔ بخاری نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ لیلۃ المعراج میں دجال بھی آپؐ کو دکھایا گیا۔

ان تمام منازل کے طے ہونے کے بعد آپؐ مسجد حرام (کعبہ) میں صبح سے پہلے پہنچ گئے خانہ کعبہ کے آس پاس روسائے قریش کی نشست رہتی تھی۔ آپؐ بھی وہیں مقام حجر میں تشریف فرما تھے۔ صبح کو آپؐ نے ان سے واقعہ بیان کیا۔ تو ان کو سخت اچنبھا ہوا۔ جو زیادہ کور باطن تھے انہوں نے آپؐ کو (نعوذ باللہ) جھٹلایا۔ بعضوں نے مختلف سوالات کئے ان میں اکثر شام کے تاجر تھے۔ اور انہوں نے بیت المقدس کو بارہا دیکھا تھا اور انہیں معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس گئے ہوئے نہیں۔ اس لئے آخر میں خاتمہ دلائل کے طور پر سب نے کہا کہ اے محمد! تم کہتے ہو کہ صرف ایک رات میں تم خانہ کعبہ سے بیت المقدس گئے اور واپس آگئے۔ اگر یہ سچ ہے تو بتاؤ بیت المقدس کی کیا ہیئت ہے؟ آپؐ فرماتے ہیں کہ میرے ذہن میں بیت المقدس کا صحیح نقشہ نہ تھا بہت بے قراری ہوئی کہ ناگاہ نظر کے سامنے ساری بیت المقدس جلوہ گر کر دی گئی۔ وہ سوال کرتے جاتے تھے اور میں اس کو دیکھ دیکھ کر جواب دیتا جاتا تھا۔

اس واقعہ معراج سے کئی مسائل مستنبط ہوتے ہیں من جملہ ان کے چند درج ذیل ہیں

1. آپؐ بجسدہ و روحہ بحکم خدا اوپر تشریف لے گئے
2. آسمانوں کا وجود ہے ان کے دروازے بھی ہیں دربان بھی ہیں جو بغیر حکم خدا کے کھولتے نہیں
3. انبیاء علیہم السلام کے اپنے اپنے مقام و مراتب کے لحاظ سے ارواح مجسمہ آسمانوں پر موجود ہیں
4. حضرت موسیٰؑ امت محمدیہ کے خیر خواہ ہیں
5. جنت و دوزخ برحق اور پیدا شدہ ہیں
6. آپؐ میں تسلیم و رضا غالب تھی
7. آپؐ کو خدا کے بتائے بغیر علم غیب نہیں ہوتا تھا
8. جو جگہ مسجد ہے وہ ماتحت الثریٰ سے الفوق تک مسجد ہی ہے اگرچہ اس کی بنا اور چھت نہ ہو
9. آپؐ امام الانبیاء ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ارواح متمثل ہیں کہ آپؐ کے مقتدی بنے

واللہ اعلم سبحان اللہ وبحمدہ سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک (ثلاثاً) وصلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین (کتبہ محمد حسین النیلوی غفرلہ)

اطیبُ الکلام
فی
نکاح یُوسف علیہ السلام

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا
علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی
سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اطیبُ الکلام
فی
نکاح یُوسف علیہ السلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِيْ وَصَفَ عِبَادَهُ الْمُرْسَلِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ اَنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ. وَقَالَ اِنَّا اَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ. وَقَالَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ. وَقَالَ اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ، اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ. وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَسَيِّدِ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ، خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ الْمُجْتَبَى الْمُرْتَضٰى. وَعَلٰى اٰلِهِ الْكَامِلِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْعَالِمِيْنَ الْعَامِلِيْنَ الْبَرَرَةِ الدُّعَاةِ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ بِكِتَابِ اللّٰهِ الْمُبِيْنِ وَكَلَامِ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ جَزَاهُمُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

اما بعد عموماً مجالس وعظ میں بعض مقررین اور نام نہاد خطیب حضرات حضرت یُوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہمُ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے "زلیخا" نامی اُس بدنام زمانہ مصری عورت کے ساتھ نکاح کرلیا تھا، جس کا ذکر قرآن مجید میں کچھ اس طرح آیا ہے کہ اس بدکار اور فاحشہ عورت نے عزیز مصر کی منکوحہ ہونے کے باوجود ایک معصوم اور گناہوں سے پاک ہستی حضرت یوسف علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی آتش نفسانی کو ٹھنڈا کرنا چاہا، یہاں تک اس حیا باختہ شیطان صفت عورت نے اپنی نفسانی خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کیں، اپنے محل کے دروازے اور کھڑکیاں بند کیں، تالے لگائے، اور پھر اپنی ناپاک زبان سے ایک معصوم پیغمبر کو صاف لفظوں میں گناہ کی دعوت بھی دی تھی۔

اور جب حضرت یوسف علیہ السلام اس ناپاک و نجس فعل بد سے بچنے کے لیے بھاگے تو اس بدچلن عورت نے محل کے آخری دروازے تک اس معصوم کا تعاقب کیا اور آپ کی قمیص مبارک بھی کھینچ کر پھاڑ دی۔ اور جب سامنے سے شوہر کو آتے ہوئے دیکھا تو شور مچادیا اور الٹا حضرت یوسف علیہ السلام پر زیادتی کا الزام لگا دیا۔ اور مقدمہ حاکم کے سامنے پیش کیا گیا، جس کے فیصلہ کے مطابق عزیز مصر کی بیوی ہی قصوروار اور مجرم قرار پائی۔

اور پھر خود اس عورت کے شوہر نے بھی عدالت کے سامنے اپنی بے حیا اور بدچلن بیوی کے گناہ گار ہونے کی تصدیق کر دی۔

نیز اس بے حیا عورت نے مصر کی متعدد عورتوں کے سامنے علی الاعلان نہ صرف اپنے سابقہ حیا سوز گناہ کا اقرار کیا' بلکہ آئندہ بھی اس کار بد کے ارتکاب کا عہد کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کو دھمکی دی کہ اگر آپ میری یہ خواہش پوری نہ کریں گے تو میں آپ کو قید کروادوں گی۔

اور آخر کار ناکردہ گناہ کی سزا میں اس معصوم ہستی کو اس شیطان صفت عورت نے زندان خانہ میں قید کروادیا۔ اور پھر عرصہ دراز تک ان کی خبر تک نہ لی' نہ ان کی رہائی کے لیے کوئی تدبیر کی اور نہ ہی اپنے گناہ پر پشیمان و شرمسار ہوئی۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کا انتظام فرمایا تو اس موقع پر اس فاحشہ اور بدچلن عورت کی سہیلیوں نے بھی بادشاہ مصر کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت اور پاکدامنی پر گواہی دی تو پھر ڈھیٹ ہو کر خود اس بے حیا عورت نے بھی بادشاہ مصر کے بھرے دربار میں اپنے گناہ کا برسرعام اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ:

اب تو تمام لوگوں پر حق بات ظاہر ہو ہی گئی ہے تو پھر آج میں اس بھرے دربار میں اس حقیقت کا برملا اقرار کرتی ہوں کہ خود میں نے ہی حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنا ناجائز مطلب حاصل کرنا چاہا تھا، اور

حضرت یوسف علیہ السلام اس بارے میں بالکل سچے اور بے گناہ ہیں۔ اور میں اس بات کا اظہار اس لیے کر رہی ہوں تاکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بات خوب اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ میں نے ان کی عدم موجودگی میں' یعنی زمانۂ قید میں ان کی معصومیت اور پاکدامنی کے متعلق کوئی غلط بات کہہ کر خیانت نہیں کی، اور نہ ہی اپنے جرم کو اس معصوم اور بے گناہ ہستی کی طرف منسوب کیا۔

اس عورت نے اپنے جرم عظیم کا اعتراف کرتے ہوئے مزید یہ بھی کہا کہ: میں اپنے آپ کو پاکباز بھی نہیں کہتی اور مجھ سے جتنی غلطی سرزد ہوئی ہے' میں اس کا اعتراف کرتی ہوں۔ (دیکھیے: ۱۲ : ۵۱ - ۵۳)

بہر حال عزیزِ مصر کی بیوی ایک فاحشہ، بدکار و بے حیا اور زانیہ عورت تھی' جس کے متعلق مقدمہ کا فیصلہ کرتے ہوئے حاکم نے بھی اسی کو مجرم قرار دیا، پھر اس کے شوہر عزیزِ مصر نے بھی اسی کو مجرم کہا، اپنی سہیلیوں کے سامنے خود اس بے حیا نے اپنے جرم کا اعتراف کیا، پھر عرصۂ دراز تک ایک معصوم پیغمبر کو قید کروائے رکھا، پھر بادشاہِ مصر کے دربار میں اس کی سہیلیوں نے بھی اسی بدچلن عورت کے خلاف گواہی دیتے ہوئے اسے مجرم ثابت کیا اور پھر خود اس عورت نے بھی دربارِ شاہی میں اقبالِ جرم کر لیا' تو ایسی حیا باختہ عورت کے متعلق یہ کہنا غلط ہے کہ وہ بے گناہ تھی' اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اس کا نکاح ہوا تھا اور یہ کہ وہ اس وقت باکرہ یعنی کنواری تھی، اور اس سے دو بچے پیدا ہوئے۔

آج کل کے نام نہاد واعظین جاہل عوام کے سامنے اس بے بنیاد قصے کو بڑے مزے لے لے کر اور مرچ مسالے لگا لگا کر طویل خطبات کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں درج ذیل روایت پیش کرتے ہیں:

تفسیرِ طبری کی روایت

حدثنا (محمد) ابن حُمید قال حدثنا سلمة (الابرش) عن (محمد) ابن اسحاق قال: لما قال یوسف (علیہ السلام) للملك: اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ

الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ. قال الملك قد فعلت فولاه ما يذكرون عمل اطفير وعزل الاطفير عما كان عليه يقول الله: وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ. الاٰية. قال فذكر لي والله اعلم، ان اطفير هلك في تلك الليالي. وان الملك الريان بن الوليد زوج يوسف (عليه السلام) امرأة اطفير راعيل. وانها حين دخلت عليه قال: اليس هٰذا خيرا مما كنت تريدين؟ قال: فيزعمون انها قالت: ايها الصديق لا تلمني فاني كنت امرأة كما ترى حسنا وجمالا ناعمة في ملك ودنيا. وكان صاحبي لا ياتي النساء، وكنت كما جعلك الله في حسنك وهيئتك فغلبتني نفسي على ما رأيت. فيزعمون انه وجدها عذراء. فاصابها فولدت له رجلين افرائيم بن يوسف وميشا بن يوسف. (تفسیر طبری پ ۱۳ ص ۴)

یعنی محمد بن حمید نے سلمۃ الابرش سے اور اس نے محمد بن اسحاق سے نقل کرکے ہمیں (ابو جعفر محمد بن جریر طبری اور اس کے ساتھیوں کو) بتلایا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا: اِجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ کہ آپ مجھے ملکی خزانوں پر مسلّط فرما دیجیے، کیونکہ میں خزانے کی حفاظت بھی اچھی طرح کرسکتا ہوں اور حساب کتاب سے بھی واقف ہوں' تو بادشاہ نے کہا کہ ٹھیک ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ تو لوگوں کے بقول بادشاہ نے اطفیر کو اس کے عہدہ سے معزول کرکے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کے کام کا متولّی اور نگران بنادیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ۔ الآیۃ۔ اور اس طرح ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مُلکِ مصر میں جگہ عطا فرمائی تاکہ وہ اس میں جہاں بھی چاہیں رہیں بسیں۔ الآیہ۔ اس کے بعد محمد بن اسحاق نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ آگے اللہ جانے کہ اطفیر (یعنی عزیزِ مصر) انہی راتوں میں مرگیا ہوگا۔ اور مصر کے بادشاہ ریان بن ولید نے اطفیر کی بیوہ راعیل (جسے زلیخا بھی کہا جاتا ہے) کا

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ نکاح کر دیا۔ اور وہ عورت حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا یہ کام یعنی نکاح اس کام یعنی زنا سے بہتر نہیں جو تو چاہتی تھی۔ (اس کے بعد محمد بن اسحٰق نے) کہا کہ پھر لوگ کہتے ہیں کہ اس عورت نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اے سچ بولنے والے مجھے ملامت نہ کریں، کیونکہ اُس وقت میں ایک حسین و جمیل عورت تھی، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، اور ملک اور دُنیا میں ناز پروردہ تھی، جبکہ میرا خاوند نامرد تھا، وہ عورتوں کے پاس آنے پر قادر نہ تھا۔ اور حسن و جمال میں جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنایا ہے، میں آپ کو دیکھ کر بے اختیار ہوگئی۔ میرے نفس نے اُسی فعل کے لیے مجھ پر غلبہ پالیا' جو کہ آپ سمجھ گئے تھے۔ پھر لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے باکرہ پایا۔ پھر اس کے ساتھ صحبت کی' تو اس سے دو بچے افرائیم بن یوسف اور میشا بن یوسف پیدا ہوئے۔ (جامع البیان فی تفسیر القرآن از ابوجعفر محمد بن جریر طبری پارہ ۱۳ ص ۵)

حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح سے متعلق مذکورۂ بالا روایت میں محمد بن حمید، سلمۃ الابرش اور محمد بن اسحاق کے نام نمایاں ہیں۔ سطور ذیل میں اسماء الرجال کے ماہر محدثین اور ناقدین کی آراء کو مختصراً پیش کیا جاتا ہے، جنھیں حضرت محدث ابوالفضل احمد بن علی بن حجر کنانی عسقلانیؒ اور حضرت محدث شمس الدین محمد بن احمد ذہبیؒ اور دیگر ناقدین نے جمع فرمایا ہے۔

محمد بن حمید الرازی

- حضرت یعقوب بن شیبہؒ فرماتے ہیں: محمد بن حمید کثیر المناکیر کہ محمد بن حمید بہت زیادہ منکر حدیثیں بیان کرنے والا شخص تھا۔
- حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید کی بیان کردہ روایت میں نظر ہے۔
- یاد رہے کہ جب حضرت امام بخاریؒ فیہ نظر لکھتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ یہ شخص معتمد علیہ نہیں ہے، یعنی اس کی روایت قابلِ قبول نہیں۔

- حضرت امام نسائیؒ نے فرمایا: لیس بثقة کہ محمد بن حمید ثقہ راوی نہیں، بلکہ ایک موقع پر تو امام نسائیؒ نے اُسے "کذاب" یعنی بڑا جھوٹا بھی قرار دیا تھا۔
- حضرت علامہ جوزجانیؒ نے فرمایا کہ یہ شخص بد مذہب اور غیر ثقہ ہے جس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں۔
- حضرت محدث صالح بن محمدؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید رازی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر جرأت وجسارت کرنے والا کوئی شخص میں نے نہیں دیکھا۔
- نیز آپؒ نے فرمایا کہ محمد بن حمید میں ایک خباثت یہ بھی تھی کہ وہ دُوسرے لوگوں کی حدیثیں لے کر ان میں اُلٹ پھیر کر دیا کرتا تھا۔
- نیز آپؒ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے دو لوگوں سے زیادہ جھوٹ بولنے میں حاذق و ماہر اور کوئی نہیں دیکھا، جن میں سے ایک کا نام سلیمان شاذکونی اور دُوسرے کا نام محمد بن حمید ہے۔
- حضرت محدث ابو نعیمؒ اور حضرت محدث ابن عدیؒ نے فرمایا کہ "رَیّ" کے شیوخ اور حفاظ یعنی محدثین کی ایک جماعت نے ایک مرتبہ محمد بن حمید کا تذکرہ شروع کر دیا، جس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ یہ شخص حدیث کے معاملے میں بہت ہی ضعیف ہے۔ اور یہ کہ یہ شخص ایک ایسی انوکھی بات کرتا ہے جو اس نے کہیں سے بھی نہ سُنی ہو۔ یعنی موضوع اور من گھڑت قصے حدیث کے نام سے بیان کر دیتا ہے۔ اور کبھی تو ایسا بھی کرتا ہے کہ بصرہ اور کوفہ کے جھوٹے لوگوں کی من گھڑت روایات اخذ کر کے رَیّ کے محدثین کا نام لے کر بیان کر دیا کرتا ہے۔
- حضرت علامہ ابن خراشؒ نے فرمایا کہ محمد بن حمید نے ہمیں ایک حدیث سُنائی جو جھوٹی اور من گھڑت تھی۔
- نیز آپؒ نے قسم کھا کر فرمایا: وکان واللہ یکذب کہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ محمد بن حمید ہمیشہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔

- حضرت مُحدّث محمد بن مسلم بن عثمان بن عبداللہ بن وارہؒ نے فرمایا کہ محمد بن حمید بہت بڑا جھوٹا آدمی ہے۔
- حضرت امام بخاریؒ کے اُستاذ حضرت امام اسحاق الکوسجؒ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن حمید بہت بڑا جھوٹا آدمی ہے۔
- نیز آپ نے فرمایا کہ ہمیں محمد بن حمید نے محمد بن اسحاق کی کتاب المغازی پڑھ کر سنائی اور دعویٰ کیا کہ اس نے یہ کتاب سلمۃ الابرش سے سُنی ہے۔ اس کے بعد میرا علی بن مہران کے پاس جانا ہُوا' تو وہ بھی کتاب المغازی ہی پڑھ کر سُنا رہا تھا۔ اور وہ بھی یہی دعویٰ کرتا تھا کہ اس نے یہ کتاب سلمۃ الابرش ہی سے سُنی ہے۔ اس پر میں (امام اسحٰق الکوسج) نے دریافت کیا کہ کیا محمد بن حمید نے بھی یہ کتاب سلمۃ الابرش ہی سے پڑھی ہے؟ کیونکہ محمد بن حمید کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ اس نے یہ کتاب سلمۃ الابرش سے پڑھی ہے تو مجھ سے محمد بن حمید کی یہ بات سُن کر علی بن مہران حیرت زدہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ کتاب تو محمد بن حمید نے مجھ سے پڑھی ہے۔ اور علی بن مہران سے حقیقتِ حال سُننے کے بعد میں (اسحٰق الکوسج) نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن حمید جھوٹا آدمی ہے۔
- نیز آپ نے فرمایا کہ متعدد لوگوں سے ہم تک یہ شکایت پہنچی ہے کہ محمد بن حمید حدیث چور ہے، وہ حدیثیں چراتا ہے۔
- نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ محمد بن حمید تو اس قدر نالائق شخص تھا کہ اُسے قرآن مجید بھی یاد نہیں تھا۔
- حضرت ابوزرعہؒ سے اُن کے بھتیجے ابوالقاسمؒ نے دریافت کیا کہ محمد بن حمید رازی کیسا آدمی تھا؟ تو انھوں نے اپنے مُنھ کی طرف اپنی اُنگلی سے چُپ رہنے کا اشارہ فرمایا۔ تو اس پر ابوالقاسمؒ نے دریافت کیا کہ کیا محمد بن حمید جھوٹ بولتا تھا؟ تو اس پر حضرت ابوزرعہؒ نے سر کے اشارے سے

فرمایا کہ ہاں وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔ اس پر ابو القاسمؒ نے کہا کہ وہ بوڑھا ہوگیا تھا، اس لیے شاید تدلیس سے کام لیتا ہو۔ اس پر حضرت ابو زرعہؒ نے فرمایا: نہیں بیٹے، ایسی بات نہیں، بلکہ وہ قصداً جھوٹ بولتا تھا۔

- حضرت فضلک رازیؒ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ محمد بن حمید کے یہاں گیا تو وہ اُس وقت اپنی من گھڑت اور سُنی سنائی روایات کی سندیں گھڑ رہا تھا۔
- نیز آپ نے فرمایا کہ میرے پاس محمد بن حمید کی بیان کردہ پچاس ہزار روایات کا مجموعہ موجود ہے، لیکن ان روایات کی حالت یہ ہے کہ میں ان پچاس ہزار روایات میں سے ایک حرف بیان کرنے کو بھی جائز اور حلال نہیں سمجھتا۔ (دیکھیے: میزان الاعتدال و تہذیب التہذیب)

سلمۃ الابرش

محمد بن حمید رازی کے اُستاذ کا نام سلمۃ بن الفضل الابرش ابوعبداللہ الازرق الانصاری مولی الانصار ہیں ہے جو رَیّ کا قاضی تھا۔ (شہر رَیّ خراسان میں واقع ہے اور اسی نسبت سے باشندگانِ رَیّ رازی کہلاتے ہیں)

- حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا کہ سلمۃُ الابرش کے پاس منکر حدیثیں ہیں، یعنی اس کی بیان کردہ حدیثیں ثقہ راویوں کی بیان کردہ حدیثوں کے خلاف ہوتی ہیں۔
- حضرت علی بن مدینیؒ نے فرمایا کہ ہم لوگ سلمۃ بن الفضل کی بیان کی ہوئی حدیثوں کو پھینک کر شہر رَیّ سے نکل گئے تھے۔
- حضرت ابو زرعہؒ نے کہا کہ شہر رَیّ کے باشندے کئی وجوہ کی بنا پر سلمۃ بن الفضل کو ناپسندیدہ شخصیت سمجھتے تھے۔ اور ان میں سے ایک وجہ یہ تھی کہ اس کی رائے بُری تھی اور فیصلہ کرنے میں وہ ظالم تھا۔ حضرت ابو زرعہؒ یہ بات کرتے ہُوئے اپنے لہجے اور زبان کے اشارے سے یہ بات سمجھانا چاہتے تھے کہ سلمۃ الابرش جھوٹا آدمی تھا۔

○ حضرت امام نسائیؒ نے فرمایا کہ سلمۃ الابرش حدیث میں ضعیف ہے۔
○ حضرت امام دُوری (ابو عمر حفص بن عمر بن عبد العزیز بن صہبان الازدیؒ) فرماتے ہیں کہ سلمۃ بن الفضل الابرش میں تشیّع یعنی شیعہ پن تھا۔
○ حضرت امام ابن حبانؒ نے فرمایا کہ سلمۃ بن الفضل الابرش عموماً غلطی کا شکار ہوتا رہتا تھا۔
○ نیز آپ نے فرمایا کہ سلمۃ الابرش دُوسرے راویوں کے خلاف روایتیں بیان کیا کرتا تھا۔
○ حضرت امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام اسحٰق بن راہویہؒ اس (سلمۃ الابرش) کو متکلم فیہ بتلایا کرتے تھے۔
○ حضرت امام حاکمؒ نے فرمایا کہ سلمۃ بن الفضل محدثین کے یہاں قوی نہیں۔
○ حضرت امام اِسحاق بن راہویہؒ نے سلمۃ الابرش کو ضعیف کہا ہے۔
○ حضرت امام ابو حاتمؒ نے فرمایا کہ سلمۃ بن الفضل الابرش کا قول دلیل میں پیش نہیں کرنا چاہیے۔ (میزان الاعتدال وتہذیب التہذیب)

مُحمّد بن اسحاق

سلمۃ بن الفضل الابرش کے اُستاذ کا نام محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار قرشی مطلبی مولاہم المدنی ہے۔ اس کے بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں چنانچہ بعض علماء اس کے متعلق اچھی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

○ محمد بن اسحاق فن مغازی میں اعلم الناس ہیں۔ (سفیانؒ و زہریؒ)
○ محمد بن اسحاق جب تک مدینہ میں رہے گا تب تک علم زوال پذیر نہ ہوگا۔ (زہریؒ)
○ محمد بن اسحاق ان چھ آدمیوں میں سے ایک ہے جن پر حدیث کا مدار ہے۔ (ابن مدینیؒ)
○ محمد بن اِسحاق دُوسروں سے زیادہ حافظہ رکھتا تھا۔ (ابو معاویہ محمد بن خازم مرجیہ)
○ محمد بن اسحاق کو مغازی یعنی جہادِ نبویؐ کے مواقع سے متعلق احادیث جمع کرنے میں اتنی مہارت تھی کہ بڑے بڑے متبحر علماء مغازی بھی اسی کے خوشہ چین ہیں۔ (امام شافعیؒ)

○ محمد بن اسحاق کے بارے میں کچھ علماء تو اچھے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کے برعکس اکثر محققین اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے۔ مثلاً

○ حضرت مُحدّث محمد بن عبداللہ بن نمیر فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق اگر معروف مُحدّثین سے روایت کرے تو حدیث کے معاملے میں اچھا اور صدوق ہے، لیکن یہ عام طور پر مجہول اور غیر معروف راویوں سے باطل حدیثیں بیان کرتا ہے۔

○ حضرت محدث ابن ابی خثیمہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ کبھی تو محمد بن اسحٰق کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس کی حدیث نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں اور کبھی فرماتے کہ وہ ٹھیک نہیں، اور کبھی فرماتے تھے کہ میرے نزدیک محمد بن اسحاق سقیم اور کمزور ہے قوی نہیں۔

○ حضرت محدث یحییٰ بن معین نے ایک دفعہ تو محمد بن اسحاق کے بارے میں یہ فرمایا کہ وہ ثقہ ہے مگر حجت نہیں، لیکن اکثر اوقات اُسے ضعیف کہتے تھے۔

○ حضرت مُحدّث حماد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ میں اضطراری اور مجبوری کی حالت کے سوا کبھی محمد بن اسحاق کی حدیث بیان نہیں کیا کرتا۔

○ حضرت مُحدّث عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب اپنی مُسند میں سے محمد بن اسحاق کی بیان کردہ حدیثیں تلاش کر کر کے نکالتے جاتے تھے۔ اور سُنن میں اس کی حدیث کو قابلِ احتجاج نہیں سمجھتے تھے۔

○ نیز آپ نے فرمایا کہ جس حدیث میں محمد بن اسحاق منفرد ہو وہ مقبول نہیں۔

○ حضرت محدث ابوالحسن دارقطنی فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کی بیان کردہ حدیث سے دلیل نہ پکڑی جائے۔ (خطیب بغدادی ج ۱ ص ۲۳۲)

○ حضرت محدث ابن حجر نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق کی روایات میں بہت سی قابلِ اعتراض باتیں ہوا کرتی ہیں۔

○ حضرت محدث قاضی شوکانی نے ابن اسحاق کی روایت کو معلول قرار دیا۔

○ حضرت امام احمد بن شعیب ابوعبدالرحمٰن نسائی نے ابن اسحاق کو غیر قوی قرار دیا۔

له بغدادی ص۲۳۲ له تہذیب التہذیب ص۴۲ و سیر اعلام النبلاء ص— له بغدادی ج۲۳ له ضعفاء صغیر ص۲۲

○ بہت سے علماء محمد بن اسحاق کی روایت کو حجت نہیں مانتے کیونکہ اس میں کئی قسم کے عیب ہیں۔ مثلاً: ① اہل کتاب اور روافض سے روایت لے لیتا تھا۔ ② تقدیر کا منکر تھا۔ ③ امت محمدیہ کو فساد میں مبتلا کرنے کے لیے چٹکلے بنایا کرتا تھا۔ ④ مُرغ بازی کرتا تھا۔ ⑤ ورع اور تقویٰ اختیار نہ کرتا تھا۔ ⑥ کوئی اسے شیعہ کہتا ہے۔ ⑦ کسی کے نزدیک وہ معتزلی تھا۔ ⑧ روایتِ حدیث میں تدلیس سے کام لیتا تھا۔ ⑨ کئی علماء نے اسے کذاب کہا۔ ⑩ اور کئی دجال سمجھتے ہیں۔ چنانچہ:

○ حضرت امام ابوداؤد نے محمد بن اسحاق کو منکر تقدیر اور معتزلی کہا ہے۔

○ حضرت امام احمد بن حنبل نے محمد بن اسحاق کو بیاضی کہا۔

○ نیز آپ نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق کثیر التدلیس ہے۔

○ نیز آپ نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق حجت نہیں۔ کیونکہ:

○ محمد بن اسحاق (مدینہ سے نکلے جانے کے بعد) بغداد میں آکر کلبی جیسے کذاب لوگوں سے حکایت کرنے کی پرواہ نہیں کیا کرتا تھا۔

○ حضرت امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کا بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ ہر سچے اور جھوٹے کی روایت لکھ لیا کرتا تھا اور اس بارے میں ورع اور تقویٰ اختیار نہ کرتا تھا۔

○ حضرت امام مالک اور یحییٰ بن سعید انصاری اس پر جرح فرمایا کرتے تھے۔

○ حضرت محدث محمد بن اسماعیل بن مسلم ابن ابی فدیک فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحاق کو دیکھا ہے کہ وہ اہل کتاب سے اخذ کر کے حدیث لکھ دیتا ہے۔

○ حضرت ابن ابی عدی فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق مُرغ بازی کیا کرتا تھا۔

○ حضرت محدث ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ امام احمد اور دارقطنی کے علاوہ اور بھی بہت سے جید علماء محمد بن اسحاق کو مدلس کہتے ہیں۔ اور یہ ضعیفوں، مجہولوں، بلکہ ان سے بھی بُرے لوگوں سے تدلیس کیا کرتا تھا۔

- حضرت محدث ابو حاتم نے محمد بن اسحاق کو ضعیف کہا۔ (کتاب العلل ج۱ ص ۴۳)
- حضرت وہیب بن خالد نے ابن اسحاق کو کذاب کہا۔ (تہذیب التہذیب ص۴۴)
- حضرت جریر بن حمید فرماتے ہیں کہ میرا خیال نہ تھا کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں گا جس وقت کہ لوگ محمد بن اسحاق سے حدیث سنیں گے۔ (تہذیب ص۴۱)
- حضرت ابو زرعہؒ نے فرمایا کہ بھلا محمد بن اسحاق کے بارے میں بھی کوئی صحیح نظریہ قائم کیا جا سکتا ہے، کیونکہ وہ تو لاشے ہے۔ (توجیہ النظر ص ۲۸۰)
- حضرت امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ اس کا حافظہ کمزور تھا۔ (کتاب العلل ج۲ ص ۲۳۷)
- حضرت امام نوویؒ نے فرمایا کہ جو راوی صحیح کی شرطوں کے مطابق نہیں ہیں ان میں سے ایک محمد بن اسحاق بھی ہے۔ (مقدمہ صحیح مسلم ج۱ ص ۱۹)
- حضرت امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کی روایات درجۂ صحت سے گری ہوئی ہیں۔ اس لیے حلال و حرام کے معاملے میں اس کی روایات کو دلیل میں پیش کرنا درست نہیں ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص ۱۹۳)
- حضرت امام ابن حجرؒ نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق کی روایات دلیل کے قابل نہیں، خصوصاً جبکہ وہ منفرد اور اکیلا ہو۔ اور جب کسی ثقہ راوی کی روایت اس کے خلاف ہو تو پھر اس کی روایت قابل توجہ ہی نہیں ہو سکتی۔ (درایہ ص۱۹۳)
- حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کی روایت منکر ہے، یعنی ثقہ نہیں۔
- نیز آپ نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق ضعیف ہے۔ (زاد المعاد ج ۱ ص ۱۴۳)
- نیز آپ نے فرمایا کہ غزوات نبویہؐ کے متعلق تو ابن اسحاق سے روایت لی جا سکتی ہے لیکن جب حلال و حرام کا مسئلہ ہو تو اس میں ثقہ اور ثبت راوی درکار ہیں، یعنی حلال و حرام کے معاملہ میں ابن اسحاق کی روایت حجت نہیں۔ (ترغیب ج۲ ص۴۹)
- حضرت یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں رشوت لینے والا سب سے پہلا قاضی حجاج بن ارطاۃ اور محمد بن اسحاق دونوں برابر ہیں اور میں نے عمداً انہیں چھوڑا ہے اور ان کی ایک حدیث بھی نہیں لکھی۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۵۳ و ۷۰)

○ حضرت امام بخاریؒ نے محمد بن اسحاق کی کوئی روایت صحیح بخاری میں نقل نہیں فرمائی، البتہ کتابُ المغازی میں اس کے بعض اقوال بطورِ تعلیق بلا سند ضرور نقل فرما دیے ہیں۔

○ حضرت امام مسلمؒ اس وقت تک محمد بن اسحاق کی روایت نہیں لیتے جب تک کوئی اس کا متابع نہ ہو۔

○ حضرت امام ذہبیؒ نے فرمایا کہ بہت سے علماء محمد بن اسحاق کی حدیث کو حجت نہیں مانتے۔ کیونکہ اس میں کئی قسم کے عیب ہیں۔ مثلاً: ○ ایک تو یہ کہ وہ شیعہ تھا۔ ○ دُوسرے یہ کہ وہ تقدیر کا منکر تھا اور ○ تیسرے یہ کہ اپنی حدیث میں تدلیس کرنا اس کی عادت تھی۔ البتہ سچا ضرور تھا۔ لیکن اس کی یہ سچائی اس کی مذکورہ بالا بُرائیوں کو اس سے دُور نہیں کرسکتی۔ (بسیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۳۹)

○ حضرت محدث ہشام بن عُروہؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کذّاب ہے۔

○ حضرت محدث یحییٰ بن سعید قطانؒ بھی فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق کذّاب ہے۔

○ حضرت محدث سُلیمان تیمیؒ نے بھی محمد بن اسحاق کو کذّاب کہا ہے۔

○ حضرت محدّث اعمشؒ نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق بھی جھوٹا ہے، اور اس کا استاذ ابن اسود بھی جھوٹا اور کذّاب ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۵۲)

○ حضرت امام مالکؒ نے محمد بن اسحاق کو کذّاب کہا۔ (خطیب بغدادی ص ۲۳۲/۱)

○ نیز آپ اہلِ عراق سے فرمایا کرتے تھے کہ اے عراق والو! محمد بن اسحٰق کے بعد فساد میں ڈالنے والے چُٹکلے تمھیں کون سُنایا کرے گا؟۔ (سیر)

○ نیز آپ نے محمد بن اسحاق کے بارے میں فرمایا کہ دجّالوں میں سے ایک دجّال ہے۔ (سیر ص ۵۰/۵۱ و میزان ص ۳۱/۳ و تہذیب ص ۴۱/۹)

○ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خود ہم لوگوں نے ہی اس دجّال (محمد بن اسحٰق) کو مدینہ منورہ سے نکالا تھا۔

کیا امام مالکؒ نے ابن اسحٰق پر جرح سے رجوع کرلیا تھا

حضرت امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد سیواسی ثم سکندری ابن ہمام حنفیؒ نے شرح فتح القدیر ج ۱ ص ۱۵۹ میں محمد بن اسحٰق کی توثیق کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے جو جرح منقول ہے وہ پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی، اور اگر واقعی حضرت امام مالکؒ کا اس پر جرح کرنا صحت کو پہنچ جائے تو دوسرے اہلِ علم نے اس جرح کو قبول نہیں فرمایا۔

○ نیز آپ نے تحریر فرمایا کہ حضرت امام مالکؒ نے محمد بن اسحاق پر کلام کرنے سے رجوع کرلیا تھا، اور اس کے ساتھ صلح کرکے اس کی طرف ھدیہ اور تحفہ بھی روانہ فرمایا تھا۔ (شرح فتح القدیر ج ۱ ص ۱۵۹)

○ لیکن حضرت امام ابن ہمام کی اس توثیق اور حضرت امام مالکؒ کے رجوع کا قول اور کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا، حتیٰ کہ حضرت علامہ ذہبیؒ نے بھی محمد بن اسحاق کے بارے میں جرح سے حضرت امام مالکؒ کے رجوع کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ جبکہ بقول حضرت علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کے حضرت امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ ان علماء میں سے ہیں جن کو نقدِ رجال اور ان کے احوال کی معرفت میں مکمل طور پر تتبع اور انھیں تلاش کرنے میں پوری دسترس ہے۔ (نخبۃ الفکر ص ۱)

○ نیز حضرت امام ابن ہمام نے یہ بھی کہیں نہیں فرمایا کہ محمد بن اسحاق پر حضرت امام مالک کے رجوع کا قول ان تک کس ذریعہ سے پہنچا ہے۔ اس لیے حضرت امام ابن ہمام کا بلا دلیل دعویٰ قابلِ التفات نہیں۔

○ نیز یہ بات تو سب علماء کے نزدیک مسلّم ہے کہ ابن اسحاق مدلّس تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ اگر کوئی مدلّس حد ثنی کہہ کر روایت کرے اور اس کے شیوخ و تلامذہ میں ضعف نہ ہو تو مقبول ہے۔ اور اگر عن سے روایت کرے تو مقبول نہیں، جبکہ اس کے طبقہ کا کوئی ثقہ راوی بھی اس سے متفق نہ ہو۔

روایاتِ ابن اسحاق کے متعلق متقدمین علماء کی آراء

جس طرح محمد بن اسحاق کی شخصیت اور اس کے علمی مقام کے بارے میں علماء متقدمین میں سے بعض جلیل القدر محدثین اور ناقدین مختلف الخیال ہیں اور اکثر علماء کے نزدیک محمد بن اسحاق ایک ناقابلِ اعتماد شخصیت ہے۔ اسی طرح محمد بن اسحاق سے مروی روایات کے بارے میں بھی متقدمین علماء کرام مختلفُ الخیال ہیں۔ چنانچہ:

- حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی فتح الباری شرح صحیح البخاری کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ محمد بن اسحاق کی روایات کے بارے میں بھی متقدمین علماء مختلف آراء رکھتے ہیں۔ مثلاً:
- ابن مدینی اور بخاری وغیرہ کے خیال میں ابنِ اسحاق کی روایت حجت ہے۔ لیکن یہاں یہ بات ضرور ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ حضرت امام بخاریؒ نے صحیح البخاری میں تو کیا اپنی کسی کتاب میں بھی محمد بن اسحاق کی سند سے کوئی ایک روایت بھولے سے بھی نقل نہیں فرمائی۔ فافہم وتدبر۔
- ہشام، مالک، سلیمان تیمی وغیرہ کے نزدیک ابن اسحاق کی حدیث حجت نہیں۔
- بعض علماء فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کی روایات مغازی یعنی غزوات کے بیان میں تو حجت ہیں، لیکن احکام شریعت میں اس کی روایات حجت نہیں۔
- امام احمد فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کی روایت اس وقت حجت ہے جب کوئی اور راوی اس کا متابع ہو، جس کے ذریعے محمد بن اسحاق کی روایت کو تائید حاصل ہو سکے۔ اور اگر وہ منفرد ہو تو حجت نہیں۔ اور
- بعض علماء فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کی روایت اُس وقت منفرد ہونے کی صورت میں بھی حجت ہو سکتی ہے جبکہ اس کے خلاف اور کوئی روایت نہ ہو۔ اور اگر اس کی روایت کے خلاف کسی دوسرے راوی کی روایت موجود ہو تو پھر محمد بن اسحاق کی روایت حجت نہیں بن سکتی۔ (اعلاء السنن ج۱۱ ص ۱۶۸)

ابن اسحاق کی بعض ظاهرُ البُطلان روایات

محمد بن اسحاق کی بعض روایات تو ایسی بھی ہیں جن کا باطل ہونا روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔

- نیز یہ وہ روایات ہیں جو کثیر التدلیس راوی محمد بن اسحاق سے عن کے ساتھ مروی ہونے کے باعث اصولِ حدیث کے قانون کی رُو سے حجت نہیں ہوسکتیں۔ (دیکھیے نخبۃُ الفکر ص ۵۳)
- اور یہ وہ روایات ہیں جن کا ذکر محمد بن اسحاق کے علاوہ اور کسی بھی راوی نے نہیں کیا۔ بلکہ ثقہ راوی اس کے خلاف روایت کرتے ہیں۔ مثلاً:

معراجِ جسمانی سے انکار والی روایت

محمد بن اسحاق نے سیرتُ النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نازک اور حساس ترین موضوع پر ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی، جس کا ذکر محدثین و ناقدین نے فرمایا ہے۔ محمد بن اسحاق نے اپنی اس کتاب میں اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور امیر المومنین سیدنا امام معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ایسی روایتیں نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کو رُوحانی یا منامی طور پر معراج ہوئی تھی۔ اور ان روایات سے معراجِ جسمانی کا انکار ہوتا ہے۔ حالانکہ:

- روایاتِ مشہورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپنے جسدِ مبارک اور رُوحِ اطہر کے ساتھ جیتے جاگتے بیتُ اللہ شریف سے بیتُ المقدس تک اور پھر بیتُ المقدس سے ساتوں آسمانوں سے اُوپر تک بنفسِ نفیس تشریف لے گئے تھے۔ اور تمام اہلِ سُنّت کا اس پر اتفاق ہے۔
- اور جو روایات محمد بن اسحاق نے حضرت ام المومنینؓ اور سیدنا معاویہؓ کی طرف منسوب کرکے بیان کی ہیں انھیں علماء کرامؒ نے روایاتِ باطلہ میں شمار کیا ہے۔ (نبراس شرح شرح العقائد ص ۴۷۰ و بحر محیط ج ۶ ص ۵)

بکری کے قرآنی آیات کھانے سے متعلق روایت

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف محمد بن اسحاق نے ایک اور روایت بھی منسوب کی ہے، جس کی تائید اور کسی راوی نے نہیں کی۔ اور اس مدلس راوی کی یہ روایت بھی "عن" کے ساتھ ہی مروی ہے۔ چنانچہ:

○ محمد بن اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ روایت بیان کی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رجم کے متعلق قرآن مجید کی آیت اور بڑے آدمی کی رضاعت کے بارے میں قرآنی آیات مبارکہ ایک صحیفہ میں لکھی ہوئی میری چارپائی کے نیچے رکھی ہوئی تھیں، اسی حالت میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ اور ہم ان کی وفات سے متعلقہ کاموں میں مصروف ہوگئے۔ اتنے میں ایک پالتو بکری آگئی اور اس بکری نے وہ صحیفۂ قرآنی کھالیا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۴۱)

○ اس روایت کے متن میں جہاں اور کئی خرابیاں ہیں، وہاں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُمّ المومنین بلکہ خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ حفاظتِ قرآن کے معاملے میں غفلت کا ارتکاب کیا، جس کے باعث قرآن مجید کا ایک اہم حصہ ضائع ہوگیا، جبکہ: اہلِ بصیرت علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ ملحدین کی من گھڑت بات ہے۔ چنانچہ:

○ حضرت امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین نسفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر مدارکُ التنزیل ج ۳ ص ۸۲ سُورۂ احزاب کے شروع میں تحریر فرماتے ہیں: واما ما یحکی ان تلك الزیادة کانت فی صحیفة فی بیت عائشة فاکلتها الداجن فمن تالیفات الملاحدة والروافض۔ کہ یہ جو کہانی بنی ہوئی ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک صحیفہ میں رجم اور رضاعت کے متعلق احکام کا اضافہ تھا جسے بکری کھاگئی، سو یہ بے دین ملحدوں اور رافضیوں کی تالیفات میں سے ہے۔

محمد بن اسحاق کی قصہ گوئی

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب المزہر فی علوم اللغۃ و انواعہا ج ۱ص ۱۷۳ میں تحریر فرمایا ہے کہ محمد بن اسحاق بن یسار جو کہ آل مخرمۃ بن عبدالمطلب بن عبد مناف کا آزاد شدہ غلام تھا، اور سیرو مغازی کا بڑا عالم تھا۔ اس کے بیان کردہ اشعار لوگوں نے اخذ کیے اور ان کی تصدیق کی، حالانکہ خود اس نے شاعری سے معذوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجھے شعر گوئی کا کچھ علم نہیں' بس اتنا ہے کہ لوگ شعر کہتے ہیں اور میں انھیں نقل کر دیتا ہوں۔ حالانکہ محمد بن اسحاق کا یہ عذر اور بہانہ بھی درست نہیں ہے، کیونکہ خود اُس نے اپنی کتاب "السیرۃ" میں کئی ایسے مردوں ہی کے نہیں بلکہ عورتوں کے اشعار بھی لکھے ہیں جنھوں نے کبھی ایک شعر بھی نہیں کہا۔ پھر ان اشعار کا سلسلہ عاد و ثمود تک پہنچایا، اور ان کی طرف منسوب بہت سے اشعار بھی لکھ ڈالے، جبکہ درحقیقت اُنھیں شعر بھی نہیں کہا جاسکتا، بلکہ وہ ایک طرح کی مؤلّف کلام ہوتی ہے جس کی قافیہ بندی کی گئی ہو۔

کیا وہ اپنی اس بات کو نہیں دیکھتا جس میں وہ کہتا ہے کہ مجھے اس بات کا کچھ علم نہیں کہ یہ شعر کس نے نقل کیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (۶: ۴۵) کہ پھر ان ظالم لوگوں کی جڑ ہی کٹ گئی۔ یعنی ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی زندہ نہ بچ سکا۔

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى وَثَمُوْدَا۟ فَمَاۤ اَبْقٰى کہ اسی اللہ تعالیٰ ہی نے عاد کی پہلی قوم کو ہلاک کر دیا تھا اور ثمود کو بھی' اور پھر ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑا۔ (۵۳: ۵۰، ۵۱)

نیز فرمایا: کہ کیا اب تمھیں ان میں سے ایک متنفس بھی دکھائی دیتا ہے؟ (۶۹: ۸)

نیز فرمایا: وَقُرُوْنًاۢ بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا (۲۵: ۳۸) کہ عاد اور ثمود کے درمیان اور امتوں کو بھی کثیر تعداد میں ہلاک کر دیا۔

حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِمرأۃ العزیز سے نکاح کے بارے میں مذکورہ بالا مشہور و معروف روایت کی سند میں جہاں اس کے تینوں راوی محدثینِ کبار کے نزدیک مجروح ہیں، وہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس روایت کی سند محمد بن اِسحاق تک پہنچ کر ہی دم توڑ جاتی ہے۔

اور اگر محمد بن حمید رازی کی یہ بات سچ ہو کہ اس نے یہ روایت سلمۃ الابرش ہی سے سُنی ہے اور خود اپنے گھر میں بیٹھ کر نہیں گھڑی، جیسا کہ اس کی عادت تھی، اور پھر سلمۃ الابرش کی بات بھی سچ ہو کہ اس روایت کو زیبِ داستان کے لیے خود اُس نے وضع نہیں کیا بلکہ واقعی اس نے یہ بات اپنے استاذ محمد بن اسحاق ہی سے سنی اور اپنے شاگرد محمد بن حمید کو بتائی تھی۔ لیکن محمد بن اِسحاق سے اب یہ بات کون پوچھ سکتا ہے کہ خود اس نے یہ روایت کس سے سُنی ہے؟۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس روایت کے بارے میں محمد بن اِسحاق نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ نعوذ باللہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے، یا ان سے سُن کر کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے، یا کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے سُن کر کسی تابعی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکاح راعیل یا زلیخا نامی عزیزِ مصر کی بیوہ سے ہُوا تھا۔ بلکہ محمد بن اِسحاق نے واضح لفظوں میں یزعمون کا لفظ اِستعمال کر کے صاف بتلا دیا ہے کہ لوگ اس طرح سے کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح اِطفیر کی عورت راعیل سے ہُوا تھا۔

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد بن اِسحاق نے لوگوں، یعنی اہلِ کتاب وغیرہ سے یہ بات سُن کر اپنے شاگرد سلمۃ الابرش کے سامنے بیان کر دی، اور اسے حدیث کہہ دیا، جیسا کہ حضرت محمد بن اسمٰعیل بن مسلم ابن ابی فدیک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحاق کو اہلِ کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے سنی سُنائی باتیں اخذ کر کے انھیں حدیث کے نام سے لکھتے ہُوئے دیکھا ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے۔

ابن اسحاق کی روایت میں ضعف کی نشاندھی

محمد بن اسحاق اور اس کے شاگردوں سے مروی مذکورہ بالا روایت کی سند کا مختصر حال ملاحظہ کر چکنے کے بعد اب اس روایت کے متن پر بھی ایک نظر ڈال لیں، تاکہ زیر بحث اس روایت کے بارے میں اچھی طرح ذہن صاف ہو جائے۔ چنانچہ:

محمد بن اسحاق کی سند سے محمد بن جریر طبری کی اس مذکورہ بالا روایت میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس روایت میں محمد بن اسحاق نے کہا ہے: فَذُكِرَ لِي وَاللهُ اَعْلَمُ۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح محمد بن اسحاق کے سامنے لوگوں نے بیان کیا اسی طرح اس نے اپنے شاگردوں کے سامنے اس کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں اس بات کا برملا اظہار کر دیا کہ یہ باتیں غیر ذمہ دار لوگوں کی بتلائی ہوئی ہیں، جن کا ثبوت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ارشادات اور فرامین سے ہرگز نہیں ہوتا۔ کیونکہ:

اس قسم کے الفاظ محدثین وغیرہ صرف اسی موقع پر استعمال کیا کرتے ہیں جہاں انھیں وثوق اور اعتماد نہ ہو۔ مثلاً: رُوِيَ عَنْهُ كَذَا۔ جَاءَ عَنْهُ كَذَا۔ يُرْوٰى۔ يُذْكَرُ۔ يُحْكٰى۔ يُقَالُ۔ بَلَغَنَا۔ اور اس کے مشابہ الفاظ مثلاً قِيْلَ۔ ذُكِرَ۔ ذَكَرُوْا۔ وغیرہم۔ (دیکھیے شرح صحیح مسلم للنووی ص ۸ طبع اصح المطابع)

اور محمد بن اسحاق نے اس روایت میں فَذُكِرَ لِي کے ساتھ وَاللهُ اَعْلَمُ کے الفاظ بڑھا کر دوسرا اشارہ بھی دے دیا کہ یہ واقعہ غیر ذمہ دار لوگوں کا بیان کردہ ہے، مجھے اس واقعہ کے صحیح ہونے کا یقین نہیں ہے اور یہ کہ اصل واقعہ کیا ہے اور یہ بات کہاں تک درست ہے اسے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

ان الفاظ کے ساتھ محمد بن اسحاق نے کہا کہ انہی راتوں میں اطفیر ہلاک ہوگیا اور بادشاہ نے اس کی بیوی راعیل کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دیا۔ الخ لیکن اس پر محمد بن اسحاق نے اپنے اعتماد کا اظہار ہرگز نہیں کیا۔

اس کے بعد خود محمد بن اسحاق نے اس روایت کی مزید تفصیلات بتلاتے ہوئے یہ بھی کہا: فَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهَا قَالَتْ أَيُّهَا الصِّدِّيْقُ لَا تَلُمْنِيْ...... کہ بعض لوگ یہ گپ بھی مارتے ہیں کہ اس عورت نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے صدیق! مجھے ملامت نہ کیجیے...... الخ

اسی طرح محمد بن اسحاق نے اپنی اسی روایت میں ایک مرتبہ پھر اسی طرح کہا فَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهُ وَجَدَهَا عَذْرَاءَ...... کہ بعض لوگ تو یہاں تک بھی کہہ جاتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے دیکھا تو کنوارا پایا۔ الخ

اس ایک روایت میں محمد بن اسحاق نے تین چار مرتبہ اس بات پر متنبہ کیا ہے کہ اس روایت کی حقیقت گپ شپ سے زیادہ کچھ نہیں، نیز ان الفاظ کے استعمال سے محمد بن اسحاق نے اس بات کی طرف بھی واضح اشارہ کر دیا ہے کہ خود مجھے ان بے بنیاد اور من گھڑت و حیا سوز داستانوں کے صحیح ہونے پر کوئی اعتماد نہیں۔

زعم کا معنیٰ

مذکورہ بالا روایت میں محمد بن اسحاق نے دو مرتبہ یزعمون کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کا معنیٰ ہم نے گپ شپ کیا ہے۔ کیونکہ یزعمون کا لفظ زعم یزعم زعماً سے مشتق فعل مضارع ہے۔ جبکہ یہ لفظ ایسی چیزوں کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے جن کے جھوٹ اور خلافِ واقعہ ہونے کا پختہ یقین ہو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بھی زعم کا لفظ انہی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا (۶۴:۷) کہ کفار کا یہ غلط، جھوٹا اور بے بنیاد خیال ہے کہ وہ اپنے مر جانے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے جائیں گے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا (۶:۱۳۶) کہ وہ کافر اپنے غلط اور جھوٹے خیال کے مطابق کہتے ہیں کہ

یہ اس قدر مال تو اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے اور اس قدر ہمارے شریکوں کا حصہ ہے
اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ۔ (۶: ۱۳۸)
اسی طرح: وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۔ (۶: ۹۴)
اسی طرح: قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ... (۱۷: ۵۶)
اسی طرح: بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا۔ (۱۸: ۴۸)
اسی طرح: وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ۔ (۱۸: ۵۲)
اسی طرح: اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۔ (۶: ۲۲)
اسی طرح: قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ... (۶۲: ۶)
اسی طرح: قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ... (۳۴: ۲۲)
اسی طرح: اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۔ (۲۸: ۶۲ و ۷۴)
اسی طرح: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ .... (۴: ۶۰)

ان تمام آیاتِ مبارکہ میں "زعم" کا لفظ کفار کی ان غلط اور بے بنیاد گپّوں اور باطل نظریات و معتقدات کے لیے استعمال ہوا ہے جن کے جھوٹ ہونے کا یقین رکھنا ضروری ہے۔

اور زیرِ بحث روایت میں خود محمد بن اسحاق نے بھی دو مرتبہ یزعمون کا لفظ استعمال کر کے ان داستانوں کے غلط اور بے بنیاد ہونے کا پوری طرح اظہار کر دیا ہے۔ اب بھی اگر کوئی اسی روایت کو بنیاد بنا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ امرأۃ العزیز کے نکاح ہونے کی بات کو صحیح سمجھے تو اس میں وہ شخص خود قصوروار ہوگا۔

اکابر اہلِ لغت نے بھی زعم کا معنیٰ جھوٹ ہی بتلایا ہے۔ سطورِ ذیل میں چند اہلِ لغت کے بتلائے ہوئے معنے بھی ملاحظہ فرما لیجیے:

امام لغت محب الدین ابو الفیض سید محمد مرتضیٰ حسینی واسطی زبیدی حنفی رحمہ اللہ تعالٰی نے تاج العروس شرح القاموس ج ۸ ص ۳۲۱ میں تحریر فرمایا ہے کہ ابن خالویہ نے فرمایا الزعم یستعمل فیما یذم۔ کہ زعم کا لفظ مذموم یعنی قابلِ مذمت باتوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ "زعم" کا اصل معنٰی ہے کذب اور جھوٹ۔ (دیکھیے: تاج العروس ج ۸ ص ۳۶۰)

حضرت ابو الفضل محمد بن عمر بن خالد جمال قرشی نے صراح ج ۲ ص ۳۰۰ میں تحریر فرمایا کہ حضرت ابو الحسن احمد بن فارس بن زکریا اللغوی نے مجمل اللغۃ (متوفی ۳۹۵ھ) میں فرمایا ہے: الزعم: القول من غیر صحۃ (ولا اعتقاد) کہ "زعم" اس غیر صحیح بات کو کہتے ہیں جس پر اعتماد نہ ہو۔

حضرت علامہ عبد الرشید نعمانیؒ نے لغات القرآن ج ۳ ص ۱۳۶ میں تحریر فرمایا کہ ازہری نے یہ کہا ہے کہ "زعم" بیشتر اُس شے میں ہوتا ہے جس میں شک کیا جاتا ہو اور متحقق نہ ہو۔

نیز آپ نے فرمایا کہ بعض کا قول ہے کہ یہ "کذب" سے کنایہ ہے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ مرزوقی کا بیان ہے کہ اس کا استعمال اکثر اس شے کے لیے ہوتا ہے جو باطل ہو، یا جس میں شبہ ہو۔

نیز آپ نے فرمایا کہ ابن القوطیہ کہتے ہیں کہ زعم زعماً کے معنے ہیں ایسی بات کہی جس کے متعلق پتا نہیں کہ صحیح ہے یا غلط۔ (لغات القرآن ج ۳ ص ۱۳۷)

اہل لغت کے محققانہ فرامین کی روشنی میں نہایت آسانی کے ساتھ یہ بات محقق ہو جاتی ہے کہ محمد بن اسحاق اس داستان کو محض ایک جھوٹی کہانی ہی سمجھتے تھے۔ بلکہ جتنے مفسرین نے یہ روایات نقل کی ہیں اُن کے متعلق علامہ زبیدی لغوی نے فرمایا ہے کہ مفسرین کے زعم میں زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کی بیوی تھی۔ یعنی یہ بات کہنا خلافِ واقعہ اور جھوٹ ہے۔ (دیکھیے: تاج العروس ج ۲ ص ۲۶۰)

تفسیرِ بغوی کی روایت

حضرت علامہ ابو محمد الحسین بن مسعود الفراء بغوی رحمہٗ اللہ تعالیٰ نے حضرت ضحاک کی سند کے ساتھ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت نقل کی ہے، لیکن اس روایت میں حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح سے متعلق اِشارۃً بھی کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ چنانچہ:

حضرت علامہ بغوی فرماتے ہیں کہ ہمیں ابوسعید الشریحی نے، اور انھیں ابو اسحاق ثعلبی نے، اور انھیں ابوعبداللہ الحسین بن محمد الفنجری نے، اور انھیں مخلد بن جعفر الباقرحی نے، اور انھیں الحسن بن علویہ (القطان) نے، اور انھیں اسمٰعیل بن عیسیٰ نے، اور انھیں اِسحاق بن بشر نے یہ خبر سُنائی ہے۔ جبکہ انھوں نے جویبر سے، اور انھوں نے ضحاک سے اور انھوں نے سیّدنا عبداللہ بن عباسؓ سے سُنا ہے، جو فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ نہ فرماتے تو شاہِ مصر اسی وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو والی بنا دیتا، لیکن شاہِ مصر نے اسی ایک کلمہ کی وجہ سے اس کام میں ایک سال کی تاخیر کی، اور حضرت یوسف علیہ السلام ایک سال تک شاہِ مصر کے گھر میں ہی رہے۔

نیز اسی مذکورِ بالا سند کے ساتھ ایک دُوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جس دن امارت کا مُطالبہ فرمایا تھا اس سے ٹھیک ایک سال کے بعد بادشاہِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تاج پوشی کی.... اور تمام امورِ سلطنت حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیئے۔ اور قطفیر کو معزول کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کے قائم مقام کر دیا۔ اور یہ بات محمد بن اسحاق نے بیان کی ہے۔ (یہاں سند بیان نہیں کی گئی)

اس کے بعد حضرت علامہ بغویؒ نے بلا سند یہ بھی تحریر فرمایا کہ ابنِ زید نے کہا ہے کہ شاہِ مصر کے پاس بہت سے خزانے تھے اور یہ کہ اس نے اپنی

تمام سلطنت اور اس سے متعلق تمام امور حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے تمام احکام اور فیصلوں کو نافذ العمل قرار دیا۔ (ان روایات میں نکاحِ یوسفؑ کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ فتدبر)

اس کے بعد علامہ بغویؒ نے تحریر فرمایا کہ یہ تینوں یعنی ضحاکؒ ابن زید اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ قطفیر (عزیزِ مصر) انہی راتوں میں ہلاک ہو گیا' تو شاہِ مصر نے اس کی عورت راعیل کا حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح کر دیا۔ الخ

حضرت علامہ بغویؒ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح سے متعلق اس روایت کو ضحاک، ابنِ زید اور ابنِ اسحاق کے حوالے سے تحریر کرتے وقت ان تینوں میں سے کسی ایک کی سند بھی بیان نہیں کی۔ حالانکہ ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر روایت کو سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں، تاکہ مطالعہ کرنے والے اس روایت کی سند دیکھ کر کسی واقعہ کے صحیح و سقیم ہونے کا فیصلہ خود کر سکیں۔

البتہ محمد بن اسحاق کی سند جو گزشتہ اوراق میں تفسیر طبری کے حوالے سے ہم بیان کر چکے ہیں' اور اس کے تینوں راویوں کا حال بھی لکھا جا چکا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاحِ یوسفؑ سے متعلق اس روایت کا تعلق کسی طرح بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فرامین و ارشادات سے نہیں ہے، بلکہ ابنِ اسحاق نے یہاں اس بات کا ذکر کیا ہے جو کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ میں مشہور تھی۔ حالانکہ یہ بات تورات شریف کے بھی خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ إن شاء اللہ تعالیٰ۔

اسی طرح علامہ بغویؒ نے ابن زید کی سند بھی بیان نہیں کی، نہ جانے اس کی یہ بات علامہ موصوفؒ نے کس کتاب میں دیکھی ہوگی۔ اس لیے اس کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ ابن زید نے بھی اسے حدیثِ رسولؐ سمجھ کر بیان نہیں کیا بلکہ یہود و نصاریٰ میں تورات شریف کے خلاف اس مشہور بات کا ذکر کیا ہوگا جس کی تصدیق قرآن و حدیث سے بھی نہیں ہوتی۔

اسی طرح علامہ بغویؒ نے اس مقام پر ضحاک کی سند بھی بیان نہیں کی۔ البتہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ ضحاک کی سند اس روایت میں بھی وہی ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی تاج پوشی کے متعلق اُوپر درج کی گئی ہے۔ تاہم پھر بھی ضحاک کی اس روایت کو درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ضحاک کی مذکورِ بالا روایت کی سند میں ایک آدھ نہیں، خیر سے پانچ راویوں کو محدثین نے مجروح قرار دیا ہے۔ سطورِ ذیل میں مختصراً ان "پنج تن" کا حال بھی ملاحظہ فرما لیجیے۔

مخلد بن جعفر الباقرحیؒ

معالم التنزیل میں سہوِ کتابت سے اس کے نام میں "باقرحی" کی بجائے "یاقوتی" لکھا گیا ہے۔ اور اصل لفظ باقرحی ہے، جو بغداد کی ایک نواحی بستی باقرح سے مخلد بن جعفر کی نسبت ظاہر کرتا ہے۔ اس کے متعلق "العبر ج ۲ ص ۳۵۴" کے حاشیہ پر "اللباب" کے حوالے سے لکھا ہے کہ: "یہ مخلد بن جعفر الباقرحی وہی فارسی دقاق ہے، جو ابونعیم اصبہانی، محمد بن علاف، اور ایک جماعت کا اُستاذ ہے۔"

- حضرت علامہ احمد بن علی ساویؒ نے فرمایا کہ مخلد بن جعفر باقرحی ثقہ اور صحیح السماع تو ضرور تھا، لیکن حدیث کے بارے میں کسی صحیح اور غلط چیز کو پہچاننے کی صلاحیت اس میں نہیں تھی۔
- نیز آپ نے فرمایا کہ لوگوں نے بھی مخلد بن جعفر الباقرحی کی حدیث میں ادخال کر کے اسے خراب کر دیا تھا۔ (العبر ج ۲ ص ۳۵۴)
- حضرت ابونعیم نے فرمایا کہ ہم لوگوں کے بغداد سے چلے جانے کے بعد مخلد بن جعفر باقرحیؒ پر حدیثیں خلط ملط ہو گئی تھیں۔
- حضرت علامہ خطیب بغدادیؒ نے حضرت ابوالحسن بن فرات کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ مخلد بن جعفر کے اُصول تو صحیح تھے، لیکن آخر عمر میں اس کے بیٹے نے اسے چند چیزوں کے متعلق جھوٹا دعویٰ کرنے پر اکسایا۔

جن میں سے ایک تو حضرت امام مروزیؒ سے مروی "المغازی" ہے۔ جبکہ دُوسری اُس کے اُستاذ حسن بن علویہ قطان سے مروی "المبتدا" ہے۔ اور تیسری علامہ ابن جریر طبریؒ کی "تاریخ کبیر" ہے۔ اور مخلد بن جعفر کو یہ بات بھی معلوم ہُوئی اور اس نے اپنے بیٹے کے "ناجائز" مشورے کو قبول کرتے ہُوئے مذکورہ بالا تینوں کتابیں خرید لیں اور پھر انہی کتابوں میں سے دیکھ دیکھ کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ اور اس طرح وہ ذلیل و رُسوا ہو گیا۔ اور اسے پردہ دری کی بھی کچھ پرواہ نہ ہوتی۔ (لسان المیزان و غیرہ)

اِسماعیل بن عیسیٰ عطار

مخلد بن جعفر باقرحی کے اُستاذ حضرت محدّث ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن سُلیمان بن علویہ قطان بغدادی ہیں، جو محدّثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ البتہ

○ مخلد بن جعفر باقرحی کے دادا اُستاذ کا نام اِسمٰعیل بن عیسٰی عطار ہے، اور یہ اسماعیل بن عیسٰی وہی ہے جس نے ابو حذیفہ بخاری سے "المبتدا" روایت کی ہے۔ (لسان المیزان ج ۱ ص ۴۲۶)

○ حضرت محمد بن حسین بن احمد ابو الفتح موصلی ازدیؒ نے اسماعیل بن عیسٰی کو ضعیف قرار دیا ہے۔ البتہ دُوسروں نے اس کی تصحیح بھی کی ہے۔ جبکہ اصولِ حدیث کا قاعدہ ہے کہ جرح تعدیل سے مقدم ہوتی ہے۔ تو اس قاعدہ کی رو سے اس کی بیان کردہ روایت کو دلیل میں پیش کرنا درست نہیں، خصوصاً جبکہ اس کی روایت سے عصمتِ انبیاء متاثر ہوتی ہو۔

اسحاق بن بشر ابوحذیفہ البخاری

اسماعیل بن عیسٰی کے استاذ کا نام اسحاق بن بشر ابو حذیفہ بخاری ہے، "المبتدا" اسی کی کتاب ہے، جس کی تصنیف کا جھوٹا دعویٰ مخلد باقرحی نے کیا تھا، جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے۔

○ علماء نے لکھا ہے کہ لوگوں نے ابو حذیفہ بخاری سے حدیث لینا چھوڑ دیا ہے۔

- حضرت محدث علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں کہ ابوحذیفہ بخاری کذاب ہے۔
- حضرت ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے بھی اسحاق بن بشر ابوحذیفہ بخاری کو کذاب کہا۔
- حضرت محدث نقاشؒ نے فرمایا کہ ابوحذیفہ بخاری حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔
- حضرت محدث ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر محدثین کا اجماع ہے کہ اسحاق بن بشر ابوحذیفہ بخاری کذاب ہے۔
- حضرت محدث ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ اسحاق بن بشر کی بیان کردہ حدیث کو لکھنا حلال نہیں، البتہ اظہارِ تعجب کے طور پر لکھ سکتے ہیں۔
- حضرت امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ اسحاق بن بشر ابوحذیفہ کذاب اور متروک الحدیث ہے۔ (لسان المیزان و سیر اعلام النبلاء)

جویبر بن سعید الازدی

اسحاق بن بشر ابوحذیفہ بخاری کے استاذ کا نام جویبر بن سعید الازدی ابوالقاسم بلخی ہے۔ اور اس کا شمار کوفیوں میں ہوتا ہے۔

- بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا اصل نام جابر تھا، اور جویبر اس کا لقب ہے۔
- حضرت محدث عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ وکیعؒ کی عادت تھی کہ جب وہ جویبر کی حدیث بیان کرتے تو فرماتے: سفیان عن رجل یعنی سفیانؒ ایک آدمی سے روایت فرماتے ہیں۔ تو اس رجل کا نام ظاہر نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ رجل جویبر تھا، جو ضعیف سمجھا جاتا تھا۔
- حضرت محدث دُوریؒ وغیرہ حضرت محدث یحییٰ بن معینؒ سے روایت کرتے ہیں: جویبر لیس بشیء کہ جویبر کوئی معتمد علیہ شخصیت نہیں ہیں۔
- نیز حضرت دُوریؒ نے فرمایا کہ جویبر ضعف میں جابر جعفی (کذاب) اور عبیدۃ الضبی کے قریب قریب پہنچا ہوا ہے۔
- حضرت عبداللہ بن علی بن المدینیؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد حضرت

علی بن المدینی) سے جویبر کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے اس کو نہایت درجے کا ضعیف قرار دیتے ہوئے ضعفہ جدًا فرمایا۔

○ نیز حضرت علی بن المدینیؒ نے مزید یہ بھی فرمایا کہ جویبر تو ایسا آدمی ہے جو کہ اپنے استاذ ضحاک کے ذمے ایسی ایسی چیزیں لگا کر بیان کرتا ہے جو منکر ہوتی ہیں۔ یعنی جویبر اس قدر ضعیف ہے کہ وہ تمام ثقہ راویوں کے خلاف روایت کرتا ہے۔

○ حضرت یعقوب بن سفیان نے جویبر کا ذکر اس باب میں کیا ہے جس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کی روایت لینے سے لوگوں نے اجتناب کیا ہے۔

○ حضرت محدث آجریؒ نے حضرت امام ابوداؤدؒ سے روایت کیا ہے کہ جویبر اپنے ضعف پر قائم ہے۔

○ حضرت امام نسائیؒ، حضرت علی بن جنیدؒ اور حضرت محدث دارقطنیؒ نے جویبر کو متروک الحدیث قرار دیا۔

○ نیز حضرت امام نسائیؒ نے ایک اور مقام پر جویبر کے متعلق لیس بثقۃ کے الفاظ استعمال فرمائے، کہ جویبر ثقہ اور پختہ آدمی نہیں ہے۔

○ حضرت محدث ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ جویبر کی حدیث اور روایات پر ضعف واضح ہے۔

○ حضرت ابوقدامہ سرخسیؒ نے حضرت محدث یحییٰ بن سعید القطانؒ کا فرمان بتلایا کہ بعض لوگوں نے قرآن مجید کی تفسیر ایسے لوگوں سے لینے میں بھی تساہل اور بے توجہی سے کام لیا ہے جن پر حدیث کے معاملے میں بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر ان لوگوں کے نام بتلائے، اور وہ یہ ہیں:

○ ضحاک ○ جویبر ○ محمد بن سائب بن بشر کلبی۔

○ نیز آپ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ ان کی حدیث کو تو برداشت نہیں کرتے لیکن ان کی تفسیر لکھ لیتے ہیں۔ (حالانکہ تفسیر میں زیادہ احتیاط چاہیے)

- حضرت احمد بن سیار مروزیؒ نے جویبر کے بارے میں فرمایا کہ یہ تفسیر میں حسن ہے اور روایت میں نرم ہے۔ شاید ان کا مطلب یہ ہو کہ قرآن مجید کی وہ تفسیر جس کا تعلق روایت کے ساتھ نہ ہو' نفس مطلب کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے میں تو ان کا قول حسن ہے۔ مگر جب تفسیر کا تعلق روایت کے ساتھ ہو تو اس میں وہ نرم ہیں۔
- حضرت محدث ابن حبانؒ نے جویبر کے بارے میں فرمایا کہ وہ ضحاک کے حوالے سے مقلوب اشیاء' یعنی توڑ مروڑ کر روایت بیان کرتا ہے۔
- حضرت امام حاکمؒ اور ابو احمدؒ فرماتے ہیں کہ جویبر "ذاہب الحدیث" ہے' یعنی حدیث کے بیان میں ضعیف اور گیا گزرا آدمی ہے۔ انتہیٰ ما قال۔ (دیکھیے تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۴۵)

ضحاک بن شرحبیلؒ

جویبر ازدی کے استاذ کا نام ضحاک بن شرحبیل بن عبداللہ بن نوف الغافقی ابو عبداللہ مصریؒ ہے۔ جو کہ سیدنا ابن عباسؓ سے روایت بیان کرتا ہے۔ لیکن سیدنا ابن عباسؓ سے ضحاک کی ملاقات تک نہیں ہو سکی۔ (سیر اعلام النبلاء)

- حضرت علامہ ابو محمد منذریؒ فرماتے ہیں کہ ضحاک کی روایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مرسل ہوتی ہے۔ کیونکہ:
- حضرت امام بخاریؒ اور ابن یونسؒ نے ضحاکؒ سے کوئی ایسی روایت ذکر نہیں کی جو براہِ راست صحابہ کرامؓ سے مروی ہو۔
- حضرت ابو حاتمؒ اور یعقوب بن سنانؒ نے بھی ضحاکؒ کی کسی ایسی روایت کا ذکر نہیں کیا جو اس نے کسی صحابیؓ سے روایت کی ہو۔ (تہذیب ج ۴ ص ۴۴۵)
- حضرت حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے تقریب التہذیب میں ضحاکؒ کے متعلق تحریر فرمایا ہے: صَدُوْقٌ یَّہِمُ یعنی ضحاکؒ سچا تو ہے' مگر عام طور پر وہم کا شکار ہوتا رہتا ہے۔

دیگر تفاسیر

گزشتہ اوراق میں تفسیر طبری اور تفسیر بغوی کی نکاح یوسفؑ سے متعلق روایتوں کی سندوں پر نہایت مختصر انداز میں بحث آپ کے سامنے پیش کی گئی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایتیں صحیح اور قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔

ان کے علاوہ اس واقعہ کا ذکر دیگر کئی تفسیروں میں بھی موجود ہے، لیکن ان تفسیروں میں اس روایت کی کوئی سند بیان نہیں کی گئی۔ اور انھوں نے اس واقعہ کی نسبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابیؓ یا کسی ذمہ دار مفسر یا محدث یا مجتہد کی طرف بھی نہیں کی۔ بلکہ اپنے مخصوص انداز میں اس بات کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے کہ درحقیقت یہ واقعہ اس طرح نہیں ہے۔ اور اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس واقعہ کو قِیْلَ یا رُوِیَ کے ساتھ شروع کیا ہے۔ مثلاً:

- تفسیر مفاتیح الغیب ج ۵ ص ۲۰۸ میں حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے فرمایا: المسئلۃ الثانیہ رُوِیَ ان الملك توجہ ..... وزوجہ (ای یوسف) الملكُ امرأتہ (ای امرأۃ العزیز) الخ. یعنی دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ: روایت کی گئی ہے کہ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے سر پر تاج رکھا... اور بادشاہ نے عزیزِ مصر کی بیوی سے ان کا نکاح کر دیا۔ الخ.
- تفسیر ابی السعود ج ۵ ص ۲۱۵ میں ہے: وَقِیْلَ توفی قطفیر..... و زَوَّجَہ (الملك) راعیل۔ یعنی کہا جاتا ہے کہ قطفیر مر گیا..... اور بادشاہ نے راعیل (عزیزِ مصر کی بیوی) کا نکاح حضرت یوسفؑ سے کر دیا۔
- تفسیر انوار التنزیل و اسرار التاویل ج ۳ ص ۱۳۷ میں حضرت امام ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاویؒ نے فرمایا: وقِیْلَ توفی قطفیر فی تلك اللیالی فنصبہ منصبہ وزَوَّجَ منہ راعیل. یعنی کہا جاتا ہے کہ انہی راتوں میں قطفیر مر گیا۔ پھر بادشاہ نے

اسی کے منصب پر حضرت یوسف علیہ السلام کو مقرر کر دیا اور اس کی بیوی راعیل سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح بھی کر دیا۔

○ تفسیر لبابُ التاویل فی معانی التنزیل ج ۳ ص ۲۶ میں حضرت علامہ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی خازنؒ نے بھی اسی طرح کسی سند کے بغیر فرمایا: قالوا هلك قطفير عزيز مصر في تلك الليالي فزوّج الملك يوسف امرأة العزيز بعد هلاكه... الخ یعنی لوگوں نے کہا ہے کہ انہی راتوں میں عزیزِ مصر قطفیر ہلاک ہو گیا، تو بادشاہ نے عزیز کی ہلاکت کے بعد اس کی بیوی کو حضرت یوسف علیہ السلام سے بیاہ دیا۔

○ تفسیر مدارکُ التنزیل وحقائق التاویل ج ۳ ص ۲۷ میں حضرت علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفیؒ نے فرمایا: رُوِیَ ان الملك توّج يوسف.... وفوض الملك اليه امره وعزل قطفير ثم مات بعده فزوجه الملك امرأته. الخ یعنی روایت کیا گیا ہے کہ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی تاج پوشی کی ... اور امورِ سلطنت بھی ان کے حوالے کر دیے اور قطفیر کو معزول کر دیا۔ اور اس کے بعد قطفیر مر گیا۔ پھر اس کی بیوی کو حضرت یوسف علیہ السلام سے بیاہ دیا۔

○ کتابُ التسہیل لعلوم التنزیل ج ۲ ص ۱۲۲ میں علامہ محمد بن احمد بن جزی الکلبیؒ نے بھی نکاحِ یوسفؑ سے متعلق یہ واقعہ رُوِیَ کے لفظ سے شروع کر کے اس کے ناقابلِ استدلال ہونے کی طرف واضح اشارہ کر دیا ہے۔

○ تفسیر الجامع لاحکام القرآن ج ۹ ص ۲۱۳ میں حضرت ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبیؒ نے ابن زید کا قول نقل کیا ہے کہ طعام کے علاوہ شاہِ مصر کے اور بھی بہت سے خزانے تھے، تو اس نے وہ سب کے سب حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیے اور انہی راتوں میں قطفیر مر گیا، پھر بادشاہ نے عزیزِ مصر کی بیوی راعیل سے حضرت یوسف

○ حضرت علامہ محمد بن احمد قرطبیؒ نے اپنی تفسیر الجامع لأحکام القرآن ج ۹ ص ۲۱۳ میں کسی سند کے بغیر حضرت وہب بن منبہؒ کا قول نقل کیا ہے کہ بادشاہ نے عزیز مصر کی بیوی زلیخا سے حضرت یوسفؑ کا نکاح کر دیا۔

○ الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج ۴ ص ۵۵۳ میں حضرت علامہ سیوطیؒ نے ابو الشیخ کے حوالے سے عبدالعزیز بن منبہ کے والد کا قول نقل کیا ہے کہ عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کے راستے میں بیٹھ گئی، یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا تو وہ کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے گناہ کی وجہ سے بادشاہوں کو غلام بنا دیا اور طاعت کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کو پہچان لیا اور پھر اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ الخ۔ مُنبہ کے اس قول میں جہاں امراۃ العزیز کے نام کا کوئی ذکر نہیں وہاں اس کی سند بھی بیان نہیں کی گئی کہ مُنبہ کو اس کا تنبہ کہاں سے ہوا۔

○ اسی طرح حضرت علامہ سیوطیؒ نے درمنثور میں جہاں دیگر رطب ویابس جمع کیے ہیں وہاں حکیم ترمذی کے حوالے سے وہب بن منبہ کا یہ قول بھی لکھا ہے کہ امراۃ العزیز کو ضرورت پیش آئی تو کسی شخص نے اسے مشورہ دیا کہ تو حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کر۔ لیکن کچھ لوگوں نے ایسا نہ کرنے کا مشورہ دیا، اور کہا کہ ہمیں ڈر لگتا ہے کہ تیرے خلاف کوئی حکم جاری نہ کر دیں۔ تو اس نے کہا کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے، مجھے اس سے کوئی خوف نہیں"۔ یہ کہہ کر وہ دربار یوسفؑ میں چلی گئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے مسند پر تشریف فرما تھے۔ تو وہ عورت انھیں دیکھ کر عرض کرنے لگی کہ "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے غلاموں کو تو طاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیا۔ پھر اپنی طرف نظر کر کے کہنے لگی کہ "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے نافرمانی کے باعث بادشاہوں

علیہ السلام کو بیاہ دیا۔ لیکن اس کی کوئی سند بیان نہیں کی۔

- نیز علامہ قرطبیؒ نے کسی سند کے بغیر رُوِیَ کے ساتھ مقاتلؒ کا قول نقل کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اگر حضرت یوسف علیہ السلام اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فرمادیتے تو اُسی وقت ان کو سلطنت مل ہوجاتی اور ڈیڑھ سال کی تاخیر نہ ہوتی۔" اس مقام پر ایک تو علامہ قرطبیؒ نے اس روایت کی کوئی سند بیان نہیں فرمائی، اور دُوسرے یہ کہ کسی قسم کا حوالہ دیے بغیر اس کے بعد متصل یہ عبارت بھی ٹانک دی کہ "پھر اِطفیر مرگیا، پھر ولید (شاہِ مصر) نے اِطفیر کی بیوی راعیل کا حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ نکاح کر دیا۔ الخ۔ (تفسیر قرطبی ج ۹ ص ۲۱۸)

- تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل ج۲ ص۳۲۹ میں حضرت علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر جاراللہ زمخشری معتزلی خوارزمیؒ نے بھی رُوِیَ ان الملك توجہ کے الفاظ سے اس واقعہ کو شروع کیا۔ لیکن انھوں نے عزیزِ مصر کی بیوی کا نام "راعیل" کی بجائے "زلیخا" لکھا ہے، جبکہ دیگر مفسرین نے عزیزِ مصر کی بیوی کا نام راعیل بیان کیا ہے۔

- اسی طرح بعض دیگر مفسرین نے بھی امرأۃ العزیز کا نام "زلیخا" ہی لکھا ہے۔ مثلاً
- تفسیر جامع البیان بر جلالین ص ۱۹۲ میں حضرت علامہ صفی الدین محمدؒ نے یہ قصہ قِیل کے ساتھ لکھا ہے اور امرأۃ العزیز کا نام "زلیخا" بیان کیا ہے۔
- تفسیر جلالین ص ۱۹۲ میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اس واقعہ کو وفی القصۃ کے الفاظ سے شروع کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں یہ قصہ اس طرح مشہور ہے۔ یعنی اس واقعہ کی تصدیق قرآن مجید اور احادیث نبویؐ سے نہیں ہوتی کہ بادشاہِ مصر نے حضرت یوسفؑ کو تاج پہنایا اور عزیزِ مصر کی بیوی سے ان کا نکاح کر دیا۔ وغیرہ۔ البتہ اس قصہ میں حضرت علامہ سیوطیؒ نے امرأۃ العزیز کا نام زلیخا بیان کیا ہے۔

کو غلام بنا دیا"۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اس عورت کی تمام ضروریات پوری فرمادیں۔ اور پھر ان سے نکاح بھی کرلیا۔ الخ۔ وہب بن منبہ کے اس قول کی بھی کوئی سند علامہ سیوطیؒ نے بیان نہیں کی۔ نیز ابن منبہ کا یہ قول مذکورہ بالا قولِ منبہ سے بھی مختلف ہے اور دُوسرے تمام اقوال سے بھی مختلف ہے جن کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے

○ اسی طرح حضرت علامہ سیوطیؒ نے ابوالشیخ کے حوالے سے حضرت زید بن اسلمؒ کی طرف منسوب قول نقل کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر کی بیوی سے نکاح کرلیا تھا۔ لیکن اس کی سند بھی مذکور نہیں ہے۔

○ مذکور بالا تینوں اقوال بغیر کسی سند کے درمنثور ج ۴ ص ۵۵۳ پر منقول ہیں، اس لیے کسی بے سند بات پر اعتماد کرکے اسے مشہور کرنا، اور اسے بنیاد بناکر گھنٹوں وعظ کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہوسکتا۔

○ گو کہ تلاش بسیار کے باوجود ہمیں مذکور بالا تمام "روایتوں" کی سندوں کا کچھ اتا پتا معلوم نہیں ہوسکا، تاہم یہ بات کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان روایتوں کی سندوں میں یقیناً غیر معتبر راوی موجود ہوں گے۔ کیونکہ یہ تمام کتابیں چوتھے طبقے کی ہیں۔ جن کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے عجالۂ نافعہ ص ۷ میں فرمایا ہے کہ ان کی روایات نہ عمل کے قابل ہیں، اور نہ ہی اعتقاد کے۔ نیز:

○ حضرت امام ابوالحسن علی بن حبیب شافعی ماوردیؒ نے فرمایا کہ حضرت یوسفؑ کا نکاح زلیخا سے نہیں ہوا۔ اور اصل واقعہ یہ ہے کہ جب زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو اپنے شاہ سواروں کی جماعت میں بیٹھا دیکھا تو رو پڑی۔ اور کہنے لگی کہ شکر ہے اللہ کا جس نے ... پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اُس کے مرنے تک اُسے اپنے عیال میں کرلیا، اور نکاح نہیں کیا۔ علامہ ثعلبیؒ کا بھی یہی قول ہے، جو روایتِ وہبؒ کے خلاف ہے۔ (تفسیر قرطبی ج ۹ ص ۲۱۸)

حضرت علامہ ثعلبیؒ اور حضرت علامہ ماوردیؒ کا یہ قول بھی یقیناً بے سند ہی ہے تاہم اس سے ہمیں اس مسئلہ پر کتب تفسیر کے مطالعہ کا موقع میسر آگیا۔ جن میں سے کئی کتب تفسیر سے اقتباسات گزشتہ صفحات میں لکھے گئے ہیں۔ جبکہ دیگر کتب میں چونکہ انہی مضامین کا تکرار تھا اور ان کا مأخذ بھی وہی تھا جو محولہ بالا کتب تفسیر کا تھا، اس لیے ان کے حوالہ جات کو قصداً نقل نہیں کیا گیا۔

اگر کوئی صاحب اس معاملہ میں مزید تحقیق کا ارادہ رکھتے ہوں تو بے شک دُنیا بھر کی کتب تفسیر کا بطور مطالعہ کرتے ہوئے تمام تفاسیر کو کنگھال ڈالیں تو انھیں اس معاملے میں ہنسانے، رُلانے اور حیرت زدہ کر دینے والی تمثیلی انداز میں خوب لمبی چوڑی بے اصل اور بلاسند کہانیاں تو پڑھنے کو ضرور مل جائیں گی۔ لیکن اس سلسلہ میں مخبرِ صادق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک ہستی کا کوئی ایک فرمان ہی ایسا نہیں ملے گا جس میں اس بات کی طرف معمولی سا اشارہ بھی موجود ہو کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا نکاح راعیل یا زلیخا نامی اس مصری عورت سے ہُوا تھا جو عزیز مصر کی بیوی تھی۔

نیز حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح سے متعلق یہ مختلف قسم کی داستانیں جو کہ بنی اسرائیل میں مشہور تھیں اور انہی سے سُن کر محمد بن اسحاق وغیرہ نے بیان کر دیا ہے لیکن یہ بھی تو ممکن ہے کہ ان علماء کا مقصد یہ بتلانے کا ہو کہ بنی اسرائیل کے جاہل طبقہ میں اس قسم کی بے ہودہ اور خلافِ واقعہ جھوٹی کہانیاں مشہور ہیں۔ اور پھر مفسرین نے ان داستانوں کو اپنی کتب تفسیر میں تنبیہ کی غرض سے نقل کر دیا ہو۔

نیز بعض مفسرین نے تو ان داستانوں کو سند کے ساتھ بیان کیا ہے، کیونکہ سند کسی روایت کی اصلیت کو معلوم کرنے کے لیے کسوٹی کی حیثیت رکھتی ہے، جبکہ بعض مفسرین نے پوری سند بیان کرنے کی بجائے اس کے ایک راوی کا نام بتا دیا، تاکہ اسماء الرجال کو دیکھ کر قارئین ان روایات کی حیثیت معلوم کر لیں۔

نیز بعض مفسرین نے اپنے مخصوص انداز میں "قیل" اور "روی" وغیرہ کے

الفاظ استعمال فرماکر اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ فرمادیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح سے متعلق ان مشہور داستانوں کی کوئی حقیقت نہیں۔

نیز مفسرین کرام اس بارے میں مختلف اور باہم متضاد روایات اور اقوال تحریر فرماکر دراصل یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ؛ لیکن ان روایات و اقوال کا حقیقت سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کسی مفسر نے بھی ان واقعات میں سے کسی ایک واقعہ کو بھی حقیقی واقعہ قرار دے کر اس پر اپنے پورے اعتماد کا اظہار قطعاً نہیں فرمایا۔

البتہ اگر کچھ لوگوں نے ان بے سروپا روایات کو غلطی سے درست مان لیا ہو تو یہ ان کا ذاتی خیال، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ اسے اُن کا تسامح کہا جائے گا۔ کیونکہ؛ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ قرآن مجید کی چھ ہزار دو سو چھتیس آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ نبوی ﷺ کے بیش بہا ذخیرہ میں سے کسی ایک آیت یا روایت سے بھی ان داستانوں کی تصدیق نہیں ہوتی۔ البتہ اس سلسلہ میں جو روایات پائی جاتی ہیں محدثین اُن پر اعتماد نہیں کرتے۔ جیسا کہ حضرت علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ نے تفسیر رُوح المعانی جز ۱۳ ص ۵ میں تحریر فرمایا ہے: وھذا مما لا اصل لہ وخبر تزوجھا ایضا مما لا یعول علیہ عند المحدثین۔ کہ امرأۃ العزیز سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح ہونے کی بات بھی اُن بے اصل باتوں میں سے ہے جن پر محدثین اعتماد نہیں کرتے۔

حضرت مفسر عبدالحق حقانی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا کہ: "زلیخا جو عزیز کی بیوی تھی حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق تھی" پر اس کا باقی حصہ نہ قرآن نے بیان کیا، نہ تورات موجودہ نے، مگر اہلِ سِیَر نے لکھا ہے کہ اس سے شادی ہوئی۔ الخ (تفسیر حقانی ج ۴ ص ۲۹۳)

حضرت علامہ حقانی رحمہ اللہ کے اس فرمان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے امرأۃ العزیز کے نکاح ہونے کا ذکر کسی حدیث میں نہیں۔ اور اہلِ سِیَر چونکہ سب رطب و یابس جمع کرتے رہتے ہیں اور ان کے یہاں صحتِ روایت کا اِلتزام نہیں ہوتا اس لیے ان کی روایات کا کچھ اعتبار نہیں۔

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فوائد عثمانی ص ۳۱۳ ف ۵ میں تحریر فرمایا کہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ بادشاہ آپؑ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا۔ نیز اسی زمانہ میں عزیزِ مصر کا انتقال ہوا تو اس کی عورت زلیخا نے آپؑ سے شادی کرلی۔ واللہ اعلم (یہ تمام قصہ تحریر فرمانے کے بعد اس پر اپنے عدمِ اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے واضح لفظوں میں تحریر فرمایا کہ "محدثین اس پر اعتبار نہیں کرتے"۔

حضرت مفسر عبدالماجد دریابادیؒ نے تفسیر ماجدی ص ۴۸۸ ۳۲ میں لِامْرَاَتِهٖ کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ: عزیز کی اس بیوی کا نام توریت میں تو نہیں، البتہ روایاتِ یہود میں زلیخا آیا ہے، اور وہیں سے مسلمانوں میں بھی چل پڑا۔ ان کے لیے عام طور پر مشہور یہ ہے کہ یہ بعد کو حضرت یوسفؑ کے عقدِ نکاح میں آگئی تھیں، لیکن اس کی سند نہ قرآن مجید سے ملتی ہے، نہ حدیثِ صحیح سے، نہ توریت سے۔

حضرت شیخ الحدیث محمد عبدہ الفلاح نے فوائدِ سلفیہ المسمٰی بہ اشرف الحواشی ص ۲۹۱ ف۶ (۱۲: ۵۶) کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ: بعض روایات میں ہے عزیزِ مصر کی بیوی سے حضرت یوسفؑ کی شادی ہوگئی تھی، مگر محدثین کے نزدیک یہ روایات قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔

بہرحال حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ "زلیخا" یا "راعیل" نامی عزیزِ مصر کی بیوی کے نکاح سے متعلق جو روایات اور کہانیاں یہود و نصاریٰ کے جاہل طبقہ میں مشہور تھیں، وہی کہانیاں غیر معتبر راویوں کے ذریعے مسلمانوں کے یہاں بھی مشہور ہوگئیں۔ اور جس طرح قرآن مجید اور احادیثِ نبویؐ سے ان روایات کے صحیح ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اسی طرح تورات اور دیگر آسمانی کتابوں سے بھی ان خرافات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ تورات شریف سے بھی ان لوگوں کے بلاسند اقوال، من گھڑت کہانیوں اور الف لیلائی داستانوں کی واضح طور پر تردید ہوتی ہے۔

تورات شریف کی شہادت

تورات شریف کے متعلق سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ یہ وہ آسمانی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی۔ اور ان کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے اس میں تحریف کر دی تھی۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں کہ بنی اسرائیل نے اس کتاب کے ہر ایک لفظ کو مکمل طور پر کسی دوسرے لفظ سے تبدیل کر دیا تھا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے حلال و حرام سے متعلق بعض شرعی احکام کو تبدیل کر دیا تھا۔

اور پھر اسی کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا، جس میں بنی اسرائیل کے مبدل و محرف واقعات اور احکامات کا رد کرتے ہوئے اصل واقعات و احکام بیان فرما دیے۔ اور جن واقعات اور شرعی احکام کو یہودیوں نے تبدیل نہیں کیا تھا اور تورات میں وہ جوں کے توں موجود تھے، قرآن مجید میں ان کی تصدیق کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ۔ (سورۃ آل عمران آیہ ۳ و ۴)

یارسول اللہ! یہ کتاب (یعنی قرآن مجید) حکمت، راستی اور قوی دلائل کے ساتھ تدریجاً اسی اللہ تعالیٰ ہی نے آپ پر نازل فرمائی ہے، جو اُن مضامین اور احکام کی پوری پوری تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے کی آسمانی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس سے پہلے تورات اور انجیل بھی لوگوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ ہی نے (حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر) نازل فرمائی تھیں۔

یعنی قرآن مجید میں ان تمام مضامین اور احکام کی تصدیق کی گئی ہے جو تورات شریف اور انجیل مقدس میں جوں کے توں موجود تھے۔ اور جن احکام میں بنی اسرائیل نے تحریف کر دی تھی قرآن مجید میں اس کی اصلاح کر دی گئی ہے اور تورات شریف میں مذکور کسی واقعہ پر قرآن مجید کی خاموشی ہی اس کی تصدیق ہے۔

اب غور کیجیے کہ تورات شریف کے محرّف نسخے میں حضرت یوسف علیہ السلام کا جو واقعہ موجود ہے، اس میں جن باتوں کی اصلاح ضروری تھی' ان کا ذکر قرآن مجید نے کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب سے لے کر اس دور میں دُنیا کی ایک عظیم سلطنت کے حکمران بننے تک تمام اہم واقعات کو اصلاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرما دیا ہے۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح اور ان کی اولاد کے متعلق ایک لفظ بھی بیان نہیں فرمایا۔ بلکہ اس بارے اسی مضمون پر اکتفا کیا گیا ہے جس کا ذکر تورات شریف میں موجود تھا۔

اس طرح یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ نکاح و اولادِ یوسفؑ کے بارے میں تورات شریف کا بیان ناقابلِ تردید اور یقینی و تحقیقی ہے۔ چنانچہ تورات شریف حصّہ تکوین (پیدائش) میں ہے: وَأَعْطَاهُ أَسْنَاتَ بِنْتَ فُوطِي فَارَعَ كَاهِنِ أُوْنَ زَوْجَةً. (تکوین ۳۱: ۴۵) کہ فرعون نے شہر اُون کے ایک کاہن (عابد و زاھد اور مذہبی پیشوا) "فوطیفرع" کی بیٹی "اسنات" سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیاہ دیا۔

نیز اولادِ یوسفؑ کے بارے میں ہے: وَوُلِدَ لِيُوسُفَ ابْنَانِ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَ سَنَةُ الْجُوعِ. وَلَدَتْهُمَا لَهُ أَسْنَاتُ بِنْتُ فُوطِي فَارَعَ كَاهِنِ أُوْنَ. وَدَعَا يُوسُفُ اِسْمَ الْبِكْرِ مَنَسِّي قَائِلًا لِأَنَّ اللهَ أَنْسَانِي كُلَّ تَعَبِي وَكُلَّ بَيْتِ أَبِي. وَدَعَا اِسْمَ الثَّانِي أَفْرَايِمَ قَائِلًا لِأَنَّ اللهَ جَعَلَنِي مُثْمِرًا فِي أَرْضِ مَذَلَّتِي. (تکوین ۳۱: ۵۰ ـ ۵۲) کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قحط سالی سے پہلے ہی اسنات بنت فوطی فرع کاہن اون سے پیدا ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے پہلے بیٹے کا نام "منسّی" رکھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے والد کے گھر کی ساری مشقت نسیاً منسیاً فرما دی؛ اور دُوسرے کا نام افرایم رکھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ذلّت کے مُلک میں بار آور فرمایا۔

محقق علماء کے نزدیک جہاں وہ روایات قابلِ اعتماد نہیں ہیں جن میں زلیخا یا راعیل نامی عزیزِ مصر کی بیوی سے، عزیز کے مرنے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سے نکاح ہونے کا ذکر ہے، وہاں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ ان محققین کے نزدیک تورات شریف میں مذکور اس بات پر اعتماد کرنا زیادہ صحیح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح شہر اُون کے ایک کاہن فوطیفرع کی دُختر اسنات سے ہُوا اور اسی اسنات کے بطن سے ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے دو بیٹے پیدا ہُوئے۔ چنانچہ اس ضمن میں بعض علماء کرام کی آراء قبل ازیں تحریر کی جا چکی ہیں جو اس معاملے میں تورات شریف کے بیان پر اعتماد' اور غیر معتبر راویوں کی روایات پر اپنے عدمِ اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔

نیز حضرت قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ نے بھی رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۱۲۲ میں تورات شریف کے اسی بیان کو اہلِ سیر اور مفسرین کی غیر معتبر روایات پر ترجیح دیتے ہُوئے واضح طور پر تحریر فرمایا کہ: "ان (یوسف علیہ السلام) کی شادی ملکِ مصر کے شہر اُون کے کاہن کی دُختر مُسماۃ آسناتھ (اسنات) سے ہُوئی تھی، ان کے ہر دو فرزند منسی اور افرائیم اسی خاتون کے ہیں۔"

نیز آپ نے تحریر فرمایا کہ: "امراۃ العزیز کے جوان بن جانے یا نکاحِ یوسفؑ میں آنے کی داستان صحیح نہیں ہے"۔۔۔ "لوگوں نے بنالیا ہے کہ پھر یہ عورت از سرِ نو جوان بنا دی گئی تھی، پھر یوسفِ صدیق (علیہ السلام) کے نکاح میں آگئی تھی، مگر اس امر کے ثبوت میں کوئی صحیح روایت اسلامی یا اسرائیلی موجود نہیں"۔ (دیکھیے: الجمال والکمال تفسیر سُورۂ یوسف ص ۱۵۹)

نیز آپ نے الجمال والکمال ص ۱۶۲ پر مزید یہ بھی تحریر فرمایا کہ: المختصر یہ یاد رکھیے کہ ایسی کوئی روایت صحیحہ موجود نہیں کہ امراۃ العزیز کا نکاح یوسفِ صدیق (علیہ السلام) سے ہُوا تھا۔

نیز آپ نے امام رازیؒ کے قول کی تردید بھی کی ہے۔ (دیکھیے الجمال والکمال ص ۱۶۰)

امرأۃ یوسفؑ

یاد رہے کہ قبل ازیں متعدد حوالہ جات پیش کیے جاچکے ہیں جن میں آتا ہے کہ عزیز مصر کا نام "قطفیر" تھا۔ جبکہ بعض روایات میں اس کا نام "اطفیر" آیا ہے۔ لیکن قرآن مجید اور حدیث نبویؐ میں اس کا کوئی نام نہیں آیا۔ البتہ تورات شریف میں اس کا نام "فوطی فار" بتلایا گیا ہے۔

ممکن ہے کہ اہل عرب یہود و نصاریٰ نے اسی "فوطی فار" کا نام مُعرّب کرکے اسے "قطفیر" یا "اطفیر" بنا لیا ہو۔ لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کا جس عورت کے ساتھ نکاح ہونے کی شہادت تورات شریف میں موجود ہے وہ قطفیر، اطفیر یا فوطی فار کی بیوی نہیں بلکہ شہر اُون کے ایک کاہن فوطی فرع کی بیٹی آسنات ہے۔ جبکہ قرآن مجید یا کسی صحیح حدیث میں نہ تو عزیز مصر کا کوئی نام بتایا گیا ہے اور نہ ہی اس کی بیوی کا۔ بلکہ عزیز مصر کی بیوی کے نام سے تو تورات شریف بھی پاک ہے۔

اور جس عورت کو قرآن مجید میں محض امرأۃ العزیز کہا گیا ہے اور تورات میں بھی اس کے نام کی تعیین نہیں کی گئی بلکہ محض امرأۃ السید کہا گیا ہے، تاہم وہ یہی عورت ہے جسے جاہل یہودیوں سے سُن کر کسی نے زلیخا کہا تو کسی نے راعیل۔ لیکن اسی عورت کو اسنات بنت فوطی فرع کہنا تو کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔

اور تورات شریف کی اس شہادت کا رد بھی قرآن مجید یا کسی صحیح حدیث سے نہیں ہوتا۔ اور جیسا کہ قبل ازیں لکھا جاچکا ہے کہ تورات شریف کی جن باتوں کا قرآن مجید نے رد نہیں کیا اُن باتوں کی گویا قرآن مجید اپنے مخصوص انداز میں تصدیق کرتا ہے۔ اور جن باتوں کا رد نہیں کرتا تو وہ گویا غیر محرف کلام الٰہی ہے۔ اس لیے یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بیوی کا نام "اسنات بنت فوطی فرع کاہن اُون" ہی ہے۔ اور امرأۃ العزیز سے حضرت یوسف علیہ السلام کی شادی وغیرہ ہونے کی باتیں قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔

خلاصہ یہ کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا نکاح جس عورت سے ہُوا قرآن مجید اور صحیح حدیث میں اس کا کہیں اشارہ بھی موجود نہیں۔ البتہ موجودہ محرف تورات شریف میں اگر یہ بات محرفین کی دستکاریوں سے محفوظ سمجھی جائے تو اس کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح ایک کاہن یعنی عبادت گزار مُونی فوطی فرع کی بیٹی حضرت اسنات سے ہُوا، جو یقیناً ایک حیادار اور باپردہ خاتون تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبیؑ کی بیوی بننے کی پوری اہلیت رکھتی تھی۔

نیز یہ کہ زلیخا یا راعیل نامی اس مصری عورت سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح ہرگز نہیں ہُوا جو قطفیر، اطفیر یا فوطی فار نامی عزیزِ مصر کی بیوی تھی۔ کیونکہ یہ بات کسی پیغمبرِ الٰہی کی شان کے خلاف ہے کہ کوئی بے حیا عورت اس کی بیوی ہو۔ بلکہ قرآن مجید اور احادیث نبویؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ بے حیا عورتیں بے حیا مردوں کے قابل ہوتی ہیں، جبکہ حیادار اور ستھرے لوگوں کے ساتھ ستھری اور نیک سیرت عورتیں ہی سجتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں **قاعدہ کلیہ** بھی قرآن مجید میں بیان فرمادیا ہے۔ چنانچہ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (۲۴:۲۶) "کہ گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق، اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔ اسی طرح ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق، اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہُوا کرتے ہیں"۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ستھرے ہوتے ہیں اس لیے ان کے لائق صرف ستھری عورتیں ہی ہُوا کرتی ہیں۔ اس لیے یہ بات ناممکن ہے کہ کسی نبی یا رسول کی بیوی ایسی ہو جو فاحشہ اور حیا باختہ ہو۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی نبی یا رسول کی بیوی مذہبی لحاظ سے کافر تو ہو سکتی ہے، جس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذابِ جہنم کی صورت میں ہوگی، لیکن وہ حیا باختہ اور زانیہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ:

حضرت نوحؑ ولوطؑ کی بیوی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نوح اور حضرت لُوط علیہما السلام کی بیویوں کے خائن ہونے کا ذکر بڑی صراحت کے ساتھ کیا ہے کہ انھوں نے اپنے میکے والوں اور اپنی قوم کو اپنے شوہروں کے خلاف امداد مہیا کی تھی۔ چنانچہ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ (۶۶: ۱۰)

یعنی اللہ تعالیٰ کافروں کی عبرت کے لیے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کی مثال بیان فرماتے ہیں کہ یہ دونوں عورتیں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان دونوں نے ان کے ساتھ دغابازی کرتے ہوئے اپنے شوہروں کے خلاف کافروں سے مل رہیں، تو دونوں کے شوہر پیغمبر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان کے کچھ کام نہ آئے۔ اور ان دونوں عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جس طرح باقی کفار جہنم میں داخل ہوتے ہیں، اسی طرح تم دونوں بھی انھی کے ساتھ جہنم میں داخل ہوجاؤ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ان انبیاء کرامؑ کی بیویاں اگرچہ کافر تو ضرور تھیں اور انھیں پیغمبروں کے خلاف کفار کے ساتھ ساز باز کرنے کے جرم میں عذابِ جہنم کی سزا بھی سنائی گئی ہے، لیکن یہ عورتیں اس جرمِ عظیم میں مبتلا ہونے کے باوجود زنا جیسی خباثت میں کبھی مبتلا نہیں ہوئیں۔ اور نہ ہی قرآن مجید یا کسی صحیح حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کے حیاسوز فعل میں کبھی مبتلا ہوئیں۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر درمنثور میں سورۂ تحریم کی تفسیر کے دوران تحریر فرمایا ہے کہ عن ابن جریج قال کانتا کافرتین مخالفتین ولا ینبغی لامرأۃ تحت نبی ان تفجر۔ وعن ابن عباسؓ قال ما بغت امرأۃ نبی قط۔ یعنی حضرت ابن جریجؒ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت

نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں کافرہ تو تھیں اور ان پیغمبروں کی مخالف بھی ضرور تھیں، لیکن کسی نبی کی بیوی زانیہ نہیں ہوئی۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کسی نبی کی کسی بیوی نے کبھی زنا نہیں کیا۔

نیز سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فخانتا کی تفسیر میں فرمایا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک نے زنا نہیں کیا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہا کرتی تھی کہ (معاذاللہ) نوحؑ تو مجنون ہے۔ جبکہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے ہوئے مہمانوں کی خبر کفار کو کر دیتی تھی۔

اس کے علاوہ پیغمبروں کی ان بیویوں میں اور کوئی عیب نہیں تھا۔ لیکن امرأۃ العزیز تو ایک فاحشہ اور بدکار عورت تھی، جس کے گناہگار ہونے کا نہایت واضح ثبوت قرآنی ہے اور احادیث نبوی میں موجود ہے اور تورات میں بھی اس کے گناہگار ہونے کی شہادت موجود ہے۔

اس کے علاوہ جن مفسرین نے یہ خلاف واقعہ داستانیں بیان کی ہیں، وہ بھی درحقیقت ان قصوں کو صحیح نہیں سمجھتے۔ جیسا کہ قبل ازیں "تفسیر طبری کی روایت پر بحث کے آخر میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صرف محمد بن اسحاق ہی کی ایک روایت اس سلسلے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے، جس کی حقیقت ہم نے اپنے مقام پر واضح کر دی ہے (ایک مرتبہ اسے پھر پڑھ لیں تو زیادہ بہتر ہے) اور باقی سب روایات غالباً اسی کی نقالی ہیں، جس میں روایت کرنے والوں نے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مفسرین کا بھی بھلا کرے جنہوں نے ان روایات کو نقل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی سندیں بھی بیان کر دی ہیں، تاکہ اہل علم کو معلوم کرنے میں آسانی ہو کہ اس روایت کی حیثیت کیا ہے، اور اس مزعومہ قصہ کو درست اور قابل استدلال سمجھنا چاہیے یا نہیں۔

خاتمہ

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان تو بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے، اس لیے انبیاء کرامؑ کے بارے میں یہ بات نعوذ تصور میں بھی نہیں آسکتی کہ معاذاللہ ثم معاذاللہ ان معصوم اور پاک دامن ہستیوں میں سے کسی ایک نبی کی بیوی بھی زندگی کے کسی موڑ پر بھی حیا باختگی و بے حیائی کا مظاہرہ کر چکی ہو، یا آشیانۂ نبوت کی زینت افروز ہونے کے بعد وہ اس قسم کے فعلِ بد میں مُبتلا ہُوئی ہو۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ کسی نبی کے کسی ادنیٰ سے اُمتی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ فاحشہ اور زانیہ عورت کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعلقات استوار کرے۔ کیونکہ کسی زانیہ یا مشرکہ کے ساتھ نکاح کرنا تو کسی زانی یا مشرک ہی کو زیب دیتا ہے، کسی اچھے مسلمان کو نہیں۔ جیساکہ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (۲۴: ۳) کہ زانی شخص کسی زانیہ یا مشرکہ ہی سے نکاح کرنا پسند کرتا ہے اور زانیہ عورت بھی کسی ایسے شخص ہی سے نکاح کرنا پسند کرے گی جو زانی یا مشرک ہوگا۔ اور مسلمانوں پر ایسے لوگوں سے نکاح کرنا حرام کیا گیا ہے۔

نیز اس سلسلے میں ایک صحابی کا واقعہ بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا جس میں ایک صحابی نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک زانیہ و مشرکہ عورت سے نکاح کرنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے انکار فرمادیا۔ چنانچہ:

سیدنا مرثد بن کنازؓ کا واقعہ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سیدنا مرثد بن کنان بن حصین غنوی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتلایا کہ وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرکے مکہ سے مدینہ تشریف لائے تھے۔ آپ قوی الجثہ پہلوان تھے۔ اور مدینہ منورہ سے چھپ چھپا کر مکہ مکرمہ تک آیا جایا کرتے تھے۔ اور ان مسلمان

قیدیوں کو زندان خانوں سے نکال کر مدینہ منورہ لے جایا کرتے تھے جنھیں کفارِ مکہ اسلام قبول کرنے کے باعث قید کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ یہی نیک ارادہ لے کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ اور رات کے وقت چاند کی چاندنی میں ایک مکان کے سائے میں گھات لگائے کھڑے تھے اور سوچ رہے تھے کہ اب کیا تدبیر اختیار کی جائے کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر مدینہ کو جاؤں۔

ابھی آپ کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ اتنے میں "عناق" آدھمکی، وہ ایک مشہور حیا باختہ اور فاحشہ عورت تھی۔ اور اسلام قبول کرنے سے پہلے اس سے سیدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کا میل جول بھی رہا ہے۔

عناق نامی اس عورت نے جب سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انھیں پہچان کر کہنے لگی: کیا آپ مرثد ہی ہیں؟

سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں، میں مرثد ہی ہوں۔

عناق نے ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے مَرْحَبًا اَھْلًا وَّسَھْلًا کے الفاظ کہے، اور کہنے لگی کہ آئیں، میرے گھر چلیں، رات کو میرے ساتھ ہی سونا۔

سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: نہیں عناق، نہیں، اسلام میں زنا حرام ہے۔

سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ کا انکار کرنا تھا کہ اس فاحشہ نے چلّانا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگی: لوگو! آؤ، بھاگو پکڑو۔ یہ وہ شخص کھڑا ہے جو تمہارے عقوبت خانوں سے مسلمان قیدیوں کو نکال کر لے جاتا ہے۔

عناق کی یہ بات سنتے ہی لوگ اکٹھے ہو گئے اور آٹھ جوانوں نے حضرت مرثد رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کے لیے ان کا تعاقب کیا۔

یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سیدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے قریب خندمہ نامی ایک پہاڑی کے ساتھ ساتھ بھاگنا شروع کر دیا،

یہاں تک کہ میں ایک غار تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ اور میں اُس غار کے اندر داخل ہوگیا۔

آپ نے فرمایا کہ میرا تعاقب کرنے والے آٹھ آدمیوں نے اسی غار کے اُوپر کھڑے ہوکر مجھ پر پیشاب کرنا شروع کردیا، ان کا پیشاب بھی مجھ پر پڑا۔

سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ نے خاموشی کے ساتھ اس تکلیف کو برداشت کیا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سبھی گویا اندھا کردیا اور وہ مجھے تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ واپس چلے گئے۔

آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں اپنے مسلمان قیدی کے پاس واپس لوٹ آیا پھر بڑی مشکل سے میں نے اسے اُٹھایا، وہ بہت وزنی شخص تھا۔ یہاں تک کہ اذخر نامی مقام پر پہنچ کر میں نے اس کے پاؤں کی بیڑی کھول دی۔ اور پھر ہم دونوں بڑی مشکلوں کے ساتھ مدینہ منورہ تک پہنچ آئے۔

اس کے بعد سیدنا مرثد رضی اللہ عنہ نے دربار نبویؐ میں حاضری دی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ:

یارسول اللہؐ! کیا میں "عناق" سے نکاح کرسکتا ہوں؟

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ اور میرے سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً... نازل فرمائی، تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اے مرثد! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ زانی مرد ہی کسی زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرنا پسند کرتا ہے اور زانیہ عورت بھی اپنے جیسا ہی کوئی مرد تلاش کرے گی اور اس کو زانی مرد یا مشرک کے سوا اور کوئی نکاح میں نہ لائے گا۔ اور مومنوں پر تو ایسے تعلقات حرام ہیں۔ اس لیے آپ عناق کے ساتھ نکاح نہ کریں۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی عام مسلمان کو بھی فاحشہ اور زانیہ عورت سے

نکاح کرنا مناسب نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اس قسم کی فاحشہ عورتوں سے تعلقات قائم کرنے کو اسی طرح حرام قرار دیا ہے جس طرح :

اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے ناحق قتل کو حرام قرار دیا۔ (۱۷ : ۳۳)

نیز شرک، والدین سے بدسلوکی اور قتلِ اولاد کو' (۶ : ۱۵۱)

اور ظاہر و پوشیدہ فحش کاموں اور کسی سے ناحق زیادتی کو' (۷ : ۳۳)

اور ربا یعنی سُود کو' (۲ : ۲۷۵)

اور مُردار، دمِ مسفوح، لحمِ خنزیر اور غیر اللہ کے نام پر مشہور کی ہوئی چیزوں کے کھانے کو' (۲ : ۱۷۳، ۵ : ۳، ۱۶ : ۱۵ : ۱)

اور ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، ساس، گیلڑ لڑکی، بہو اور ایک ساتھ دو بہنوں سے نکاح کو' (۴ : ۲۳)

اور شراب وغیرہ جیسی تمام ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ (۷ : ۱۵۷)

یہی وجہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا مرثد غنوی رضی اللہ عنہ کو ایک فاحشہ اور زانیہ عورت سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں دی۔ کیونکہ زنا ایک ایسا قابلِ نفرت کام ہے جس سے فطری طور پر ہر شخص نفرت کرتا ہے، بلکہ خود زانی اور زانیہ بھی اس فعلِ بد کو نہایت قابلِ نفرت کام سمجھتے ہیں۔ اور دُنیا کے کسی معاشرے میں بھی اس کام کو اچھا نہیں سمجھا جاتا؛ یہی وجہ ہے کہ جو بدبخت زنا جیسے فعلِ بد کا ارتکاب کرتا ہے، وہ اسے چُھپ چُھپا کر ہی کرتا ہے اور اسے ہر وقت اس بات کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو میری اس خباثت کا علم نہ ہو جائے۔

اور جہاں تک شادی بیاہ کا تعلق ہے تو کوئی سلیم الفطرت شخص بھی کسی زانیہ کے ساتھ شادی بیاہ رچانے پر آسانی کے ساتھ آمادہ نہیں ہوتا، کیونکہ وہ اسے قابلِ نفرت سمجھتا ہے۔ جبکہ انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام تو ہر قسم کے قابلِ نفرت کاموں سے منزہ اور پاک ہوتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ بے شک شرک بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بہت ہی قابلِ نفرت کام ہے، لیکن زنا کے برعکس مشرکین کے یہاں شرک کو نہایت مستحسن کام سمجھا جاتا ہے۔ جو شخص جس قدر غلو کے ساتھ شرک میں مُبتلا ہوتا ہے وہ خود کو اتنا ہی مقرب بارگاہِ الٰہی سمجھتا ہے، اور دیگر مشرکین بھی اسی قدر اس کی تحسین اور تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔

مشرکین کا زعم ہے کہ ہم ان بزرگ ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ سمجھتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کا بہت اُونچا مقام ہے، یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارے ہیں، انھوں نے اتنی عبادت کی تھی کہ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے بعض کام ان کے حوالے کردیے ہیں۔

یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ہیں، اور ہم ان بزرگوں کی تعظیم کرتے ہیں تو اس کے بدلے میں، ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔

یا یہ کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں ہماری سفارش کرتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ ان کی بات فوراً مان لیتا ہے، جبکہ ہماری کوئی دُعا ان کے وسیلے کے بغیر قبول نہیں کرتا۔

اور مشرکین کے ذہن میں اس قسم کے شرکیہ عقائد اس قدر راسخ ہوتے ہیں کہ اُنھیں مُوحدین کو بُرا سمجھتے ہیں اور اپنے عقائدِ باطلہ کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اور اگر انھیں سمجھایا جائے تو پھر بھی شرکیہ عقائد اور اعمال سے باز نہیں آتے۔

بہرحال مشرک معاشرے میں شرک کو ایک مستحسن اور قابلِ تعریف کام سمجھا جاتا ہے، جبکہ زنا جیسے فحش کام کو کسی معاشرے میں بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

یہی وجہ ہے کہ دو انبیاءؑ کی بیویاں کفر میں تو مبتلا ہوئیں جسے اُنھوں نے اچھا سمجھا ہوگا، لیکن زنا جیسے قابلِ نفرت کام میں کسی پیغمبر کی کوئی بیوی کبھی مُبتلا نہیں ہُوئی۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك

اللّٰهم صل على محمد وعلى ال محمد واصحاب محمد وبارك وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت یوسف علیہ السلام

نکاح

کس عورت سے ہوا

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا

علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد ایک سوال نامہ آیا جس میں یوسف زلیخا کا باہم نکاح ہونے نہ ہونے کی بات دریافت کیا گیا تھا تو اس کے جواب دینے کے لیے تفاسیر وغیرہ کو دیکھا جس میں دو قول ملے ایک ثبوت کا اور ایک نفی کا۔ آیندہ تحقیق بتائیگی کہ نکاح نہ ہونے کی بات ہی صحیح اور درست ہے،

عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ نے حاشیہ قرآن پاک ص ۲۹۲ میں لکھا ہے کہ

عزیز مصر کا انتقال ہوگیا اس کی بیوی زلیخا سے یوسفؑ نے نکاح کر لیا۔ کنواری پایا۔ دو صاحبزادے افرائیم و منشا تولد ہوئے۔

معارف القرآن ج ۵ ص ۷ میں مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے:

مفسرین نے لکھا ہے کہ اسی زمانہ میں زلیخا کے شوہر قطفیر کا انتقال ہو گیا تو شاہ مصر نے حضرت یوسفؑ سے ان کی شادی کر دی:

حضرت تھانویؒ نے بہشتی زیور آٹھواں حصہ ص ۸ میں لکھا: جب یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ ہو گئے اور وہ وزیر مر گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن (بی بی زلیخا) سے نکاح کر لیا۔ اور ان سے دو لڑکیاں افرائیم اور منشا میم پیدا ہوئیں

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ نے فوائد عثمانی ص ۳۱۳ میں لکھا ہے کہ

بعض علماء نے لکھا ہے کہ بادشاہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ نیز اسی زمانہ میں عزیز مصر کا انتقال ہوا تو اس کی عورت زلیخا نے آپ سے شادی کر لی۔ واللہ اعلم۔ محدثین اس پر اعتماد نہیں کرتے۔

قاضی محمد سلیمان سلمان پوری رح نے رحمۃ للعالمین جلد ۳ صفحہ ۱۰۷ میں لکھا ہے "ان (یوسف علیہ السلام) کی شادی ملکِ مصر کے شہر اُون کے کاہن کی دختر مسماۃ آسناتھ سے ہوئی تھی۔ ان کے ہر دو فرزند منسی و افرائیم اسی خاتون کے ہیں"۔

بائیبل میں (پیدائش باب ۴۱ آیت ۴۵ ، ۵۰) ہے:
"اور فرعون نے یوسف کا خطاب جہاں پناہ رکھا اور اس نے شہر اون کے کاہن فوطی فرع کی بیٹی آسناتھ کو اس سے بیاہ دیا۔ اور یوسف مصر کی زمین میں پھرا ...... اور یوسف کے دو بیٹے شہر اون کے کاہن فوطی فرع کی بیٹی آسناتھ کے پیٹ سے کال سے پیشتر پیدا ہوئے۔ اور یوسف نے پہلوٹے کا نام منسّی رکھا ...... اور دوسرے کا نام افرائیم رکھا"!

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے کونسی بات محقق ہے جو بغوی نے سند سے لکھا کہ یوسف اور زلیخا (امرأۃ العزیز) کا باہم نکاح ہوا تھا۔ ہم نے اس سند کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سند کے اعتبار سے یہ قول صحیح نہیں یہی حال ابن جریر کی سند کا ہے۔

معالم التنزیل کی سند میں مخلد بن جعفر الباقرحی فارسی دقاق ہے جو ابو نعیم اصبہانی و محمد بن علاف اور ایک جماعت کا استاذ ہے۔ احمد بن علی ساوی نے کہا ہے کہ وہ ثقہ صحیح السماع تھا مگر حدیث میں کسی چیز کو نہ پہچانتا تھا۔ اسی لیے لوگوں نے اس کی حدیث پر

ادخال کرکے خراب کر دیا فادخلوا علیہ. وافسدوہ ۔ العبر للذہبی ج ۲ ص ۳۵۴) ابونعیم نے کہا کہ ہمارے بغداد سے نکلنے کے بعد اس پر حدیثیں خلط ملط ہو گئی تھیں ۔ خطیب رہ نے ابوالحسن بن فرات سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ مخلد بن جعفر کے اصول تو صحیح تھے پھر اس کے بیٹے نے آخر عمر میں چند چیزوں کے ادعا پر لے اکسایا جن میں سے ایک المغازی ہے جو مروزی سے روایت ہے اور ایک المبتدأ ہے جو ابن علویہ قطان سے روایت ہے۔ اور ایک تاریخ طبری کبیر ہے تو اس کو حرص لگی اس سے قبول کرتے ہوئے یہ کتابیں تحدیث اور بیان کرنا شروع کر دیا اس طرح وہ ذلیل ورسوا ہو گیا اس کو پردہ دری کی کچھ پرواہ نہ ہوتی (دیکھو لسان المیزان ج ۲ ص ۱۰)

پھر حسن بن علویہ القطان کا استاذ اسماعیل بن عیسے ہے جسے ازدی نے ضعیف کہا اور دوسروں نے اس کی تصحیح کی ہے اور جرح مقدم ہے تعدیل سے؛ اور یہ وہی ہے جس نے ابوحذیفۃ البخاری سے المبتدأ روایت کی ہے (دیکھو لسان المیزان ج ۱ ص ۴۲۶)

اور یہ ابوحذیفۃ البخاری صاحب کتاب المبتدأ اسحاق بن بشر ہے جس کے متعلق لکھتے ہیں "متروک" اور علی بن المدینی نے اسے جھوٹا کہا ہے۔ اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس کی بیان کردہ حدیث کا لکھنا حلال نہیں ہے الا علی جہۃ التعجب ۔ دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ کذاب اور متروک ہے (لسان المیزان ج ۱ ص ۳۵۴)

پھر ابوحذیفۃ البخاری اسحاق بن بشر کا استاذ جُوَیبِر ہے (جُوَیبِر بن سعید الازدی ابوالقاسم

نوٹ: معالم التنزیل کے جن نسخوں میں محمد بن جعفر الباقوحی لکھا ہے یہ غلط ہے اصل صحیح لفظ الباقرحی (ب ق ر ح) ہے (حاشیہ العبر ص ۳۵۴ میں ہے کہ نسبت "باقرح" کی طرف ہے۔ باقرح بغداد کی نواحی میں ایک بستی ہے جیسے اللباب میں لکھا ہے

البلخی، اس کو شبہ کو نیوں میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا اصل نام تو جابر تھا اور
جویبر اس کا لقب ہے۔ اس کے اساتذہ میں سے ایک ضحاک ہیں جو حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل فرماتے ہیں
کہ وکیع جب جویبر کی حدیث پر آجاتا تو کہتا "سفیان عن رجل" اس رجل کا نام ظاہر نہ
کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ رجل جویبر تھا جس کو یہ ضعیف سمجھتا تھا؛ دوری وغیرہ ابن معین
سے روایت کرتے ہیں کہ "جویبر لیس بشیء" پھر دوری مزید اس پر کہتا ہے کہ ضعیف ما اقربه
من جابر الجعفی وعبیدة الضبی۔ عبداللہ بن علی بن المدینی نے فرمایا کہ میں نے اپنے
والد صاحب سے جویبر کے بارے دریافت کیا تو انہوں نے اس کو بہت ہی ضعیف کہا
ضعفه جدا۔ اور فرمایا کہ جویبر ایسا آدمی ہے جو ضحاک کے ذمے ایسی ایسی چیزیں لگا کر
بیان کرتا ہے جو منکر ہوتی ہیں۔ یعقوب بن سفیان نے اس کا ذکر اس باب میں کیا جس
میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کی روایت لینے سے لوگوں نے روگردانی کی ہے۔ آجری
نے ابو داؤد سے روایت کیا ہے کہ جویبر اپنے ضعف پر ہے۔ نسائی، علی بن جنید، دارقطنی
نے اسے متروک بتایا۔ اور ایک دوسری جگہ نسائی نے کہا لیس بثقة۔ ابن عدی نے کہا کہ
اس کی حدیث اور روایات پر ضعف واضح ہے۔

بو عبداللہ مرخسی نے بھی الاتقان کی بات بتائی کہ لوگوں نے تفسیر قرآن ایسے لوگوں
سے اخذ کرنے میں تساہل برتا ہے جن پر حدیث میں اعتماد نہیں رکھتے۔ پھر ان کا نام لے
کر بتایا۔ ضحاک۔ جویبر۔ محمد بن سائب۔ اور کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کی احادیث کو
برداشت نہیں کرتے اور ان کی تفسیر لکھ لیتے ہیں حالانکہ حدیث کی بہ نسبت تفسیر میں
زیادہ احتیاط چاہیے کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے من فسر القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده

ابن انبار، مگر مع ہذا احمد بن سیار مروزی نے کہا کہ ضحاک کا شاگرد جویبر تفسیر میں حَسَن ہے اور روایت میں نرم ہے (شاید ان کا یہ مطلب ہو کہ قرآن کی وہ تفسیر جس کا تعلق روایت کے ساتھ نہ ہو، نفسِ مطلب کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے میں ان کا قول حَسَن ہے۔ مگر جب روایت بیان کرتے ہیں تو اس میں نرم ہیں۔

ابن حبان نے کہا ہے کہ جویبر ضحاک سے مقلوب اشیاء روایت کرتا ہے۔

اور ابو احمد نے کہا کہ جویبر ذاہب الحدیث ہے الخ (دیکھو تہذیب التہذیب ج۲ ص۱۲۴)

یہ جویبر کا استاذ ضحاک بن شرحبیل بن عبد اللہ بن لوف الغافقی ابو عبد اللہ مصری ہے جس کی روایت موافق قول حافظ ابو محمد المنذری کے صحابہ کرامؓ سے مرسل ہے کیونکہ امام بخاری اور ابن یونس نے اس کی روایت جو صحابہؓ سے مروی ہے ذکر نہیں کی۔ اسی طرح ابو حاتم اور یعقوب بن سفیان نے بھی اس کی اُس روایت کا ذکر نہیں کیا جو صحابہ کرامؓ سے روایت کرتا ہو (دیکھو تہذیب التہذیب ج۴ ص۴۴۵) اور تقریب التہذیب میں ضحاک کے بارے لکھا صدوق یہم ہے تو سچا مگر وہم کا شکار ہوتا تھا۔ پھر اس ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں جو روایت بیان کی ہے اس میں ابن جریر کا اپنا استاذ محمد بن حمید رازی ہے جس کے متعلق امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی حدیث میں نظر ہے اور یعقوب بن ابی شیبہ نے فرمایا ہے کہ محمد بن حمید کثیر المناکیر ہے۔ نسائی نے فرمایا کہ یہ ثقہ راوی نہیں ہے۔ جوزجانی نے فرمایا کہ یہ ردی المذہب اور غیر ثقہ ہے۔ صالح بن محمد اسدی نے فرمایا کہ محمد بن حمید جو جو حدیثیں ہمیں بیان کرتا تھا ہم ان میں اسے متہم کہتے تھے۔ یہ حدیثوں میں اضافے کر دیا کرتا تھا اور اس سے بڑھ کر ہم نے ایسا کوئی آدمی نہیں پایا جو خدا تعالیٰ پر اتنی جرأت کرے۔ اس کا یہ حال تھا کہ لوگوں سے

احادیث اخذ کر کے پھر ان میں الٹ پلٹ کر دیا تھا۔ نیز فرمایا کہ سلیمان شاذکونی اور محمد بن حمید یہ دونوں ایسے آدمی ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی ایسا آدمی مجھے نظر نہیں آتا جو جھوٹ بولنے میں حاذق اور ماہر ہو۔ ابو القاسم نے فرمایا کہ میں نے اپنے چچا جان ابو زرعہ سے محمد بن حمید کی بابت سوال کیا تو انہوں نے اپنے منہ کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ کیا وہ جھوٹ بولتا تھا؟ تو آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں! پھر میں نے کہا کہ وہ بوڑھا ہو گیا تھا، شاید تدلیس کرتا ہو؟ فرمایا کہ نہیں بیٹے! وہ قصداً جھوٹ بولتا تھا۔ ابو نعیم و ابن عدی نے فرمایا کہ ابو حاتم رازی کے پاس ابن خراش و اہل الرائی مشائخ و حفاظ بیٹھے تھے۔ تو میں محمد بن حمید کے متعلق ان کا مذاکرہ سنا۔ سب نے متفقہ طور پر کہا کہ محمد بن حمید حدیث میں بہت ہی ضعیف ہے اور اَن سنی بات بیان کر دیتا ہے۔ اور بصرہ و کوفہ والوں کی حدیثیں لے کر رازیوں کی طرف نسبت کر کے بیان کرتا ہے۔ میں نے ابن خراش سے یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ واللہ محمد بن حمید جھوٹ بولتا ہے۔ امام نسائی اور ابن وارہ نے فرمایا کہ محمد بن حمید کذاب ہے۔ اسحاق کوسج نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد بن حمید کذاب ہے۔ اور بہت لوگوں سے ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ محمد بن حمید حدیثیں گھڑتا تھا۔ اور قرآن پاک کا بھی حافظ نہ تھا۔ فضلک رازی نے کہا کہ میرے پاس محمد بن حمید رازی کی روایت کردہ پچاس ہزار احادیث ہیں مگر میں ان میں سے ایک حرف بھی بیان نہیں کرتا۔ ابن حبان نے کہا یہ مقلوب حدیثیں ثقہ لوگوں کی طرف نسبت کر کے بیان کرتا ہے جنہیں وہ بیان کرنے میں وہ منفرد ہوتا ہے (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۰ و تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۲۸ تا ص ۱۳۱)

پھر محمد بن حمید رازی کا استاذ سلمۃ بن الفضل الابرش ابو عبد اللہ الازرق الانصاری

موالی الانصار میں قاضی رہتی ہے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ اس کے پاس منکر حدیثیں ہیں۔ علی بن مدینی نے فرمایا کہ ہم سلمہ کی حدیثوں کو پھینک کر رَی سے نکلے۔ ابوزرعہ نے فرمایا کہ کئی وجوہات کی بنا پر اہل رَی سلمہ سے بے رغبت تھے جن میں سے ایک وجہ یہ تھی کہ اس کی رائے بد تھی۔ اور اس میں وہ ظالم تھا اور زبان کے اشارے سے وہ یہ بتانا چاہتے تھے کہ وہ جھوٹا ہے۔ نسائی نے اسے ضعیف کہا۔ دوری نے کہا کہ اس میں تشیع تھا۔ ابن حبان نے کہا کہ وہ عموماً غلطی کا شکار ہوتا رہتا تھا اور دوسروں کے خلاف روایتیں بیان کرتا تھا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ امام اسحاق اس کو متکلم فیہ کہتے تھے۔ حاکم نے کہا سلمہ محدثین کے ہاں قوی نہیں۔ ابن راہویہ نے اس کو ضعیف کہا۔ ابوحاتم نے کہا اس کا قول دلیل میں پیش نہ کیا جائے۔ دیکھو میزان الاعتدال ج ۲ ص ۱۹۲ وتہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

پھر سلمہ کا استاذ محمد بن اسحاق صاحب المغازی ہے جس کے متعلق امام زہری نے تو کہا ہو کہ محمد بن اسحاق فن مغازی میں اعلم الناس ہیں مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق دجال من الدجاجلہ ہے۔ ہشام بن عروۃ بن الزبیر بھی اس کے بارے کلام کرتے تھے حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ محمد بن اسحٰق مدلس بھی ہے۔ اس لیے جب کسی روایت میں محمد بن اسحٰق منفرد ہو تو میں اس کی روایت قبول نہیں کروں گا۔ واللہ! میں نے اس کو دیکھا ہے کہ اس کی عادت ہے کہ جب ایک ہی حدیث ایک جماعت سے بیان کرتا ہے تو ایک راوی کا کلام دوسرے راوی سے ممتاز نہیں کرتا۔ ابوعبداللہ نے کہا کہ محمد بن اسحاق بغداد میں آ کر کچھ بے پرواہ ہو گیا ہے۔ کلبی وغیرہ کذاب راویوں سے بھی روایت لے لیتا ہے۔ اور محمد بن اسحاق حجت نہیں۔ عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد محمد بن اسحاق کو سنن میں حجت نہ مانتے تھے۔ دوری

نے فرمایا کہ یحییٰ بن معین کی رائے ہے کہ محمد بن اسحاق ثقہ تو ہے مگر حجت نہیں ہے اور حجت تو امام مالکؒ ہیں۔ ابن معین بعض اوقات محمد اسحاق کو ضعیف، لیس بہ کی اور لیس بالقوی بھی کہہ دیتے تھے۔ ابن عدی نے کہا کہ محمد بن اسحاق بہت دفعہ خطا اور وہم کا شکار ہو جاتا تھا۔ علی بن مدینی نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق اہل کتاب سے بھی روایت اخذ کر کے بیان کر دیتا تھا۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ بعض محدثین نے اس کے حافظ کی وجہ سے اس میں کلام کیا ہے۔ امام نووی نے فرمایا کہ جو راوی صحیح کی شرطوں کے مطابق نہیں ہیں ان میں سے ایک محمد بن اسحاق بھی ہیں۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کی روایت درجہ صحت سے گری ہوئی ہے اور حلال و حرام میں اس سے احتجاج درست نہیں۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ محمد بن اسحاق احکام کی روایات میں حجت نہیں ہے خصوصاً جب کہ منفرد ہو اور جب کہ کوئی ثقہ راوی اس کے خلاف روایت کرتا ہو تو محمد بن اسحٰق کی روایت قابل توجہ ہی نہیں ہو سکتی۔ حافظ ابن قیم نے فرمایا کہ امام احمد نے محمد بن اسحاق کی روایت کو منکر کہا ہے۔ قاضی شوکانی نے کہا کہ ابن اسحٰق کی روایت حجت نہیں ہے خصوصاً جب کہ عنعنہ سے روایت کرتا ہو۔ امام ابن الجوزی نے لکھا کہ محمد بن اسحاق مجروح ہے اس کا جھوٹا ہونا امام مالکؒ، سلیمان تیمیؒ، وہیب بن خالدؒ، ہشام بن عروہؒ، یحییٰ بن سعید القطان نے ظاہر کر دی ہے۔ ابن مدینی نے کہا کہ اس کا کام یہ ہے کہ باطل حدیثیں مجہول راویوں سے بیان کرنا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے الفوز الکبیر ص۱۳ مقدمہ تفسیر جامع البیان میں فرمایا ہے وما افراط محمد بن اسحاق والواقدی والکلبی وما ذکروا تحت کل آیۃ من قصۃ فاکثرہ غیر صحیح عند المحدثین وفی اسنادہ نظر یعنی محمد بن اسحٰق و واقدی و کلبی کا افراط اور ان کا ہر آیت کے تحت قصہ کا بیان کرنا سو محدثین کے نزدیک اس کا اکثر حصہ صحیح نہیں ہے اور اس کی سندوں میں نظر ہے۔

یاد رہے کہ یہ محمد بن اسحاق اس روایت کا راوی ہے جس کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے اور جس کا یہ مضمون ہے کہ چارپائی کے نیچے قرآن پاک کا کچھ حصہ رکھا تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری کے موقع پر ان کے گھر کی پالتو بکری آئی تو اس میں سے کچھ کھا گئی۔ اس خوردہ میں سے ایک رضاعت کی آیت تھی اور ایک دوسری

اور یہی راوی ہے اس حدیث کا جو تفسیر ابن جریر میں معراج کے بارے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کر کے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی نہیں ہوا اور اسی حدیث کو مرزائی بیان کرتے پھرتے ہیں حالانکہ علماء کرام نے اس کو موضوع اور باطل بتایا ہے۔ اس کی تفصیل میرے رسالہ معراج النبی میں دیکھیں

مؤلف رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم قاضی سلیمان منصورپوری رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر سورۂ یوسف مسمی بہ الجمال والکمال ص۱۵۹ و ص۱۶۰ میں لکھا ہے

امرأة العزیز کے جوان بن جانے یا نکاحِ یوسف میں آنے کی داستان صحیح نہیں ہے

قرآن پاک میں اب اس عورت کا کوئی ذکر نہ آئے گا۔ لوگوں نے بنالیا ہے کہ پھر یہ عورت از سرِ نو جوان بنادی گئی تھی۔ پھر یوسف صدیق کے نکاح میں آگئی تھی۔ مگر اس امر کے ثبوت میں کوئی صحیح روایت اسلامی یا اسرائیلی موجود نہیں

فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ یہی امرأة العزیز حضرت یوسف علیہ السلام کے دونوں فرزندوں منشی و افرائیم کی والدہ ہے۔ لیکن تورات سے اس قیاس کی تردید ہوتی ہے۔

کتاب بائیبل میں فرزندانِ یوسف کی والدہ کا نام

کتاب پیدائش ۴۱ باب ۵۰ تا ۵۲ درج ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے شہر اُون کے کاہن مسمّٰی فوطی فرع کی دختر مسماۃ آسناتھ سے نکاح کیا تھا۔ اور مذکورہ بالا یہ دو پسر اسی کے بطن سے ہیں۔

ہمارے علماء بزرگ کو غالباً اس لیے مغالطہ ہوا کہ العزیز کا نام فوطی فار تھا اور اس کاہن کا نام فوطی فرع تھا۔ یہ دونوں نام بہت زیادہ مشتبہ الصوت ہیں۔

فوطی فار اور فوطی فرع کی شخصیتوں کا فرق

لیکن جب مؤرخ غور کرے گا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ان دونوں کی شخصیت میں بہت بڑا فرق ہے۔ فوطی فرع کاہن تھا یعنی امام مذہب۔ اس کی دختر کنواری تھی۔ اس کا نام آسناتھ تھا۔ فوطی فار، فرعون کے جلوداروں کا سردار تھا۔ اس کی عورت بیوہ یا مطلقہ ہو سکتی ہے۔ اس کا نام لوگوں نے زلیخا یا راعیل بتایا ہے۔ پھر یہ دونوں عورتیں ایک کیوں کر سمجھی جا سکتی ہیں؟

الطیبات للطیبین کا اصول

استدلال بالا کے بعد جو تاریخی ہے اور بائیبل کی تصدیق سے مضبوط ہے۔ ہم یہ بھی لکھ دینا چاہتے ہیں کہ الطیبات للطیبین اور الخبیثات للخبیثین کا اصول ایسا زبردست ہے جو ناممکن ٹھہراتا ہے کہ کسی نبی یا رسول کے پہلو میں ایسی عورت پائی جائے جو حیا باختہ ہو۔

امرأۃ لوط علیہ السلام وامرأۃ نوح علیہ السلام

امرأۃ لوط وامرأۃ نوح علیہما السلام بھی ہم کو یاد ہیں۔ دونوں کی خیانت کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو اور اپنی قوم کو اپنے اپنے شوہر کے خلاف مدد دی تھی۔ لیکن ان دونوں عورتوں کی عصمت کے خلاف تو کسی روایت میں ایک حرف بھی موجود نہیں۔

خاندانِ نبوۃ میں گناہ پر عذاب الٰہی کی سرعت

ہاں امرأۃ لوطؑ اور امرأۃ نوحؑ کے حالات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان سے جب ایک جرم صادر ہوا تب عذاب الٰہی نے اسی وقت ان کو پکڑا۔ اور دنیا ہی میں اور ان کے شوہروں کی آنکھوں کے سامنے ان پر عذاب بھیجا۔ اور ذرا بھی مہلت نہ دی۔ کیونکہ نبیؐ کی خیانت ایسی ہی تعجیل عذاب کی مستوجب ہے۔ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں تو تمام صورت معاملہ ہی بگڑ جاتی ہے۔

امرأۃ العزیز کی صورت اس کے افعال میں

یہ ایک عورت ہے جو منکوحہ ہے پھر بھی کسی دوسرے جوان کو چاہتی ہے۔ اور جب اپنی تمام تدبیروں میں ناکام رہ جاتی ہے تب پاک معصوم نبیؐ کو زندان خانہ میں بھیج دیتی ہے۔ اور پھر سالہا سال تک کبھی بھی ان کی مصیبت کو یاد نہیں کرتی۔ کیا ایسی عورت نبیؐ کے پہلو میں بیٹھنے کی اہل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں!

الجمال والکمال ص۱۱۰ میں امرأۃ العزیز کے بارے قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے "اس واقعہ کو پورے غور و تدبر سے پڑھنا چاہیے۔ عورت کا بیان تو وہ شوقِ وصال کہ خود دروازے بند کیے۔ خود اپنی زبان سے درخواست کی۔ اور جب حضرت یوسف علیہ السلام بھاگ چلے تو خود حویلی کے آخری دروازہ تک تعاقب کیا۔ اور جہاں یہ پلٹی اور شوہر کو دیکھا تو خود مستغیثہ بن گئی اور خود ہی شوہر کو زنداں یا تازیانہ کی سزا بھی سوجھا دی۔ ...... عشق شہوانی مبدل بہ انتقام شیطانی ہو گیا۔ اور شوہر کو تعذیب کی صورتیں بھی سجھانے لگی۔

پھر لیسجننّ کے تحت ص۱۱۹ میں لکھا۔

یہ جنون کے لفظ کو غور کرو یہ عورت محبت صدق سے مدارج سے کہیں زیادہ
دور تھی۔ وہ تو ایک عورت ہے جو گندے خیال میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اس کے دل میں
یوسفؑ جیسے معصوم کی کوئی قدر و منزلت نہیں اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ یا تو یوسفؑ
اس کی بات کو مانے، یا وہ جیل میں جائے"۔

پھر ص۱۳۶ میں ارقام فرمایا تمہید الام کے تحت

"لہجہ میں عورت کا خاوند اور وہ ...دار جسے بلفظ ث ھذا بیان کیا گیا ہے اور
خود عورت داخل ہیں۔ ضمیر مذکر بوجہ تغلیب لائی گئی ہے"

پھر ص۱۶۲ میں رقمطراز ہیں

المختصر یہ یاد رکھیے کہ ایسی کوئی حدیث صحیحہ موجود نہیں کہ امراۃ العزیز کا
نکاح یوسفؑ صدیق سے ہوا تھا

نیلوی کہتا ہے کہ پیغمبر کی تو بہت اونچی شان ہے۔ پیغمبر کے امتی کو بھی اجازت
نہیں کہ ایسی عورت سے نکاح کرے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرثد
بن کناز بن حصین الغنوی رضی کو ایک مشہور حیا باختہ عورت مسماۃ بہ عناق سے نکاح کرنے
کی اجازت نہ دی تھی۔ چنانچہ صاحب الجلال والکمال نے ص۱۱۱ میں لکھا ہے کہ

"حضرت مرثد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت مدینہ طیبہ کی تھی۔ یہ قوی پہلوان
تھے۔ مدینہ سے مکہ چھپ کر آیا کرتے تھے۔ اور مسلمان قیدیوں کو جن کو کفار مکہ اسلام لانے کے
جرم میں قید کر دیا کرتے تھے' زنداں سے نکال کر لے جایا کرتے تھے۔ یہ ایک بار اسی ارادہ
سے مکہ میں پہنچے۔ ایک گھر کے دیوار کے سایہ میں رات کو چھپ کر کھڑے ہوئے تھے کہ اتنے میں
عناق آ گئی۔ یہ ایک مشہور حیا باختہ عورت تھی اور مرثد کا اس سے میل جول بھی قبل از اسلام
رہا تھا۔ عناق نے ان کو دیکھا اور پہچان لیا۔ بولی مرثد! انہوں نے کہا ہاں مرثد۔

ں مرحبا اہلاً و سہلاً۔ چلو۔ میرے گھر چلو۔ رات کو میرے ساتھ ہی سونا۔ مرثد نے کہا
ہیں عناق! نہیں۔ اسلام میں زنا حرام ہے۔ یہ سن کر عناق نے چلانا شروع کیا۔
ر! آؤ آؤ۔ دوڑو دوڑو۔ وہ شخص کھڑا ہے جو مسلمانوں کو تمہارے جیل سے نکال لے
یا کرتا ہے۔ یہ سنتے ہی آٹھ شخصوں نے مرثد کا تعاقب کیا۔ انہوں نے مشکل سے ایک
ہ ازنگ پہنچ کر اپنی جان بچائی۔

مرثد کا قول ہے کہ مدینہ پہنچ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ عناق سے
نکاح کر لوں؟ تو حضورؐ نے مجھے اجازت نہ دی۔ بلکہ میرے ہی سوال پر اس آیت کا
نزول ہوا الزانی لاینکح الا زانیة او مشرکة[1] آیہ

نیلوی کہتا ہے کہ حق سمجھنے کے لیے معیار کثرتِ اقوال رجال نہیں ہے بلکہ قوت
دلیل معیار ہے اب مولٰنا تھانویؒ، عاشق الٰہی میرٹھی اور مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہم اللہ
کی بات کی طرف اس لیے نہ دیکھنا چاہیے کہ وہ ہمارے اکابر میں علم کے اعلیٰ مقام پر فائز
ہیں کیونکہ یہ ہستیاں اکابر اعلم ضرور ہیں مگر معصوم نہیں ہیں

ہم نے جب دیکھا کہ ان اکابر کے خلاف انہی اکابر میں سے جب ایک عالم فاضل نے
لکھا کہ بعض علماء نے جو لکھا ہے محدثین اس پر اعتماد نہیں کرتے اس لیے ہمیں اس میں
تردد پیدا ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ محدثین اعتماد نہیں کرتے تب ہم نے ان حدیثوں کی سند
تلاش کی۔ سند کی نشان دہی ہو گئی۔ پھر اسماء الرجال کی کتب کے ذریعے راویوں
کے حالات معلوم کیے۔ تب معلوم ہوا کہ واقعی محدثین حق بجانب ہیں جو ان روایات
پر اعتماد نہیں کرتے۔ اور جو بات زبان زد عوام ہے وہ صحیح نہیں ہے اور نہ اس قابل

---

[1] روایت ترمذی ونسائی وابوداؤد میں بالفاظ متقارب موجود ہے

ہے کہ اس کو عقیدہ بنا لیا جائے۔ کیونکہ عقیدہ کے ثبوت کے لیے قطعی اور یقینی دلیل کی ضرورت ہے۔ عقیدہ اس قسم کی کمزور واقعات سے ثابت نہیں کیا جا سکتا جن سے قرآن مجید کا سیاق و سباق اور انداز بیان ہی خلاف جاتا ہو۔ جیسے آپ نے اس تحقیق سے سمجھ لیا۔ یعنی

ایسی حیا باختہ عورت جس کا ذکر حضرت حق تعالیٰ و جل شانہ نے جس انداز سے بیان فرمایا ہے کسی پیغمبرِ خدا کی شان سے بعید ہے کہ اس کے عقد نکاح میں آکر اس کے گھر کی زینت بنے

سبحٰنک اللہم وبحمدک لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک

اللھم صل علی سیدنا ومولٰنا محمد وعلی آلہ واصحابہ واھل بیتہ وذریاتہ وعترتہ ومحبیہ وناصریہ ومشیدی دینہ واولیائہ واوداۃ اجمعین

وانا العبد الضعیف
محمد حسین خادم الجامعۃ العربیہ
ضیاء العلوم سرگودھا
۳ رجب سنہ ۱۴۰۶ ہجری

اَلتَّبْیِیْنُ فِیْ اَنَّ اِعْفَاءَ اللِّحْیَۃِ فِی الدِّیْنِ

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا
علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی
سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

اَلتَّبْیِیْنُ فِیْ اَنَّ اِعْفَاءَ اللِّحْیَةِ فِی الدِّیْنِ

سوال ایک آدمی نے دوسرے کو کہا کیا بات ہے کہ آپ نے داڑھی بڑھالی ہے۔ دوسرے نے جواب دیا کہ ڈاڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس لیے ارادہ پوری کرنے کا ہے۔ پہلے نے کہا آپ ڈاڑھی بڑھا رہے ہیں گھاٹے میں رہوگے' اس لیے ڈاڑھی منڈوا دو۔ قرآن و سنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ کیا ایسا کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے؟

جواب یہ جو کہا جاتا ہے کہ ڈاڑھی رکھنا سنت ہے' یہ ناواقفیت پر مبنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھنا واجب اور فرض عملی ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ:

حدیث ۱ حضرت عبداللہ بن عمرؓ و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احفوا الشوارب و اعفوا اللحیٰ (نسائی صفحہ ۷ و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۶۳۸) کہ مونچھیں کترا‎ؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھنے کے لیے چھوڑ دو۔

حدیث ۲ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام امر باحفاء الشوارب و اعفاء اللحیۃ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹) کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کترانے اور ڈاڑھی کو بڑھنے کے لیے چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔

حدیث ۳ نیز آپؐ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وفروا اللحیٰ و احفوا الشوارب (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۵ و کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۶۵۲) یعنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور خوب اچھی طرح مونچھیں کتراؤ۔

حدیث ۴ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وفروا عثانینکم (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۶۳۶) یعنی اپنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔

حدیث ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوفوا اللحیٰ و قصوا الشوارب (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۶۵۶) یعنی اپنی

ڈاڑھیاں پوری رکھو اور مونچھیں کتراؤ۔

حدیث ۶: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: عشرۃ من الفطرۃ: قص الشوارب و اعفاء اللحیۃ۔۔۔۔۔ کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت کی ہیں جن میں سے ایک ہے مونچھیں کترانا اور دوسرا ڈاڑھی بڑھنے کے لیے چھوڑ دینا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ و ابن ماجہ صفحہ ۲۵ و مشکوٰۃ صفحہ ۴۴ و کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۶۵۴)

حدیث ۷: شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص اپنے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احفوا الشوارب و اعفوا اللحیٰ (کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۶۴۹) مونچھیں کتراؤ اور ڈاڑھی بڑھنے کے لیے چھوڑ دو۔

حدیث ۸: عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من الفطرۃ۔۔۔۔ قص الشارب۔۔۔۔۔ (کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۶۵۴)

حدیث ۹: حضرت حکیم بن عمیر رضی اللہ عنہ سے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جزوا الشوارب و اعفوا اللحیٰ خالفوا المجوس (کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۶۴۹) یعنی مونچھیں قینچی سے کترواؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھنے کے لیے چھوڑ دو اور مجوس کے خلاف کرو۔

حدیث ۱۰: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احفوا الشوارب و اعفوا اللحیٰ و لا تشبھوا بالیھود (کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۶۴۹) مونچھیں خوب اچھی طرح کترواؤ اور ڈاڑھی بڑھنے کے لیے چھوڑ دو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔

حدیث ۱۱: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعفوا اللحیٰ و جزوا الشوارب و غیروا شیبکم و لا تشبھوا بالیھود و النصاریٰ (کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۶۵۳) کہ ڈاڑھیاں چھوڑ دو اور مونچھیں کترواؤ اور سفید بالوں کو (سیاہ رنگ کے سوا) کسی رنگ سے بدل دو۔ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبہ نہ کرو۔

۱۲ مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جاء رجل من المجوس الی رسول اللہ ﷺ وحلق لحیتہ واطال شاربہ. فقال لہ النبی ﷺ ما ھذا؟ قال ھذا فی دیننا. قال فی دیننا ان نجز الشارب وان نعفی اللحیۃ. کہ ایک آدمی حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا جس نے ڈاڑھی مونڈ رکھی تھی اور مونچھیں دراز کی ہوئی تھیں تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ یہ کیا حلیہ ہے اس نے کہا کہ یہ حلیہ ہمارے دین مذہب میں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے دین میں تو یہ ہے کہ مونچھیں قینچی سے کترائیں اور ڈاڑھی بڑھنے کے لیے چھوڑ دیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۳۷۹)

۱۳ حضرت حسن بصریؒ نے مرسلاً بیان کیا ہے: قص اللحیۃ عمل قوم لوط (جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۵۹ بحوالہ ابن عساکر) یعنی ڈاڑھی کترانا قوم لوط کا معمول تھا۔

۱۴ حضرت عبداللہ بن عبداللہ سے مرسلاً مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امرنی ربی ان احفی شاربی و اعفی لحیتی۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۶۵۷) کہ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں اپنی مونچھیں کم کروں اور اپنی ڈاڑھی بڑھنے کے لیے چھوڑ دوں۔

○ ان احادیث صحیحہ متواترہ سے معلوم ہوا کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے تاکیداً ڈاڑھی رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ جبکہ:

فائدہ ہے: "اَلْاَمْرُ لِلْوُجُوْبِ" یعنی شرعی حکم وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی:

فائدہ ہے کہ شرعی حکم اگر قرآن مجید سے ثابت ہو تو وہ فرض ہے۔ اور اس کا منکر کافر ہے۔ اور اگر بسند صحیح حدیث سے ثابت ہو تو اسے واجب کہا جاتا ہے۔ اور اس کے منکر کو فاسق کہتے ہیں۔

◙ علامہ عینی نے بنایہ شرح ہدایہ جلد ۲ جنہ ۲ صفحہ ۱۳۲۵ میں لکھا ہے کہ مونچھیں کترواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔ کیونکہ مجوس ڈاڑھیاں منڈاتے تھے اور مونچھیں چھوڑ دیتے تھے اور ان میں سے کچھ نہیں لیتے تھے۔

- تفسیر قرطبی میں ہے کہ بعض عجمی ڈاڑھی کتراتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں اور بعض ڈاڑھیاں بھی بڑھاتے ہیں اور مونچھیں بھی۔ اور یہ کام جمال اور نظافت کے بالکل خلاف ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے شیطان کے قدیمی منصوبہ سے مطلع کیا ہے۔ جس میں سے ایک یہ ہے: وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ (۴ : ۱۱۹) یعنی میں انہیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی کریں گے۔ اور ڈاڑھی منڈوا کر، یا کتروا کر قبضہ سے کم کر دینا اور مونچھیں بڑھانا تغییر خلق اللہ میں داخل ہے۔ اور جو شخص ان کاموں کا مرتکب ہوتا ہے وہ شیطان کے قدیم سے طے کردہ منصوبہ کو مکمل کر کے شیطان کو خوش کرتا ہے۔ پھر دوسرے لوگوں کو ڈاڑھی منڈوانے کی تلقین کرنا شیطانی منصوبہ کی تکمیل ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ جو حرام ہے۔
- علماء نے تغییر خلق اللہ کی دو بڑی قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ ① خلق تشریعی میں تغییر۔ ② خلق تکوینی میں تغییر۔
- خلق تکوینی میں بعض تغییریں حکم شرع کے موافق ہیں۔ مثلاً: ختنہ کرنا۔ ناخن کتروانا۔ زیر ناف بال مونڈنا۔ مونچھیں چھوٹی کرانا۔ بڑھی ہوئی ڈاڑھی کو شرعی مقدار تک کتروانا۔ چہرہ کے ماسوا حیوان کے کسی عضو کو داغنا۔ بدنہ اور ہدی کا اشعار کرنا۔ سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو مہندی لگانا۔ عورت کا ہاتھ پاؤں کو مہندی لگانا۔ زیور لٹکانے کے لیے ناک اور کانوں میں سوراخ کرنا۔
- خلق تکوینی میں حکم شرع کے مخالف تغییر کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً: کسی جانور کی آنکھ پھوڑ دینا۔ یا کسی انسان کا ڈاڑھی منڈانا اور کتروانا قبضہ سے کم۔ مونچھیں بڑھانا۔ خصیے نکال کر زنخا ہیجڑا بن جانا۔ مرد کا عورت کی صورت بنانا خصوصاً جاہلیت جدیدہ کی ترقیوں نے یہ بات فیشن میں داخل کر لی ہے کہ مرد کا چہرے کے بال بالکل صاف کر کے طرح طرح کی نزاکتیں اختیار کرنا۔ عورتوں کا سر کے بال کٹا کر اور مردانہ وضع اور لباس اختیار کر کے زیادہ سے زیادہ حد تک مرد بن جانا۔ ایسے اپریشن کرانا جن سے جنس تبدیل ہو جائے۔ بدن کو گودنا اور تل جلانا یا نیلا داغ

دینا۔ خال گُدوانا۔ کسی جانور اور آدمی کو مثلہ کرنا۔ کسی مرد کو خصی کرنا۔ ضبطِ ولادت۔ مردوں اور عورتوں کو بانجھ بنانا۔ عورتوں کو ان خدمات سے منحرف کرنا جو فطرت نے ان کے سپرد کی ہیں، اور انھیں تمدن کے ان شعبوں میں گھسیٹنا جن کے لیے مرد پیدا کیا گیا ہے۔ عورتوں کا منہ کے بال نوچنا۔ حسین بننے کے لیے دانتوں کو باریک کرنا۔ کسی جانور کے کان کاٹ دینا۔ انگریزی وضع کے بال رکھنا۔ مرد کا سر پر جوڑا باندھنا۔ عورتوں کا سا لباس پہننا۔ مرد کا زیور پہننا۔ عورتوں کا دوسروں کے بال لگانا۔ بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی چٹیں بنانا۔ عورتوں کی طرح بات چیت کرنا اور عورتوں کی سی حرکات کرنا۔ فطرتِ سلیمہ کو بدلنا۔ عورت کا عورت سے بدفعلی کرنا۔ مرد کا مرد کو عورت کی جگہ استعمال کرنا۔ سیاہ خضاب لگانا۔ جینے کی امید سے کان یا ناک چھیدنا۔ قومِ لوط کا بدعمل۔ سر پر منت کی چوٹی رکھنا۔ لڑکے کے سر میں غیر اللہ کے نام کی چوٹی رکھنا۔ رہبانیت۔ مردوں کو خوجہ بنانے کی رسم جو پہلے رومیوں نے شروع کی تھی پھر تمام دنیا میں پھیل گئی۔

- اسی طرح خلق تشریعی میں تغییر کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً: پتھروں، چاند، سورج وغیرہ مخلوق کی پوجا کرنا۔ اور دین اور احکامِ دین میں تحریف کرنا۔ اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام سمجھنا۔ اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھنا۔ تغییر خلق اللہ کی فہرست میں ڈاڑھی منڈوانا یا کترا کر قبضہ سے کم کر دینا۔ اور مونچھیں بڑھانا داخل ہے۔
- فقہائے کرامؒ فرماتے ہیں کہ اپنے وقت میں ڈاڑھی جمال اور زینت ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں فرشتے ہیں جن کی تسبیح یہ ہے: سبحان من زین الرجال باللحیٰ و النساء بالقرون و الذوائب کہ پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھی کے ساتھ اور عورتوں کو گیسوؤں کے ساتھ زینت بخشی ہے۔
- ہدایہ اخیرین کتاب الجنایات فصل فی ما دون النفس صفحہ ۵۷۱ میں ہے کہ: ڈاڑھی منڈوانا جمال کو فوت کرنا ہے۔ نیز صفحہ ۵۲۳ میں ہے کہ: ڈاڑھی منڈوانا مثلہ ہے۔
- اس کے علاوہ ڈاڑھی منڈانے میں اور بھی متعدد خرابیاں ہیں۔ مثلاً:

ڈاڑھی منڈانے کی خرابیاں

خرابی ۱ ڈاڑھی منڈانے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

خرابی ۲ ڈاڑھی منڈانے میں ہندوؤں کے ساتھ مشابہت ہے۔ کیونکہ ہندوؤں کے مذہب میں ڈاڑھی منڈانا فرض ہے۔ جیسا کہ مولانا عبید اللہ نو مسلم نے اپنی کتاب "تحفۃ الہند" میں ہندوؤں کا عقیدہ بیان فرمایا ہے۔

خرابی ۳ ڈاڑھی منڈانے میں قوم نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے۔

خرابی ۴ ڈاڑھی منڈانے میں قوم لوط کے غنڈوں کے ساتھ مشابہت ہے۔ ڈاڑھی منڈانے کی عادت اسی قوم سے شروع ہوئی اور اس سے پہلے مسلم اور غیر مسلم سب کے سب لوگ ڈاڑھیاں رکھتے تھے۔

خرابی ۵ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت نبینا محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام انبیاءؑ و رسلؑ کی ڈاڑھیاں تھیں۔ ڈاڑھی منڈانے میں ان تمام انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی عملی طور پر مخالفت ہے۔

خرابی ۶ تمام اولیاء اللہ کی ڈاڑھیاں تھیں اور ڈاڑھی منڈانے میں تمام اولیاء اللہ کی عملاً مخالفت ہے۔

خرابی ۷ تمام صالحینؒ و شہداءؓ کی ڈاڑھیاں تھیں اور ڈاڑھی منڈانے میں ان تمام شہداءؓ و صالحینؒ کی عملاً مخالفت ہے۔

○ حضرت نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى یعنی مونچھیں چھوٹی کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ اب جب ڈاڑھی منڈائی تو حضرت رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی اور نافرمانی ہوئی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ یعنی اللہ تعالیٰ کی مانو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی مانو۔ اور فرمایا وَمَن يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کی خاطر جہنم کی آگ تیار ہے۔

ڈاڑھی منڈانے والے ڈاڑھی کے بالوں کو عموماً یونہی پھینک دیتے ہیں حالانکہ انسان سے جدا شدہ اعضاء. بال. ناخن وغیرہ کو دفن کرنے کا حکم ہے. تو اس طرح اس حکم کی خلاف ورزی کے ساتھ ساتھ

○ ان بالوں کی جو سُنّتِ نبوی تھے. اب توہین ہونے لگی کہ پاؤں کے نیچے آرہے ہیں اور اڑ کر گندی جگہوں میں گر رہے ہیں۔

ڈاڑھی منڈانے والا حضرت نبی کریمؐ کی بتائی گئی سنتوں سے محروم رہتا ہے۔ مثلاً وضو کرتے وقت ڈاڑھی کا خلال کرنا سُنّت ہے. ڈاڑھی منڈانے والا اس سُنّت سے محروم رہا۔

ڈاڑھی میں کنگھی کرنا سُنّت ہے، ڈاڑھی منڈانے والا اس سُنّت سے بھی محروم رہا۔

ڈاڑھی سفید ہو تو اس کو مہندی لگانا مستحب ہے. ڈاڑھی منڈانے والا اس مستحب سے بھی محروم رہا۔

ڈاڑھی منڈانے والا فاسق ہے جو ڈاڑھی منڈا کر لوگوں کو اپنے فسق پر گواہ بناتا ہے کہ لوگو! قیامت کے دن گواہ رہنا کہ میں فاسق ہوں۔

ڈاڑھی منڈا کر اپنے فاسق ہونے کا اظہار کرنا جبکہ گناہ اور فسق کا اظہار کرنا بھی گناہ ہے۔

اگر کسی نائی کو کہے کہ آ کر میری ڈاڑھی مونڈ. تو اس کو بھی گویا فسق کے کام کا حکم دیا. تو یہ الگ گناہ ہوا۔

اور اس حرام کام کے لیے نائی کو اُجرت دی اور حرام کام پر اس کا تعاون کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ. یعنی ایک دوسرے کا تعاون نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تو ضرور کرو مگر گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

اس کو حرام مال کھانے کے لیے دیا کہ حرام کما اور حرام کھا۔

خرابی ۱۷ تبذیر کی۔ یعنی اپنا دہ پیسہ فضول خرچی میں لگا کر شیطان کا بھائی بن گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔ یعنی فضول خرچی مت کرو۔ کیونکہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا۔ اور ڈاڑھی منڈانے والے نے بھی اپنے رب کی دی ہوئی نعمت مال کی قدر نہ کرتے ہوئے حرام کام میں ضائع کر دیا تو شیطان کا بھائی بنا۔

خرابی ۱۸ ڈاڑھی منڈانے والے نے جیسے اپنا مال ضائع کیا ایسے ہی اس نے ڈاڑھی منڈانے پر جتنا وقت لگایا اتنا وقت بجائے اس کے کہ اس وقت کو غنیمت جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کا ذکر کر لیتا۔ قرآن مجید کی تلاوت کر لیتا یا کوئی اور نیک کام کر لیتا۔ اتنا وقت اس نے ایک حرام کام میں ضائع کر دیا۔ اور اس طرح:

خرابی ۱۹ نیکی کے کام کرنے سے اتنے وقت میں محروم رہا۔

خرابی ۲۰ جس طرح اپنا وقت ضائع کیا اسی طرح نائی کا وقت بھی حرام کام میں ضائع کر دیا۔

خرابی ۲۱ اور نیکی کے کام سے نائی کو بھی روک دیا۔

خرابی ۲۲ ڈاڑھی منڈا کر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی زینت کو قباحت میں تبدیل کر دیا اور فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کے تحت اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا۔ یہ گناہ الگ اپنے سر چڑھایا۔

خرابی ۲۳ شیطان کو خوش کیا۔ جو ایک گناہ کا کام ہے۔ یہ گناہ بھی اس نے اپنے سر لیا۔

خرابی ۲۴ ڈاڑھی منڈا کر شیشہ دیکھتا ہے اور قبح شرعی کو اپنے زعم میں حسین سمجھتا ہے۔ یہ بھی گناہ ہوا۔

خرابی ۲۵ ڈاڑھی منڈانے والے عموماً ڈاڑھی والوں کو برا سمجھتے ہیں۔ یہ الگ گناہ ہے۔

خرابی ۲۶ ڈاڑھی والوں کے بارے میں کہاتیاں اور کہاوتیں بناتے ہیں۔ یہ الگ گناہ ہے۔

خرابی ۲۷ بکرے اور چھیلے اور سکھوں کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور مختلف پیرایوں میں اشارے کرتے ہیں۔ یہ بھی گناہ ہے۔ کیونکہ:

خرابی ۲۸ اس طرح سنت رسولؐ کا استہزاء لازم آتا ہے۔ اس کے ساتھ:

تمام پیغمبروں، اولیاء، صوفیاء اور نیک لوگوں کی توہین، اور استہزاء لازم آتا ہے۔

ڈاڑھی منڈانے والے زبان سے بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم ڈاڑھی والوں کی طرح ڈاڑھی کی آڑ میں شکار نہیں کرتے۔

غیر قومیں ڈاڑھی منڈانے والوں سے خوش ہوتی ہیں۔ اور ڈاڑھی والوں پر پھبتیاں اُڑاتی ہیں۔ اس کا ذمہ دار بھی ڈاڑھی منڈانے والا ہی ہوا۔

ڈاڑھی منڈانے سے شرم و حیا نہیں رہتا اور ڈاڑھی منڈانے والا ہر گناہ بغیر جھجک کے کر گزرتا ہے۔ اور ڈاڑھی والا کچھ تو اپنی ڈاڑھی کی لاج رکھے گا۔ اور اگر کوئی غلط کام اس سے ہو جائے تو طعنہ دینے والے اسکو طعنہ دیں گے اور وہ شرمندہ ہوگا۔

ڈاڑھی منڈانے والے کے بارے کسی نے سوال کیا تو کہنا پڑتا ہے کہ وہ فلاں جو ڈاڑھی منڈاتا ہے۔ تو غیبت کا ارتکاب ہوا اور اس غیبت کا سبب بھی ڈاڑھی منڈانے والا ہوا۔

تمام فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی منڈانے والے کی شہادت ناقابلِ اعتبار ہے۔

نائی نے کسی کی ڈاڑھی مونڈی ہے اور اتفاق سے ایسا ہو گیا کہ جس کی ڈاڑھی مونڈی گئی ہے اس کی ڈاڑھی اگنے سے رُک گئی۔ اب وہ آدمی کھودا ہو گیا تو فقہاء نے لکھا ہے کہ اس نائی پر دیت لازم آئے گی۔ یعنی اس کو جس کی ڈاڑھی نہیں اگی سو اونٹ دینے لازم ہوں گے۔

ڈاڑھی منڈانے والا اذان اور اقامت سے محروم ہو گیا۔ اس کی اذان و اقامت مکروہ ہے۔

ڈاڑھی منڈانے والا امام نہیں بن سکتا۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

ڈاڑھی منڈانے والا نہ جمعہ پڑھا سکتا ہے اور نہ عید کی نماز پڑھا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ڈاڑھی منڈانے والا فاسق ہے اور فقہاءِ کرام نے قاعدہ لکھا ہے: کُلُّ صَلٰوۃٍ اُدِّیَتْ مَعَ الْکَرَاھَۃِ وَجَبَ اِعَادَتُھَا۔ کہ جو نماز کراہت کے ساتھ ادا کی جائے اس کا دہرانا ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ بغیر کراہت کے نماز صحیح ہو سکے۔ اور عیدین و جمعہ کی نماز کا اعادہ نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جرم اس قدر بڑا ہے کہ

اس کا ارتکاب مشکل ہے۔

اور ڈاڑھی کترانے والا بیان کردہ گزشتہ امور کے علاوہ اس کی مشابہت مجوس کے ساتھ بھی ہوئی، جیسے حضرت علامہ ابن حجرؒ نے "فتح الباری" میں تحریر فرمایا ہے۔

نیز "فتح القدیر" جلد ۲ صفحہ ۷۷ وغیرہ کے قول کے مطابق بعض مغربی لوگوں اور مخنث الرجال کے ساتھ مشابہت ہے یعنی ہیجڑوں جیسی شکل بنانا۔ جیسا کہ ایران کے باشندے ہیجڑے کسی دور میں چھوٹی چھوٹی ڈاڑھیاں رکھتے تھے۔ اور بعض مغربی غیر مسلم قومیں ڈاڑھیں کتراتی تھیں۔

○ اس بحث کے بعد اب رہا یہ سوال کہ جو شخص ڈاڑھی منڈانے کی تلقین کرتا ہے اور کہتا ہے کہ "ڈاڑھی منڈا دو ورنہ گھاٹے میں رہو گے"۔ تو یہ اس کا کہنا جہالت پر مبنی ہے۔ ایسے شخص کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ کفر بہت بڑا سنگین جرم ہے۔ گناہ کی آخری حد ہے۔ اور اس کا تعلق دل سے ہے۔ اگر وہ شخص یہ جانتا ہے کہ واقعی اسلام میں ڈاڑھی رکھنا واجب اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے اور اس پر سب مسلمین کا اجماع ہے۔ مگر پھر بھی وہ کہتا ہے کہ یہ سب باتیں غلط ہیں۔ دین اسلام میں ڈاڑھی رکھنے کا حکم نہیں۔ یہ مولویوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ اور ڈاڑھی والوں کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور بری چیز سے تشبیہ دیتا ہے۔ اس صورت میں تو واقعی آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ بلکہ ایک مستحب امر کے ساتھ استہزاء سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ (۹: ۶۶) اب تمھارا عذر بہانہ بے سود ہے۔ ایک شرعی کام پر مذاق کرنے کی وجہ سے تم اگر پہلے ایمان پر تھے بھی لیکن اب تم کافر ہو گئے۔

○ لیکن سوال میں جو ذکر ہے اس سے اس کی جہالت معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے اسے کافر نہیں کہا جا سکتا۔ جب اس کو اس بات کا علم ہو جائے گا تو امید ہے کہ وہ اپنی بات سے توبہ کر لے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے گا۔ اس لیے کہ موجودہ دور میں جہالت عذر بھی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ غسل رجلین

وضو میں پاؤں دھونا

قرآن وحدیث کی روشنی میں

مؤلفہ:

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا

علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی مدظلہ

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)